عشق نور
تحریر: ردا فاطمہ

گناہ گاروں سے پوچھا جائے گا کون سی چیز تمہیں دوزخ میں لے گئی اور وہ کہیں گے کہ ہم نماز کے پابند نہیں تھے

عشق نور کو میں نے صرف پڑھنے کے لیے ہی نہیں لکھا بلکہ اس میں کچھ ایسی باتیں بھی لکھی گئی ہے جن سے لوگوں کو سبق مل سکتا ہے عشق نور میری سب سے پہلی ناول ہے یہ میری زندگی کی پہلی کوشش تھی جو میں نے کی۔۔۔ عشق نور کو میں نے دسمبر 272023 تاریخ کو لکھنا شروع کیا تھا اور اس کا اختتام میں نے 2024 اگست 14 تاریخ کو کیا

عشق نور میری زندگی کی پہلی ناول ہے میں نہیں جانتی اگے میں کتنی ناول لکھوں گی۔۔۔

بعض اوقات ہم زندگی کے کاموں میں اتنا کھو جاتے ہیں اتنا گم ہو جاتے ہیں کہ خدا کو بھول جاتے ہیں۔۔۔ اور پھر خدا ہمیں یاد کرواتا ہے کہ وہ ہے۔۔۔

اور بے شک ہدایت انہی کو دی جاہتی ہے جو ہدایت کو چاہتے ہیں۔۔۔

میری ناول میں لکھے گئے کردار ابرام سکندر کو بھی ہدایت کی طلب تھی۔۔

وہ اسلام سے دور تھا وہ خدا کو نہیں مانتا تھا

لیکن ماہ نور اس کے لیے ہدایت کی روشنی بن کر ائی تھی

اسی طرح زندگی میں کئی بار اللہ ہمیں اپنی طرف راغب کرتا ہے ہمیں ہدایت دینے کی کوشش کرتا ہے لیکن ہم سمجھ نہیں پاتے۔۔۔

کیونکہ ہدایت صرف انہی کو اتی ہے جو ہدایت چاہتے ہیں۔۔۔

عشق نور میں ایک ایسی لڑکی کا عشق لکھا گیا ہے۔۔۔ جو اپنے خدا کو بے انتہا چاہتی تھی۔۔۔

اور ایک غیر مسلم سے محبت کر بیٹھی تھی

لیکن وہ یہ بات نہیں جانتی تھی کہ وہ اس لڑکے کے لیے ہدایت تھی کیونکہ وہ لڑکا ہدایت چاہتا تھا

لیکن وہ انجان تھا وہ خدا سے دور تھا

اسی طرح زندگی میں ہم بھی کئی بار اپنے اللہ سے دور ہو جاتے ہیں ہم زندگی کے کاموں میں اتنا گم ہو جاتے ہیں اور

اللہ اپنے نیک بندوں کو بھیجتا ہے ہمیں تاریکی میں سے روشنی میں لانے کے لیے

جیسے کہ اللہ نے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بھیجا۔۔۔

ہماری ہدایت

کے لیے۔۔۔
اور میں اپ کو بتادوں یہ کہانی صرف اسلام پر نہیں بنی یہ کہانی حجاب پر بنی ہے یہ کہانی سچی دوستی پر بنی ہے یہ کہانی پاک محبت پر بنی ہے
یہ کہانی ہدایت پر بنی ہے۔۔۔
یہ ایک ایسے لڑکے کی کہانی ہے جو ہدایت چاہتا تھااور اس کو مل گئی۔۔۔
اور آپ لوگ انتظار کیجئے گا عشقِ نور کا حصہ دوم بھی ائی گا جلدی ہی جیسکا نام قلبِ سکون ہو گا کچھ نئے کرداروں کے ساتھ۔۔۔

رات گہری تھی ڈر بھی سکتے تھے
ہم جو کہتے تھے کر بھی سکتے تھے
تم جو بچھڑے تو یہ بھی نا سوچا؟
ہم تو پاگل تھے مر بھی سکتے تھے"

ترکی استنبول
اندھیرا جنگل
وہ اندھیرے جنگل میں تھا اس

کے پاس کچھ نہیں تھا سوائے
ایک گھوڑے کے۔۔۔۔۔
وہ اس گوڑے پہ سوار اگے بڑھنے لگا
اس وقت جنگل خاموش تھا اور
خاموش جنگل ابرام کو خاصا ڈراونا لگ رہا تھا لیکن
وہ بنا رکے اگے بڑھنے لگا یہاں
تک کہ اس کے گھوڑے کی رفتار خود بخود ہی کم ہونے لگی۔۔۔
اس نے جھک کر دیکھا تو کافی حیران ہوا اس کے گھوڑے
نے کیچڑ میں پیر رکھ دیا تھا اس نے پیچھے پلٹ کر
دیکھا اور سفید روشنی نظر ائی اور اسی وقت اس
کی انکھ کھل گئی۔۔
اس کی پیشانی
پسینے سے تر تھی اور سانس بھی تیز چل رہا تھا دل اتنی
رفتار میں
دھڑک رہا تھا کہ
مانو ابھی سینے سے باہر نکل ائے گا۔۔۔اس کو ہمیشہ یہ خواب
ڈرا دیتے تھے وہ خواب دیکھنے سے ڈرتا تھا جب اس نے وقت
دیکھا تو صبح ہونے میں دیر تھی وہ اپنا سامان سمیٹنے
لگا کیونکہ اسے حارث کے ساتھ ہاسٹل شفٹ ہونا تھا

وہ خاصا خوبصورت تھا ہر کوئی اس کا دیوانہ ہو سکتا تھا
یہ بات کہنے میں کوئی شک نہیں تھا ابرام سکندر کا
تو کوئی مذہب نہیں تھا وہ خدا کو مانتا ہی نہیں تھا
جبکہ حارث عیسائی تھا۔۔ وہ استنبول یونیورسٹی سے
تعلیم لے رہے تھے

♡♡♡

اس وقت وہ استنبول یونیورسٹی کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔
اج اس کا پہلا دن تھا وہ نروس نہیں تھی مگر اس کا دل بجھا ہوا
تھا وہ نیویارک گھومنا چاہتی تھی۔۔۔ لیکن وہ ترکی اگئی

یونیورسٹی کے سر نے پاکستان سے ائی لڑکیوں کی ذمہ داری حارث
کو دی تھی اور وہ پچھلے چند منٹوں سے انہی کو ڈھونڈ رہا تھا
اور اخر کار پھر وہ اسے کلاس میں داخل ہوتی ہوئی مل ہی گئی۔۔۔

excuse me..

ان تینوں لڑکیوں میں سے دو نے پلٹ کر اس کو دیکھا اور پھر
دیکھتی ہی رہ گئی کیونکہ وہ بلاشبہ بہت حسین تھا کیا
اپ پاکستان سے ہیں حارث نے ان سے پوچھا؟
جی ان دونوں نے جواب دیا جب کہ تیسری لڑکی خاموش رہی
اچھا تو اپ کے نام؟

عنایہ "عنایہ جاوید

میں جنت فاطمہ

اوراپ کانام۔۔۔؟

اس نے حجاب والی لڑکی کو مخاطب کیاجواس کی
طرف کمر کرکے کھڑی تھی

وہ پلٹی اوراس کے ہاتھ میں پکڑے کاغذات دیکھے یہ ماہ نور ہے
ہماری کلاس فیلو بھی اور ہماری دوست بھی جنت نے بتایا۔
توکیایہ بول نہیں سکتی جواپنانام خود نہیں بتارہیں اس
نے بے حد سنجیدگی سے سوال کیاتھا
کہاکرنے ہیں سگنیچراس نے تقریباحارث کے ہاتھ سے
کاغذات کھینچے ہی تھے
پھر حارث کواندازہ ہواکہ نہ صرف وہ زبان رکھتی تھی
بلکہ اچھاخاصادماغ بھی رکھتی تھی اور بلا کی خوبصورت
تھی اس کاچہرہ دودھ کی طرح سفید تھااور بڑی بڑی انکھیں تھی
جیسے مانوان میں کوئی دیکھے اور ڈوب ہی جائے وہ اپنے نام کی
طرح ہی خوبصورت تھی ماہ نوراس مطلب تھاچاند کی روشنی

وہ کلاس میں چلے گئے ان کی پہلی کلاس شروع ہوچکی تھی
استغفراللہ کیسے ظالم قسم کے لوگ ہیں یہاں کے۔۔۔

اللہ اللہ مجھے کیا معلوم تھا کہ پرائے ملک میں میرے ساتھ ایسا سلوک ہو گا! ابھی ایک دن نہیں ہوا ہمیں یہاں ائے ہوئے اور اتے سار کلاس شروع
میرا دل چاہ رہا ہے کہ ان کو گنجا کر دوں
ابھی یہ پروفیسروں
کی تعریف کہ نغمے گا رہی تھی جب جنت بولی چپ ہو جا ماہ نور
لوگ دیکھ رہے ہیں اور اس کو لوگوں سے
زیادہ اپنے پیچھے بیٹھے شخص سے شرم ارہی تھی جو ماہ نور صاحبہ کو بہت ہی غور سے سن رہے تھے
میں کیوں چپ کروں
تم چپ کرو وہ الٹا جنت کو جھاڑنے لگی تم دیکھ نہیں رہی کتنا ظلم ہو رہا ہے ہمارے ساتھ اللہ پوچھے گا ان پروفیسروں کو
یہ اس وقت سخت غصے میں تھی اور وہ جو پیچھے بیٹھا ان کی باتیں سن رہا تھا وہ بے ساختہ منہ پر ہاتھ رکھیں مسکرائے جا رہا تھا عجیب چیز ہے اس نے دل میں سوچا
اس نے ابھی تک اس لڑکی کا چہرہ نہیں دیکھا تھا
اور پھر ان کی
کلاس ختم ہوئی۔۔۔ تو وہ اپنی کتابیں سمیٹنے لگا
بیگ اٹھانے کے بعد اس نے اُس

لڑکی کو دیکھنا چاہا مگر

شاید وہ پہلے ہی جا چکی تھی

وہ خود بھی سر جھٹک کر اٹھ گیا

لیکن کچھ تھا جو ان دونوں کو بہت جلد ملوانے والا تھا

یہ خاصہ تھکا ہوا دن گزرا تھا اوپر سے اس کے پاؤں میں چلنے

کی وجہ سے شدید درد ہونے لگتی تھی دراصل سارا قصور موسم

کا تھا ٹھنڈ کی وجہ سے اس کے پاؤں لال ہو جاتے تھے اور چھوٹے چھوٹے

دانے نکل اتے

تھے اس لیے اگر وہ زیادہ چلتی یہ ٹھنڈ میں رہتی تو اس

کے پیروں میں درد ہونے لگتا

بیڑا غرق ہو اس

موسم کا اور اس شہر کا وہ بڑ بڑائی

نیویارک کے خواب

دیکھنے والی کو استنبول بالکل پسند نہیں ایا تھا

کیا فرمایا اپ نے اس کی بر براہٹ حارث تک پہنچ چکی تھی

وہ اس کے اگے چل رہا تھا اس نے پلٹ کر پوچھا نور نے بولنے

کی زحمت نہ کی بلکہ اس کے برابر سے گزر گئ

پاکستان سے ائی لڑکیوں کی ذمہ داری اس کے ذمے تھی وہ اس

لیے ہاسٹل کی طرف جا رہا تھا کیونکہ اُس نے اس لڑکی کو اس

کا روم دکھانا تھا
باقی کی دو واستنبول کی سڑکوں پر اوارہ گردی کے لیے نکل گئی تھی۔۔نہ جانے انہوں میں
کب انا تھا
کیا یہی ہے میرا روم؟
ایک کمرے کے اگے رک کر اس نے پوچھا
جی یہی ہے بیگ نیچے
رکھ کر حارث نے دروازہ نوک کیا ایک نہایت ہی گورے رنگ کی لڑکی
نے دروازہ کھولا
hi Sofia
یہ اپ کی نیو روم میٹ ہیں ماہ نور
دو لڑکیاں اور ہیں ان
کے ساتھ اور یہ۔۔؟
وہ کہتے کہتے رکا اور پھر اس نے ماہ نور کو دیکھا جو اپنے بیگ
الٹ پلٹ کر رہی تھی۔۔
اب سے یہ اپ کے ساتھ ہی رہیں گی وہ یہ کہہ کر اس کا بیگ اٹھانے
لگا تو ماہ نور جھٹ سے بولی میں خود اٹھا لوں گی یہ کہہ کر
اس نے بیگ گھسیٹتے ہوئے اندر جا کر دروازہ اس کے منہ پر بند کر دیا
وہ ماہ نور تھی وہ
ہر ایرے غیرے کا احسان نہیں لیتی تھی جبکہ حارث تیش میں اگیا

وہ بند دروازے کو گھور رہا تھا تبھی اس کے پیچھے ابرام اکے کھڑا ہو گیا

کیا ہوا ہے ایسے

کیوں کھڑے ہو ابرام کے ہاتھ میں اپنا سامان تھا

بدلحازی دیکھ رہا تھا۔۔۔ حارث بولا

دروازے کی۔۔! وہ ہنستے ہوئے بولا؟

نہیں دروازہ بند کرنے والی کی

hahahaha once again

ہاں ہاں تم جی بھر

کر میرا مذاق اڑالو

اور تو کچھ اتا نہیں ہے تمھیں۔۔

اچھا یار چھوڑو میرا بیگ اٹھا کر اندر رکھ دو نا پلیز

کیا یار سب نے اپنا سرونٹ ہی سمجھ لیا ہے مجھے مطلب میری

تو کوئی عزت ہی نہیں ہے نا

وہ بڑبڑاتے ہوئے ابرام کا

بیگ اٹھا کر ساتھ والے کمرے میں گھس گیا۔۔۔

وہ اپنا سامان

نکال رہی تھی جب وہ گوری لڑکی اس کے سامنے

اکر کھڑی ہو گئی

hi.. ماہ نور

السلام علیکم اس نے مسکرا کر کہا
where are you from
ماہ نور نے پوچھا
I am from New York
oo really وہ بو جھل دل والی
you know what I am so much لڑکی ایک دم پر جوش ہو گئی
obsessed with New York and i really wanted to go
there but I couldn't
اس کا چہرہ ایک بار پھر اتر گیا
oo so sad..but
why do you like new York ?
i love your place..."
اس سے پہلے کہ یہ روشن
انکھوں والی لڑکی اور کچھ کہتی جنت اور عنایہ
کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔
اور پھر ان تینوں
کا ہلکا پھلکا سا تعارف ہوا۔۔
تم ہمارے ساتھ رہو گی عنایہ نے صوفیہ سے پوچھا تھا

ہاں تو لازمی سے بات ہے میرا روم بھی ہے یہ
عنایہ فالتو باتیں نہ کرو جنت نے اسکو روکا
تم تو چپ کرو نہ خود بولتی ہو نہ ہمیں بولنے دیتی ہو اماں۔۔
اوران کی لڑائی میں نور کے گھر سے فون آگیا اور وہ فون سنے کے لیے بالکنی میں چلی گئی
اسلام علیکم امی کیسی ہے آپ
ہاں میں ٹھیک ہوں دوسری طرف سے آواز ائی تھی
اور ایسے ہی کچھ دیر وہ باتیں کرتی رہی
پھر جب واپس ائی تو اسکو اندازہ نہ ہوا کے وہ ادھا گھنٹہ بات کر کے ائی ہے جنت عنایہ سفر میں بہت تھک گئی تھی تو ابھی وہ لیتی ہوئی تھی
اور صوفیہ غائب تھی نور بھی اپنی جگہ پر جا کے لیٹ گی
صبح اسکی فجر کے وقت آنکھ کھلی وہ اٹھی اس نے نماز ادا کی
اور یونیورسٹی کے لیے تیار ہونے لگی
جنت بھی جگ چکی تھی لیکن مجال ہے عنایہ آٹھ جائے وہ کب سے اسکو جگہ رہیں تھی
لیکن عنایہ نہیں جگ رہی تھی
اور آخر کار نور نے پانی کا گلاس عنایہ پے پھینک دیا
وہ ہڑبڑا کے اٹھی
کمینی دماغ صحیح ہے تمہارا اس طرح کون جاگتا ہے
اتنی دیر سے جگہ رہے ہیں ہم دونوں تمھیں
اور پھر عنایہ اٹھی اور تیار ہوئی

اور یونیورسٹی کے لیے نکل پڑے
وہ تینوں یونیورسٹی کے راستے پر
چل رہی تھی ماہ نور
کے پیروں میں درد تھی کیونکہ اسے دانے نکلے تھے اس لیے اُس
کی رفتار کافی سست۔۔۔
سب سے اگے شوخ اور جھنچل سی عنایہ چل رہی تھی جسے
بولنا اور الٹے سیدھے فیشن کرنا بہت پسند تھا

درمیان میں
جنت چل رہی تھی جو ہر کسی کی دوست نہیں بنتی تھی
لیکن اس کو ماہ نور بہت پسند تھی

اور سب سے
اخر پر ماہ نور وہ بہت سادا سی لڑکی تھی جو اس کے دل میں
ہوتا وہ کہہ ڈالتی وہ کبھی بہت باتونی لگتی تو کبھی بے حد
خاموش وہ ایک اچھی لڑکی تھی۔۔۔
اپنا بگ مجھے
دے دو ماہ نور جنت نے دیکھا اس کو چلنے میں مشکل ہو رہی
ہے تو بولی ماہ نور نے بگ اس کو دے دیا

وہ اہستہ اہستہ چل رہی تھی سڑک تقریبا ویران تھی اس

لیے اسے کوئی پریشانی نہیں ہوئی

اتنے میں وہ پیچھے اکر کھنگارا

آہمم۔۔ تو وہ ہلکا سا چونکی

وہ حارث کے جوتوں سے

ہی اس کو پہچان گئی تھی

وہ چہرہ کب دیکھتی تھی

کیسی ہیں اپ مس نور۔۔؟

اس نے جواب نہیں دیا

بلکہ اسی طرح چلتی رہی

اپ ٹھیک سے چل نہیں پارہی کیا کوئی مسئلہ ہے اگر اپ کہیں۔۔۔

تو میں۔۔اپ کو

اور اس کی ہمدردیوں کو ایک دم بریک لگ گئی جب

وہ لڑکی اچانک رک گئی

اور پھر وہ پر سکون انداز میں

پلٹی اور انکھیں اٹھا کر حارث کے چہرے کو دیکھا اس کی کالی

انکھیں اب حارث کے چہرے پر مرکوز تھی اور اس کی ماتھے کی تیوری ابھی تک ویسے ہی تھی

حارث کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی

حارث کا سانس

رکا لڑکیاں اس کو دیکھتی تھی تو دیکھتی ہی رہ جاتی تھی لیکن
ماہ نور ایسی نہیں تھی
اسکو حارث کا چہرہ ایک ام چہرہ لگتا تھا
پھر اچانک ماہ نور بولی
مجھے مسئلہ ہے میرے
پاؤں خراب ہیں اس لیے میں ٹھیک سے چل نہیں پا رہی۔۔"
وہ ایک منٹ کے لیے رکی لیکن یہ اپ کا مسئلہ نہیں ہے۔۔۔
اپ کی ذمہ داری صرف مجھے ہاسٹل کے روم تک پہنچانے کی
تھی

اس لیے بہتر ہو گا کہ
اب اپ میرا اتنا خیال نہ رکھیں مجھے اپ کی سر فسر نہیں چاہیے پیچھے ہی پر گئے ہے آپ
میرے جان چّھور دیں میری
"شکریہ
اس نے تپتے ہوئے کہا اور غصے سے پلٹی اور" ٹھاہ کسی کے بھاری بھرکم سینے سے ٹکرا گئی
اہہ۔۔ اس نے انکھیں بند کرلی
سر کسی بھاری چیز کے ساتھ ٹکرانے کی وجہ سے ہل کر رہ گیا
ohh sorry..
وہ فوراً سے پہلے پیچھے ہٹا
لیکن ابرام کی نظر ایک لمحے کے لیے اس لڑکی کے چہرے پر رکی

دودھیا رنگت کالی

انکھیں اور غلابی ہونٹ وہ ابرام کے لئے ایک عام سا چہرہ تھا

it's ok

ماہ نور نرمی سے

کہتی اگے نکل گئ

ابرام حارث کی طرف پلٹا جو کھلے منہ حیرانی سے ماہ نور

کو جاتے دیکھ رہا تھا۔۔"

boss

کیا ہو گیا ابرام نے پوچھا

وہ کیا۔۔ کیا سمجھتی ہے مجھے۔۔"

میں کوئی گنڈا ہوں !اتنا فارغ ہوں جو اس کا

پیچھا کرتا رہوں گا حد ہے یار

حارث شاید اب

غصے میں اچکا تھا

میں اج ہی سر سے کہوں گا کہ پاکستان سے ائی ان لڑکیوں کو

خود ہی سنبھال لے

افتیں ہیں یہ"

دماغ خراب کر کے رکھ دیا ہے

اچھا اچھا ریلیکس ہو جاؤ

پھر وہ ساتھ ساتھ
چلنے لگے
تمہیں نیند تو ٹھیک سے ائی ہے نا؟
ابرام نے اسبات میں سر
ہلایا لیکن وسکون میں نہیں تھا
وہ رات کو نہیں سو سکتا تھا سکون سے

وہ ایک جنگل میں تھا درختوں والا خاموش جنگل
مگر اج وہ تاریک
نہیں تھا سورج کی روشنی درختوں کو چھیڑ کراتی اس کے
چہرے پر پڑ رہی تھی
اور وہ اج بھی گھوڑے پر سوار تھا البتہ اس کا گھوڑا رکا ہوا تھا
جیسے ایک خاص مقام پر کوئی شے ٹھہر جاتی ہے
اس نے سر جھکایا نیچے سبز فرش بچھا تھا
اس دن والے
کیچڑ کا نام ونشان نہ تھا
اور پھر اس نے ایک اواز سنی بہت مانوس سی اواز کوئی اس
کے کان کے بے حد قریب کچھ پکار رہا تھا
ایک سرد لہر

اس کے اندر تک سرایت کر گئی تھی اس نے تیزی سے رخ
موڑا اور ساتھ ہی اس کی انکھ کھل گئی۔۔۔
وہ اٹھ کر بیٹھ
گیا نینداب غائب ہو چکی تھی وہ اپنے خواب کے متعلق سوچنے لگا
اس کے خواب
ڈراونے نہیں ہوتے تھے لیکن وہ اس کو بے چین کر دیتے تھے
اور وہ یہ بات جانتا
تھا کہ اس کے خواب بے معنی نہیں تھے

یہ شام کا وقت تھا
وہ جنت کے ساتھ استنبول فیڈرل گلاٹا کافی شاپ میں بیٹھی تھی اور حارث کی صبح والی بات
بیٹا رہی تھی
پھر۔۔۔؟
جنت نے پوچھا
پھر کیا میں نے تو اس کو صحیح والی سنادی اگر ذرا سی
سیلف رسپیکٹ ہوئی نا تو دوبارہ نہیں ائے گا میرے پیچھے
اچھا صحیح جنت ہلکا سا مسکرائی
تم ابھی تک
اداس ہو دیکھو استنبول بھی تو اتنا

پیارا ہے تمہیں اتنا اداس نہیں ہونا چاہیے ماہ نور ؟

میں اداس نہیں ہوں

جنت میں بے چین ہوں پتہ نہیں کیوں مجھے ایسا لگتا ہے کہ استنبول میرے لیے مشکلیں کھڑی کرے گا۔۔۔

ہر گز نہیں۔۔

تم ماہ نور ہو تم کیوں ڈرتی ہو

مجھے یہاں کے لوگ اچھے نہیں لگے ماہ نور نے صاف گوہی سے کہا

کیوں۔۔؟

پتہ نہیں بس مجھے اچھے نہیں لگتے اور تم نے اس" لڑکے کو دیکھا ہے

کیسے میرے پیچھے ہی پڑ گیا ہے اس نے دیکھا بھی کہ میں اکیلی ہوں پھر بھی میرے پیچھے اگیا؛

جنت ہلکا سا مسکرائی

یہ ایک ٹھنڈے مزاج کی لڑکی تھی

تم اس کے متعلق غلط فہمی کا شکار ہو نور وہ لڑکا جان بوجھ کر تمہارے پیچھے نہیں اتا وہ تو بس اپنی ڈیوٹی نبھا رہا ہے اسے یہ کرنا ہے کیونکہ یہ اس کا کام ہے

یہ ہر جگہ ہوتا ہے سوائے پاکستان کے

یہاں کے سٹوڈنٹس

غیر ملکیوں کو دل سے خوش امدید کہتے ہیں ان کو وقت دیتے ہیں
ہمم۔۔۔
اور وہ لڑکا میرے اور عنایہ کے پاس بھی ایا تھا اس نے کہا کہ
اگر ہمیں کوئی مسئلہ ہو تو ہم اس کو بتا دیں
اور مجھے بالکل
برا نہیں لگا تھا تم نے اس کو منع کیا ہے تو وہ دوبارہ نہیں ائے گا
ہمم۔۔۔ماہ نور مطمئن ہو گئ
عنایہ کہاں رہ گئ ہے
اب تک تو اجانا چاہیے ماہ نور نے کہا
اتی ہی ہو گی یار تمہیں شاید معلوم نہیں ہے وہ ایک گھنٹے میں
صرف ایک ہی چیز خریدتی ہے
تو اسکو بھیج کیوں۔۔
ہیں نے نہیں بھیجا کچھ گئ ہے کہہ رہی تھی ذرا گھوم کے اتی ہوں۔۔پر ابھی وہ بول ہی رہی
تھی جب عنایہ کافی شاپ میں داخل ہوئی۔۔
اور ہاتھ میں شاپنگ بیگ پکڑے تھے
اور جنت اور نور کے پاس آ کے بیٹھ گئ
کہاں رہ گی تھی تم کب سے انتظار کر رہی ہیں ہم نور بولی
ارے شاپنگ کر رہی تھی
پھر ہیں نے ترقیوں کی چائے پی اتنی کوئی فضول تھی نہ

مجھے اچھی نہیں لگی اور تم دونوں کو پتہ ہے یہ تو ایک چیز کیسی کم کی نہیں ہے شاپنگ کے لیے

اچھا اور نور نے بولتے ہوئے عنایہ کے بیگ پے نظر ڈالی تھی اگر کم کی چیز نہیں ہے تو یہ 4 بیگ کیوں بھرے پڑے ہے کپڑوں سے نور بولی تھی

یہ تو ذارا کے کپڑے ہے عنایہ موں بنائے ہوئے بولی

بس بس اتنی لمبی لمبی نہ چھوڑں تم لنڈا بازار سے کپڑے خریدنے کے لئے جیب میں پھوٹی کوڑی نہیں ہے

اور ذارا کے کپڑے ہے نور نے عنایہ کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا اور جنت بولی اب تم دونوں یہ شروع نہ ہو جانا

ہاں تو اسکو چُپ کراؤنہ عنایہ نور کو گھورتے ہوئے بولی

♡♡♡

حارث تم ابھی تک اسے سوچ رہے ہو؟

نہیں یار! پتہ نہیں۔۔۔

کیا پتہ نہیں تم کیوں اس لڑکی کو اتنا اپنے اصابوں پر سوار کر رہے ہو۔۔۔

میں اس کو اپنے اصابوں پر سوار نہیں کر رہا یار؟

لیکن اسے ایسا کیوں لگا کہ میں اس کا پیچھا کر رہا ہوں؟
حارث الجھا ہوا تھا۔۔
اس کے ساتھ اور بھی تو دو لڑکیاں تھیں انہوں نے
تو ایسا کچھ نہیں سمجھا
حارث وہ ان سے الگ سوچتی ہیں کچھ لڑکیوں کو
اریٹیشن ہوتی ہے مردوں سے۔۔۔ یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے
کیا تم چاہتے ہو کہ وہ تمہیں اگنور نہ کرے۔۔۔؟
ابرام میں کیوں چاہوں گا ایسا میں تو بس ایسے ہی۔۔۔
تو پھر اپنی شکل ٹھیک کرو اور کافی لا دو
اوکے باس حارث بلاخر مسکرایا
ابرام ہمیشہ اس کا موڈ اچھا کر دیتا تھا
یہ دونوں ایک لمبے عرصے سے دوست تھے۔۔
یہ دونوں ایک دوسرے سے بہت مختلف تھے
جیسے سب دوست ہوتے ہے۔۔۔ مگر اس کے باوجود
وہ ایک دوسرے کے ساتھ تھے
ابرام کے مزاج میں ٹھہراؤ تھا اور وہ جلدی جلدی کسی
سے متاثر نہیں ہوتا تھا ہاں وہ نور سے بھی متاثر نہیں ہونے والا تھا اتنی جلدی
جبکہ اس کے بر خلاف حارث کو لوگوں کے رویے جلد متاثر کر لیتے تھے
حارث وہ واحد شخص تھا جس کو پتہ تھا کہ

ابرام کو عجیب خواب اتے ہیں۔۔۔
اور ابرام سکندر اپنے بابا سے نفرت کرتا تھا
شاید اس لیے کیوں کے اُسکی ماں کے موت شاید اسکے بابا کی وجہ سے ہوئی تھی

پھر اس دن وہ اسی سیٹ پر بیٹھا تھا۔۔۔
اور وہ تینوں لڑکیاں اس سے اگے والی سیٹ پر
درمیان میں وہ حجاب والی لڑکی بیٹھی تھی۔۔۔
مگر ابرام نے صرف ایک نظر ماہ نور پر ڈالی۔۔
وہ لڑکیوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تھا

تبھی اس لڑکی نے اپنا بیگ کھولا اور ہینڈ کریم نکال
کر اپنے ہاتھوں پر ملنے لگی
بس کرو یار کب یہ بچپنا چھوڑو گی تم عنایہ بولی
عمر یں بڑی ہونے سے اپنی پسندیدہ عادتیں نہیں بدل لینی چاہیے۔۔
یہ عنایہ کو انکھیں دکھاتے ہوئے بولی
اور یہ جو تم اتنا پرفیوم لگا کر ائی ہو نا دیکھ لینا گناہ
ہو گا اس کا تمہیں۔۔۔
تو تمہیں کیا ہے گناہ مجھے ہو گا نا عنایہ بولی
او ہو عنایہ جنت نے اس کو ٹوکا

لیکچر سننے دو یار۔۔۔

میں نے کیا کیا ہے اسے چپ کرواؤ اور یہ یہاں کر کیا رہی ہے اسے
تو کسی پاکستانی مدرسے میں تبلیغ دینی چاہیے
ماہ نور نے افسوس سے عنایہ کو دیکھا
کاش میں جہاز کے چلنے سے پہلے تمہیں باہر دکھادے دیتی تو
اج تم پاکستان کے کسی کوڑے کے ڈبے میں پڑی ہوتی۔۔۔
وہ جو پیچھے بیٹھا شخص اس کی باتیں نہیں سننا
چاہتا تھا نہ چاہتے ہوئے بھی سن کر مسکرا دیا
نہ جانے اسکو نور کے باتیں نور کا لہجہ اُسکی طرف کھینچتا تھا

یہ دوپہر کا وقت تھا استنبول میں اس وقت تیز دھوپ نکلی تھی۔۔۔
ماہ نور سر پہ سکاف لیے یونیورسٹی کے گراونڈ میں بیٹھی
تھی اور اس کی نظریں سیل فون پر تھی اور اج وہ خوش لگ رہی تھی۔۔۔
وہ اٹھی اور اب ٹریک پر چلنے لگی موبائل اب اس کے کوٹ کی جیب میں تھا۔۔
سامنے سے عنایہ اتی دکھائی دی۔۔
کہاں تھی اپ محترمہ عنایہ بولی؟
کوہ کاف گئی تھی۔۔
تمہارے لیے لڑکا پسند کرنے ماہ نور بولی۔۔
فٹے منہ تمہارے عنایہ سخت بدمزہ ہوئی تھی

اچھا موبائل کہاں ہے تمہارا اتنی کالز کر چکی ہوں

میرے ہاتھ میں ہے اور

دفع ہو جاؤ تم تین دفعہ کال کی ہے وہ بھی پانچ پانچ سیکنڈ کی۔۔۔

یاد رکھو تم جہنم میں جاؤ گی۔۔۔

ٹینشن نہ لو تمہیں ساتھ ہی لے کر جاؤں گی

اور اسی وقت جنت بھی اگئی

وہ ماہ نور کا چہرہ دیکھتے ہوئے مسکرائی۔۔

وہ جب جب ماہ نور کا چہرہ دیکھتی تھی تو اس کے دل کو سکون ملتا تھا

تمہارے پاؤں اب کیسے ہیں نور

میرے خیال سے جنت پاؤں کو چھوڑ اس کی زبان کا

پوچھنا چاہیے وہ کیسی ہے عنایہ بولی

پہلے سے ٹھیک ہوں جنت

پھر وہ واپسی کے لیے نکل پڑی

سب سے پہلے نور اندر داخل ہوئی پھر جنت اور اخر پر عنایہ

البتہ وہ اپنے ساتھ والے کمروں کا دروازہ بجانا نہیں بھولی تھی

ابھی وہ پوری طرح سے بیٹھی نہیں تھی

جب وہ دروازے میں اکر کھڑا ہو گیا

ہمارے کمرے کا ڈور کس نے نوک کیا تھا

وہ نور کو دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا

نور جو ابھی اپنے جوتے اتار رہی تھی وہ ایک دم سے چھڑ کر بولی
میں نے نہیں کیا تھا کسی اور سے جا کے پوچھیں
تو میں نے کب کہا کہ اپ نے کیا تھا
تو پھر اپ منہ کیوں چھپا رہی ہیں اگر اپ نے نہیں کیا
کون چھپا رہا ہے منہ
بھائی صاحب میں تو اپ کو منہ دکھانا ہی نہیں چاہتی
اپ ہی پیچھے پڑ گئے ہیں میرے۔۔
اچھا بس کرو نور۔۔
جنت بولی۔۔۔
حارث ہم نے ڈور نوک نہیں کیا تھا اپ کسی اور سے پتہ کر لیں
اور اگر اپ بنا اجازت کے ہمارے روم میں داخل ہوئے تو
اپ کے خلاف کمپلین کر دوں گی
میرے خلاف مجھے ہی کمپلین کریں گی وہ ہلکی اواز
میں بولتا باہر کی طرف چلا گیا۔۔
پہلے ہی اس لڑکی کے بھائی کہنے سے حارث کا دل ٹکڑوں
میں ٹوٹا تھا
کروالی تم نے اپنی عزت ایک بار پھر۔۔
وہ ابرام کے سامنے منہ بنا کے بیٹھا تھا
میں اپنی انسلٹ کا بدلہ لینے گیا تھا۔۔۔

ہاں اور ایک بار پھر سے انسلٹ کروا کر اگئے

اور ابرام کب سے اس کی سڑی ہوئی شکل دیکھ کر ہنسے جارہا تھا

زیادہ دانت نہیں نکلو ورنہ میں انکو نکل ہی دوگا ابرام

اچھا یار لیکن ابرام ہنستا چلا گیا

یہ رات کا وقت تھا عنایہ اپنے بستر پر براجمان اپنے گھر والوں سے باتوں میں مصروف تھی

وہ گوری لڑکی نہ جانے کہاں تھی۔۔۔

اور ماہ نور جنت کے ساتھ واک پر گئی تھی

استنبول کی وہ سڑکیں بے حد پوشیدہ تھی

اور یہ وہ واحد چیز تھی جو ماہ نور کو پسند ائی تھی۔۔؟

وہ دونوں خاموشی سے ادھر ادھر دیکھتی چل رہی تھی۔۔!

تبھی اچانک ماہ نور نے محسوس کیا کہ کوئی اس کے بالکل پاس سے گزرا ہے

سیاہ جیکٹ وائٹ جو گرزاس کا دل بے ساختہ زور سے دھڑکا۔۔۔

ایک۔۔دو۔۔ تین تیسرے قدم پر ماہ نور نے بے ساختہ پلٹ کر دیکھا۔۔۔؟

وہ سیاہ جیکٹ والا لڑکا اپنے دھیان میں مگن دور جارہا تھا

لیکن ماہ نور رک گئی تھی

قدم اگے ہی نہیں بڑھ رہے تھے دل۔۔
دل تیزی سے دھڑک رہا تھا یہ کیا ہو رہا تھا
وہ حواس باختہ ہوئی۔۔
کیا ہوا نور جنت نے اس کا کندھا چھوا تو وہ بری طرح ڈری۔۔۔
جنت۔۔ک۔۔کچھ نہیں ہوا۔۔
ہم واپس چلیں۔۔۔
ہاں چلو چلتے ہیں
اور جب نور ذرا سا اگے بڑھی
تو جنت نے پلٹ کر دیکھا۔۔۔
وہ سیا جیکٹ والا لڑکا ایک کافی شاپ میں داخل ہوا تھا
وہ سر جھٹک کر اگے بڑھ گئی۔۔۔؟
اور اس رات ماہ نور کو تیز بخار نے اگھیرا
اگرچہ اس کی طبیعت شام سے ہی بوجل تھی
مگر وہ واک سے واپس ائی تو بخار یک دم تیز ہو گیا تھا۔۔۔؟
اور بخار نے اسے اتنا بے سدھ کر دیا تھا
کہ اسے سب کچھ بھول گیا تھا یہاں تک کہ وہ سیاہ جیکٹ والا لڑکا بھی۔۔۔

والی نور کی ماں پروین کب سے والی کو اواز دے رہیں تھی
جو اپنے کمرے میں تھا اور آفیس کے لیے تیار ہو رہا تھا

والی نہیں پر کشش لڑکا تھا۔۔۔
گھنگریالے بال گندمی رنگت اور اس پر اس کی کالی انکھیں
وہ خوبصرت لڑکا تھا
یہ منظر پاکستان اسلام آباد کا تھا
جی امی اگیا بولیں
بیٹا نور سے بات ہوئی
نہیں امی ابھی تو نہیں ہوئی اور آپ نے بھی اسکو ایسے ہے تر کی جھج دیا وہ اکلی ہے
اکلی کہاں ہے اللہ ہے نہ اُسکے ساتھ والی
وہ تو ٹھیک ہے امی لیکن ایسے نہیں بھجنا چاہیے تھا
کچھ نہیں ہوتا بیٹا کچھ وقت کی بات ہے آجائے گی واپس
پڑھائی کے بعد
جی صحیح کہہ رہی ہیں اپ
چلے میں آفیس جارہا ہوں رات کو بات ہو گی
ٹھیک ہے خدا حافظ بیٹا۔۔

اس نے خواب میں دیکھا۔۔۔
جنگل تاریک تھا نہ دھوپ نکلی تھی بلکہ دھڑا دھڑ بارش برس رہی تھی؟
وہ لڑکا اپنے گھوڑے پر سوار اسی جگہ پہ کھڑا تھا۔۔۔

بارش کے قطرے مسلسل اس کو بھگوئے جا رہے تھے
اور لباس بدن سے چپک گیا تھا۔۔
مگر وہ تھا کہ ہر شے سے بے نیاز کہیں کان لگائے بیٹھا تھا؟
اس نے نظریں ادھر ادھر گھمائی مگر شاید وہاں اس کے
علاوہ کوئی موجود نہ تھا۔۔
مگر شاید۔۔شاید کوئی تھا۔۔۔؟
اس نے سر گھما کے دیکھا۔۔
کوئی شے درخت کے اوٹ میں ہوتی دکھائی دی۔۔۔
اس نے گھوڑا تعاقب میں دوڑانا چاہا۔۔
مگر یہ کیا۔۔گھوڑا قدم ہی نہیں اٹھا رہا تھا
اس نے ایڑھ لگانی چاہیے مگر بے سود۔۔
پھر بے بسی سے اس نے اس سمت دیکھا۔۔
بارش ابھی بھی برس رہی تھی منظر دھندلے تھے۔۔
وہ درخت دور تھا اور گھوڑا حرکت نہ کرتا
اتنے میں زور سے بجلی کڑکی
اور پھر ایک اواز کانوں میں پڑی؟
"وہ شناسا سی اواز۔۔
مگر وہ کس کی اواز تھی کس کا لہجہ تھا؟

کہنے والا کیا کہتا تھا

! وہ ہر شے سے لا علم تھا۔۔

اور یہ لا علمی عذاب تھی۔۔۔

اس نے بے بسی سے سر جھکا لیا۔۔۔

اور پھر اس کی انکھ کھل گئی؟

وہ اٹھ کر بیٹھا نہ پانی پیا بس کروٹ بدل دی

اس کی پیشانی اج بھی پسینے سے تر تھی

ماہ نور کا بخار اتنا شدید تھا

کے وہ یونیورسٹی بھی نہ گئی

یہ ایک بیکار سا دن تھا جنت نے اس کی خاطر چھٹی کر لی تھی۔۔۔

البتہ عنایہ کا جانا ضروری تھا

کیونکہ اج کل کچھ ترکش لڑکیوں کے ساتھ اس کے تعلقات بہت اچھے تھے۔۔۔

اسے ذرا سا ہوش ایا تو جنت اس کے لیے ناشتہ لے ائی

نورا گر طبیعت زیادہ خراب ہے تو ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔۔؟

نہیں جنت اس کی ضرورت نہیں ہے ٹھیک ہو اب

اوکے پھر ایسا کرتے ہیں کہ ؟اس نے ایک لمحے کے لیے سوچا

تم ناشتہ کرو پھر کہیں شاپنگ کے لیے چلتے ہیں

اوکے ٹھیک ہے ماہ نور نے سر ہلایا
ناشتے کے بعد وہ مختلف شاپنگ مالز گھومی۔۔
نور کی طبیعت ہشاش بشاش ہو گئی
انہوں نے جوتے۔۔ خریدے ائس کریم کھائی۔۔
کافی پی تصویریں بنائی
اور۔۔اور جنت کا ہینڈ بیگ گم ہو گیا
اس بیگ میں اچھی خاصی رقم تھی۔۔۔
ان دونوں نے کچھ کپڑے خریدے تھے اور پیمنٹ کرنی تھی
اور اب جنت کا بایگ گم گیا تھا۔۔۔
صرف جنت ہی بیگ لائی تھی کیونکہ ماہ نور کو ہوش نہیں تھی۔۔۔
یہ دونوں ایک دم سے پریشان ہو گئیں اس اجنبی ملک میں
ان دونوں نے خود کو تنہا محسوس کیا تھا۔۔۔؟
وہ عنایہ کو فون ملا رہی تھی لیکن اس کا نمبر بند جا رہا تھا؟
جنت نے کوفت سے فون کو دیکھا اور پھر ایک نمبر نکالا اور پھر
اس پر کال کی ان کے پاس حارث اخری امید تھی۔۔۔
تم اس کو کیوں کال ملا رہی ہو نور بولی؟
کیونکہ ہمیں اب اس کی ضرورت ہے۔۔
جنت یہ کہہ کر سائیڈ پہ ہو گئی فون کان سے لگایا ہوا تھا۔۔۔
اور تقریبا 15 منٹ کے بعد وہاں پر ایک لڑکا پہنچا؟

اس کے بال ماتھے پر گر رہے تھے اور وہ اج بھی سیاہ کوٹ میں تھا۔۔۔

میں یہاں قریب ہی تھا اس لیے حارث نے مجھے انے کو بول دیا

یہ جنت کو پہلے سے جانتا تھا۔۔

اس وقت یہ اردو میں بات کر رہے تھے

کیونکہ ابرام اور حارث کو اردو اتی تھی

زیادہ نہیں لیکن تھوڑی بہت

ابرام نے ان کا بل ادا کیا۔۔

میں اپ کو اپ کے پیسے واپس کر دوں گی

خیر ہے اپ ویسے بھی ہماری مہمان ہیں اسے ہماری

طرف سے تحفہ سمجھ لیں۔۔۔

اور اپنے بیگ کے بارے میں اپ پریشان نہ ہو وہ مل جائے گا

کیا اپ کو یاد ہے اپ نے اخری بار اپنا بیگ کہاں کھولا تھا۔۔؟

جنت نے ذہن پہ زور دیا وہ جب یہاں داخل ہوئی تھی تو

بیگ اس کے کندھے پر تھا۔۔۔

پھر وہ لفٹ پہ سوار ہوئی تھی۔

اور پھر ایک دکان میں داخل ہوئی تھی

کاؤنٹر پر اس نے بیگ چھوڑا تھا

اپنے بال باندھنے کے لیے

اور پھر وہ خالی ہاتھ دکان سے نکل ائی تھی

میں نے بیک کو وہ سامنے والی دکان میں چھوڑا تھا جنت بولی؟

ٹھیک ہے اپ پریشان نہ ہوں بیگ اپ تک پہنچ جائے گا۔۔؟

چلیں, ابرام نے ان دونوں کو کہا۔۔

جی چلیں جنت نے یہ بولتے ہوئے گردن گھما کر نور کو دیکھا۔۔۔

ماہ نور کیا ہوا ہے تم ٹھیک ہو؟

ماہ نور کے چہرے پر موت کی زردی چھائی ہوئی تھی۔۔

چہرہ جھکا ہوا تھا اور انکھیں بند تھیں؟

کیا ہوا ہے نور جنت نے ایک بار پھر پوچھا

واپس چلو نا۔۔۔وہ منت کر رہی تھی

نظریں جنت کے چہرے پر فکس ہوئی تھی۔۔۔؟

اگر نگاہ بھٹک جاتی تو۔۔؟

اگر نگاہ ٹھہر جاتی۔۔اس نے خود کو لاچار پایا تھا

واپس چلو پلیز۔۔۔

اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا کچھ تھا جو اس کو بھٹکا رہا تھا۔۔۔

مگر یہ نہیں بھٹکے گی اس نے خود سے عہد کیا اور وہاں سے نکل پڑی۔۔۔

جنت بھی اس کے پیچھے جانے لگی جب ابرام بولا۔۔۔

میں چھوڑ دیتا ہوں اپ دونوں کو..؟

وہ انہیں اپنی گاڑی میں بٹھا کر ہاسٹل چھوڑ گیا تھا

راستے میں کسی نے کوئی بات نہیں کی
جب نور گاری سے اترنے لگی تو ابرام نے یوں ہی بیک وے
مرر سے اس کا چہرہ دیکھا۔۔۔
وہ لڑکی پریشان لگ رہی تھی

یاں شاید اس کی طبیعت خراب تھی اس نے نظریں واپس موڑ لی۔۔۔؟
ہوسٹل انے کے بعد ماہ نور اپنے بستر میں لیٹ گئ اس نے
کمبل اپنے سر تک اوڑھ لیا۔۔
کچھ تھا جو وہ چھپا رہی تھی؟
کچھ تھا جو دل تک اترا گیا تھا؟
ماہ نور۔۔
جنت نے دو تین بار اواز دی مگر اس نے جواب نہیں دیا
شاید وہ سو چکی تھی۔۔

اس رات اس نے کوئی خواب نہیں دیکھا تھا؟
ادھی رات کا وقت تھا وہ بے چین سا ہو کر اٹھ بیٹھا۔۔۔
کبھی کبھی اسے خواب نہیں بھی اتے تھے لیکن پتہ نہیں کیوں
اج وہ کچھ خالی خالی سا لگ رہا تھا۔۔۔
وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔۔

پھر اچانک اس سے وہ لڑکی یاد ائی؟

ماہ نور۔۔

اس نے زیر لب اُس کا نام دہرایا۔۔

وہ خوفزدہ لگتی تھی جانے اسے کس بات کا ڈر تھا۔۔

اس لڑکی کا سر جھکانا لب کاٹنا انکھیں نیچے رکھنا کچھ بھی نارمل نہیں تھا۔۔۔؟

ابرام کو نور اپنے جیسی لگی تھی۔۔۔

شروع شروع میں جب وہ خواب دیکھتا تھا تو وہ ایسے ہی خوفزدہ ہو جاتا تھا۔۔۔

اور پھر اہستہ اہستہ اسے عادت ہو گئ؟

اس لڑکی کو بھی ہو جائے گی۔۔

اس نے تصور کیا اور سر جھٹک کر لیٹ گیا

اگلے دن وہ فجر کا وقت تھا

اس لڑکی نے نماز پڑھی اور دعا کی

وہ اپنے لیے سوائے ہدایت کے کچھ نہیں مانگتی تھی۔۔۔

اس نے اج بھی ہدایت ہی مانگی۔۔۔

رو رو کر ہدایت مانگی۔۔۔؟

وہ ماہ نور تھی

وہ انکھوں کی چوری ڈرتی تھی

اس کو انکھوں کے گناہوں سے خوف اتا تھا۔۔۔

وہ ایسی ہی تھی اس نے کبھی کسی نامحرم کو انکھ بھر کے نہیں دیکھا تھا۔۔۔

باپ اور بھائی کے علاوہ وہ کبھی کسی تیسرے مرد سے متاثر نہیں ہوتی تھی۔۔۔

لیکن پھر اب کیوں؟

کیوں اس کا دل اس شخص کی موجودگی کو محسوس کرتے ہی بے قابو ہو جاتا تھا؟

کیوں وہ اختیار کھو رہی تھی؟؟

اگر ہمارا خود بے اختیار نہ رہے تو

وہ جنت کے سامنے بیٹھی پوچھ رہی تھی۔۔

تو ہمیں کیا کرنا چاہیے جنت؟

تو پھر نور خود کو مضبوط بنانا چاہیے۔۔

اور تم جانتی ہو خود کو مضبوط کیسے بنایا جاتا ہے؟

ہاں وہ جانتی تھی۔۔۔

مطلب جنت ہم دل کو مار دیں؟

نہیں۔۔۔ ہر گز نہیں نور۔۔!

تو پھر؟ وہ مزید الجھ رہی تھی

دل کو مارنے سے بہتر ہوتا ہے دل کو منا لیا جائے۔۔

اور دل کو کیسے مناتے ہیں جنت؟

کچھ اس کی مان کے کچھ اپنی منوا کے۔۔

"دل ایک ضدی بچے کی طرح ہوتا ہے ماہ نور

دل کے ساتھ زبردستی نہیں چلتی۔۔۔!!!

اسے نرمی سے قائل کیا جاتا ہے۔۔؟؟

اگر ہم زبردستی کریں گے تو وہ اور ضدی ہو جائے گا

اور پھر ایسے جذبے روگ بن جاتے ہیں۔۔

کیسے جذبے جنت۔۔ تم کس کی۔۔ کس کی بات کر رہی ہو۔۔؟

نور جیسے کہ وہ ایک لمحے کے لیے رکی۔۔

جیسے کہ محبت؟

ماہ نور کو گویا کرنٹ لگا تھا۔۔۔

نہیں۔۔اسے تو نہیں تھی محبت۔۔

وہ تو محبت کو جانتی بھی نہیں تھی؟

ایسا نہیں ہے جنت نور اٹھ کر کھڑی ہو گئی

چہرے پر پسینے انے لگے گھبراہٹ بڑھ گئی تھی

تمھیں کیا ہوا ہے نور؟

اس نے ہاتھ پکڑ کر نور کو روکا۔۔

مجھے بتاؤ نور کیا بات ہے۔۔

اس نے نرمی سے پوچھا؟

اور وہ واپس بیٹھ گئی۔۔

ہاں اسے کچھ تو کہنا تھا۔۔

مجھے نہ۔۔وہ ایک سہمے بچے کی مانند لگ رہی تھی

جنت مجھے وہ اپنی طرف کھینچتا ہے؟

اس نے دیوار کی طرف اشارہ کیا

دیوار کے اُس پار وہ بیٹھا تھا۔۔

ان کے بیچ صرف ایک دیوار تھی۔۔۔؟

ایسی دیوار جسے پھلانگا نہیں جا سکتا تھا؟

کون ابرام۔۔؟

جنت ششدار رہ گئی

"ماہ نور نے ڈرے سہمے انداز میں سر ہلایا

جنت نے گہری سانس لی۔۔

ہاں ابرام ایسا ہی تھا۔۔۔

اس کی کشش ہر کسی کو اپنی طرف کھینچتی تھی

اُس کی محبت میں گرفتار ہونا ایک معمول کی بات تھی۔۔؟؟

وہ تینوں اکٹھے یونیورسٹی گئی تھی؟

دور سے ہی انہوں نے۔۔

حارث کو اپنی طرف اتے دیکھ لیا
اور ماہ نور جلدی سے کلاس میں چلی گئ۔۔
اور کلاس میں داخل ہوتے ہوئے وہ کسی سے ٹکرائی؟؟
اس نے اپنے سر کو چھوا
پھر اس کی نظر سیاہ جیکٹ پر پڑی۔۔
سوری اپ ٹھیک ہیں۔۔
پورا جہان ساکت ہوا اور پھر ابرام کی اواز گونجی
نور کا دل چاہا وہ سر اٹھا کر دیکھیں۔۔
اُس کے بال اُس کے ماتھے پر بکھرے ہوں گے۔۔"
اُس کے دائیں کان پہ بالی ہو گی؟
اور ہونٹ کے اوپری کونے پہ تل؟
اور وہ سنہری انکھوں والا شہزاد مسکرا رہا ہو گا۔۔۔
ماہ نور کا دل چاہا وہ اُس کو دیکھے
لیکن وہ دل کی نہیں مان سکتی تھی؟
مس ماہ نور۔۔
اس لڑکی کی خاموشی پریشان کر دینے والی تھی
پھر نور نے تین گہرے گہرے سانس لیے
اور پھر اس سیاہ جیکٹ والے لڑکے کو کہا
"میں ٹھیک ہوں

وہ یہ کہہ کر کلاس میں داخل ہو گئ..۔۔

ابرام نے تعجب سے اندر جاتی ہوئی لڑکی کو دیکھا۔۔

strange,

کندے اچکائے اور اگے بڑھ گیا

کچھ دیر بعد ان کی کلاس ختم ہو چکی تھی

اور ابرام کی سماعتیں اس طرف لگی تھی جہاں وہ لڑکی بیٹھی تھی۔۔۔

اسے سن کر پتہ نہیں کیوں ابرام کو اچھا لگتا تھا۔۔

مگر اج وہ کچھ بولی ہی نہیں۔۔؟

چلیں۔۔

کلاس ختم ہوتے ہی نور نے جنت سے پوچھا

یوں کہ اس کا ادھا رخ ابرام کے پاس بیٹھے حارث کو بھی نظر انے لگا تھا؟

ماہ نور کے چہرے کی زرد رنگت دیکھ کر۔۔

حارث بے ساختہ بے چین ہوا تھا۔۔؟

ہاں چلو چلتے ہیں جنت بولی۔۔

اور وہ دونوں اٹھ کر کھڑی ہو گئ؟

!!!مس جنت

حارث نے اسے پکارا تو وہ رک گئی

جی حارث ؟

مجھے پوچھنا تھا۔۔ کہ ۔۔سب ٹھیک ہے نا؟

میرا مطلب۔۔ کوئی مسئلہ تو نہیں ہے

اس کی نظریں ماہ نور پر اٹھی تھی ۔۔

ابرام کندھے پر بیگ ڈالتا اٹھ کھڑا ہوا۔

کیونکہ اسے وہاں موجود لوگوں کی باتوں میں کوئی دلچسپی نہیں تھی ۔۔

وہ اپنی دنیا میں مگن رہنے والا لڑکا تھا

جی سب ٹھیک ہے یہاں کوئی مسئلہ نہیں ہے جنت نے مسکراتے ہوئے بولی ۔۔

چلو نا جنت ۔۔۔ نماز کا وقت ہو رہا ہے

نور نے جلدی سے کہا ۔۔

وہ دروازہ پار کرتا شخص

یکدم ساکت ہو گیا ۔۔۔

دونوں لڑکیاں اس کے پاس سے گزر گئی

لیکن وہ وہیں کھڑا رہ گیا

استنبول میں شام اب رات میں ڈھلنے والی تھی

وہ اپنے کمرے میں بیٹھی تھی۔۔۔ہاتھ میں کوئی کتاب پکڑے جسے

وہ پڑھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

لیکن کچھ بھی پڑھا نہیں جا رہا تھا

ذہن خالی تھا۔۔"اور دل بے چین

پہلے اس کا دل چاہا کہ وہ جنت کو سب کچھ بتا دے

اس کا دل واپس پاکستان جانے کو بھی چاہا۔۔

لیکن کیا وہ اتنی ہی کمزور تھی کہ وہ بھاگ جاتی

وہ کوئی عام لڑکی تو نہیں تھی کہ ڈر جاتی

وہ ماہ نور تھی۔۔

اسے اپنی مشکل کا حل ڈھونڈنا تھا

نور اُس سے بھاگو مت اُس کا سامنا کرو

جنت نے کہا۔۔

یہ ہمیشہ اچھی نصیحتیں کرتی تھی

نہیں کر سکتی اُس کا سامنا۔۔

وہ سامنے ہوتا ہے تو سب بھول جاتی ہوں

میں ماہ نور نہیں رہتی جنت جب وہ میرے سامنے ہوتا ہے

وہ روہانسی ہوئی کہہ رہی تھی

وہ کبھی اتنی بے بس نہیں ہوئی تھی۔۔۔
مجھے لگتا ہے کہ میں۔۔شاید۔۔شاید میں بیمار ہو گئی ہوں جنت۔۔۔؟؟؟
تم دعا کرونا۔۔اس کی انکھوں میں نمی ائی
استنبول نے اس سے پہلی بار اس کو رلایا تھا۔۔۔
لیکن جنت کے پاس صرف نصیحتیں ہوتی تھیں
کاش کوئی حل بھی ہوتا۔۔۔
تم ٹھیک ہو جاؤ گی نور۔۔ہو جاؤ گی ٹھیک؟؟
اور پھر پوری رات وہ خود کو بہلاتی پھسلاتی رہی۔۔
وہ اتنی کمزور تو نہیں تھی کہ کسی نامحرم سے ہار جاتی۔۔
اور پھر کچھ وقت ہی تو تھا وہ کون سا تمام عمر یہاں رہنے والی تھی؟؟
وہ پاکستان جائے گی تو سب کچھ بھول بھال جائے گی۔۔
اس نے خود کو مطمئن کرنے میں رات گزار دی نیند انکھوں سے کوسوں دور تھی؟؟

اج پھر ابرام نے خواب دیکھا
وہی جنگل۔۔وہی رات۔۔وہی گھوڑا۔۔اور وہی مسافر۔۔؟
اس کی انکھ خواب کے سبب کھلی تھی مگر
پھر خیال اس لڑکی تک جا پہنچا!!کوئی راز تھا اس لڑکی میں۔۔
حارث نے بتایا تھا کہ وہ پاکستان سے ائی ہے

وہ اس چیز سے زیادہ واقف نہیں تھا

نہ اسے پاکستانی لوگوں میں دلچسپی تھی

اس نے فورا موبائل نکال کر گوگل کھولا

وہ اسلام کے بارے میں سرچ کرنے لگا پھر رک گیا اس کی تلاش

ہمیشہ رائے گا جاتی تھی۔۔

ہر بار اخر پہ وہ خالی ہاتھ رہ جاتا تھا؟؟

اس نے بے بسی سے موبائل سائیڈ پر رکھ دیا

کہ یہ بے چینیاں کبھی اس کا ساتھ نہیں چھوڑیں گی۔۔

فجر کا وقت تھا اور وہ جاگ رہی تھی

برابر والے کمرے میں موجود ایک شخص بھی جاگ رہا تھا؟؟

وہ وضو کے لیے اٹھی تو یوں ہی نظر کھڑکی پر پڑ گئی نیچے

کا منظر صاف نظر اتا تھا۔۔۔

وہ گوری لڑکی کسی لڑکے کے ساتھ بات کر رہی تھی اور وہ لڑکا

ہیوی بائک پر تھا

شاید وہ اسے چھوڑنے ایا تھا۔۔۔

نور کو یہ بات پسند نہیں ای۔

وہ وہاں سے ہٹنے لگی تھی کہ نگاہ ایک بار پھر پھسلی۔۔

اور اس بار اس کی نظریں سڑک پر تیز تیز چلتے وجود پر ٹھہری۔۔۔؟؟

وہ سرخ ہڈی پہنے ہوئے تھا

وہ اس کو پہچانتی تھی

اور یکدم وہ تیزی سے پیچھے ہٹی

زبان استغفر اللہ کا ورد کرنے لگی

وہ وضو کر کے ائی تو دیکھا وہ گوری لڑکی اپنے بستر میں لیٹ چکی تھی؟؟

کیا یہ اس کے سونے کا وقت تھا

نور کے دل میں بے ساختہ سوال ایا

سارا دن ویسے ہی گزرا جیسے گزرتا تھا

یہ ان کی اخری کلاس تھی

عنایہ نے اسے کہنی ماری

اوئے تمہاری زبان سلامت ہے نا۔۔

عنایہ نے دبی دبی سرگوشی میں کہا

ہاں۔۔کیا

وہ جھونک جاتی تھی ڈر جاتی تھی

جنت نے صحیح کہا تھا تم واقعی بیمار ہو عنایہ کو برا لگ رہا تھا کیونکہ نور کے

ساتھ لڑتے ہوئے اسے بہت مزہ اتا تھا۔۔

اور اب نور کا چپ رہنا عنایہ کو برا لگ رہا تھا

اگر اپ کہیں تو اپ کو کسی اچھے ڈاکٹر سے ملوا دیتا ہوں۔۔۔

حارث اس وقت جنت کے سامنے کھڑا بول رہا تھا

ہاں مگر میرا نہیں خیال؟

کہ ماہ نور اس کے لیے راضی ہو گی

ویسے بھی اُس کو بخار ہے اتر جائے گا؟

مگر۔۔وہ کہتے کہتے رکا

بہتر ہو گا اگر اپ ان کا چیک اپ کروالیں

یہ پتہ نہیں کیوں فکر مند تھا

اپ کی بات صیحح ہے حارث لیکن ہم اسے فورس نہیں کر سکتے۔۔۔؟

شائستگی سے کہہ کر جنت سائڈ پر ہو گئ

اور نور کے پاس جا کے بیٹھ گئ

منہ کیوں لٹکا رکھا ہے تم نے؟

ابرام نے اس کا اترا ہوا چہرہ دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔

ہمم۔۔پتہ نہیں؟

وہ عجیب چڑ چڑا سا ہو رہا تھا

کیا ہوا تمھیں۔۔ابرام وہ بیمار ہے

بہت بیمار۔۔۔

کون؟؟

وہ ماہ نور۔۔

"کون ماہ نور۔۔۔!

وہ نام جلدی بھول جاتا تھا

کوئی نہیں۔۔میں بھی کس سے کہہ رہا ہوں

اوو۔۔اچھا وہ حجاب والی لڑکی۔۔؟

کیا ہوا اسے مجھے وہ تھوڑی پراسرار سی لگتی ہے

تمہیں ویسے بھی ٹھیک کون لگتا ہے؟؟

اچھا کیا ہوا ماہ نور کو

"اس نے مسکرا کر پوچھا"

ابرام۔۔بیمار ہے وہ

اوو۔۔اچھا!!!

تو حارث تم اس کے لیے پریشان ہو

میں اس لیے پریشان نہیں ہوں

میں زیادہ پریشان اس لیے ہوں

کیونکہ وہ عجیب طرح سے بیہیو کر رہی ہے۔۔۔؟

کچھ تو ہے جو بدل گیا ہے اُس میں

ابرام نے ایک تفصیلی نگاہ اپنے دوست پر ڈالی

حارث اُسے ائے ہوئے ابھی ایک ہفتہ بھی نہیں ہوا اور تم کہہ رہے ہو کہ

اُس میں کچھ بدل گیا ہے

ایک ہفتے میں تم نے اُسے اتنا جان لیا

یہ سارے وہم ہیں تمہارے ان کو اپنے دل سے نکال دو حارث۔۔۔؟

اور بس اپنے دل کی سنو۔۔

بس دل کی۔۔ کہ وہ کیا کہتا ہے؟

یہ مفت میں مشورے دے کر چلا گیا

اگلے دن وہ اس وقت چونکی

جب کوئی کرسی دھکیل کے اس کے قریب اکر بیٹھ گیا۔۔؟

اُسکا دہن کلاس میں تھا ہے نہیں شاید یہ دل کہیں اور لگ گیا تھا کے کیسی کی ہوش نہیں تھی نہ خود کی نہ کسی اور کی

وہ اُسکے پاس کب اکے بیٹھ اسکو اندازہ نہیں ہوا

hiماہ نور

اس نے مسکرا کر کہا

نور ساکت رہ گئی پھر۔۔

وہ یک دم پیچھے ہٹی

انکھوں میں خوف در ایا

دل کی رفتار بڑھ گئی

اور وہ۔۔ وہ بے بسی سے دیکھتی رہی

کیا ہوا ہے ماہ نور۔۔؟

ا۔۔ اپ ٹھیک تو ہیں نا

اس کا زرد چہرہ وہ اب دیکھ رہا تھا

نور نے سر جھکا لیا انکھیں پانی سے بھر گئی وہ رونا چاہتی تھی۔۔۔

حارث بتا رہا تھا کہ اپ کی طبیعت خراب ہے

یہ ذرا سا اُس کی طرف جھکتے ہوئے اُس کے چہرے کو باغور

دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔۔

نور نے انکھیں میچ لی۔۔

جنت کہتی تھی یہ محبت ہے؟

کیا ایسی ہوتی ہے محبت؟

جس کی محبت نے نور کو اتنا لاغر کر دیا تھا

وہ سامنے بیٹھا تھا۔۔

"اور اسے محبت کی خبر تک نہ تھی۔۔۔

انکھوں کا پانی اب ملائم گالوں پر اترا یا تھا

لیکن پھر بھی وہ اپنے جذبوں کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

ماہ نور۔۔

اس نے ایک بار پھر نرمی سے پکارا

اس کی اواز مرہم جیسی تھی

زخموں کو مدمل کرنے والی

اس نے تین گہری سانسیں لی

باقی ماندہ انسو اندر اتارے

اپ یہاں کیوں بیٹھے ہیں۔۔؟؟

اس نے خود پر قابو پانے کے بعد پوچھا

دل ابھی بھی تیز تیز دھڑک رہا تھا

لیکن خیر وہ خود کو سنبھال سکتی تھی۔۔۔

ہمیں مل کر اسئنمنٹ پر کام کرنا ہے کیا اپ نے سنا نہیں تھا۔۔۔؟؟

ابرام تعجب سے اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا

اوہ۔۔نور کو شرمندگی ہوئی وہ سر کی بات نہیں

سن پائی تھی۔۔۔؟؟

او کے ماہ نور۔۔

پھر ہم شام میں ملتے ہیں یہ نرمی سے بولا اور اٹھ کر چلا گیا۔۔۔

اس کے اٹھتے ہی نور نے سکون کا سانس لیا

پھر خیال انے پر ادھر اُدھر دیکھا

عنایہ اور جنت نہ جانے کب اس کے پاس سے اٹھ کر چلی گئ تھی۔۔۔

اور شام تک وہ شدید بخار میں مبتلا ہو چکی تھی

پتہ نہیں لوگ اتنی اسانی سے محبت کیسے کر لیتے ہیں وہ

بستر پر پڑی سوچ رہی تھی؟؟

پتہ نہیں وہ کون تھا۔۔ کیسا تھا

وہ تو غور سے اس کو دیکھتی بھی نہیں تھی

لیکن پھر بھی محبت کر لیں؟

یااللہ اس کو میرے دل سے نکال دے

اس کی محبت کو میرے دل سے نکال دے۔۔

میرے دل میں بس اپنی محبت بھر دے میرے مالک

انکھیں بند کیے ہاتھ میں تسبیح پکڑے دعا مانگتے ہوئے

وہ سسک رہی تھیءء

اس نے خواب میں دیکھا

سبز جنگل اندھیرے سے روشنی میں منتقل ہو رہا تھا۔۔

چند اخری تارے اسمان میں ٹمٹما رہے تھے

اور وہ اسمان کی جانب چہرہ اٹھائے انہیں دیکھ رہا تھا

اس کا گھوڑا اپنی جگہ پر جام تھا

وہی مخصوص جگہ۔۔

وہ ٹھہرا ہوا تھا۔۔

چاہنے کے باوجود بھی وہ حرکت نہ کر سکا
اچانک پتوں میں ایک شناسا سی
سرسراہٹ پیدا ہوئی۔۔۔
تو اس نے گردن موڑ کے پیچھے دیکھا
سفید لبادہ دور جا رہا تھا
اس نے مایوسی سے اپنے گھوڑے کو دیکھا جو رکا ہوا تھا۔۔۔
اس کی کوئی منزل تھی ہی نہیں شاید
دل غمگیں ہونے لگا
اور عین اسی وقت اس نے کسی کی اواز سنی
کوئی کچھ پڑھ رہا تھا کوئی خاص کتاب
وہ غور سے سننے لگا
پڑھنے والے کا لہجہ اجنبی نہیں تھا
پھر یکایک اس کی انکھ کھل گئی
اسے ٹھنڈے پسینے ا رہے تھے
وہ بے یقین سا بیٹھا اپنی جگہ پہ شل
وہ اواز وہ شناسا اواز۔۔
وہ اس اواز کو پہچان گیا تھا
وہ اس لہجے کو بھی پہچان گیا تھا۔۔
یہ وہی اواز تھی جو اس نے چند گھنٹوں پہلے سنی تھی۔۔۔

مگر یہ کیسے ممکن تھا؟

وہ ابھی تک بے یقین سا بیٹھا سوچ رہا تھا

چند گھنٹے قبل شام ہوئی

تو اس نے برابر والوں کا دروازہ کھٹکھٹایا

اسے ماہ نور کے ساتھ مل کر اسسائنمنٹ پر کام کرنا تھا

دروازہ صوفیہ نے کھولا تھا۔۔

ہیلو ابرام۔۔

اسے دیکھ کر وہ کھلے دل سے مسکرائی تھی

ہیلو۔۔

کیا ماہ نور ہیں اندر

وہ دراصل میں ان سے ملنے ایا ہوں ہمیں مل کر کچھ کام کرنا ہے۔۔۔

او ماہ نور۔۔ وہ تو شاید۔۔

اس نے گردن موڑ کے پیچھے دیکھا تو وہ کچھ پڑ رہی تھی۔۔۔

تم کھڑے کیوں ہو اندر اجاؤ

تھوڑا انتظار کر لو وہ بس فارگ ہونے والی ہے

نہیں ٹھیک ہے میں یہیں انتظار کر لوں گا۔۔

وہ مسلمان نہیں تھا لیکن وہ دوسروں کی عزت کرنا جانتا تھا

ابرام ایسے برا لگے گا تم اندر اجاؤ۔۔

اچھا ٹھیک ہے

وہ سر نیچے کرتا اندر آ گیا
کمرے میں صوفیہ کے علاوہ جنت بھی موجود تھی
وہ اپنے کپڑے نکال رہی تھی
اس کو ہیلو کہہ کر وہ ایک سنگل چیئر پر بیٹھ گیا
کمرے میں تیسرا افراد وہ خود تھا
اور چوتھی۔۔۔چوتھی ماہ نور
وہ ایک کونے میں کپڑا بچھائے اس پر بیٹھی
ہاتھ ہوا میں بلند کیے اونچی اواز میں کچھ پڑھ رہی تھی۔۔۔۔
وہ اس کو سننے لگا اس لڑکی کو سن کر ابرام کو اچھا لگتا تھا۔۔۔
اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے
وہ عظمت والا ہے۔۔اللہ کے سوا کوئی معبود بر حق نہیں ہے۔۔۔
وہ عرشِ عظیم کا رب ہے
وہ اسمان کا رب ہے اور زمین کا رب ہے
وہ عرشِ کریم کا رب ہے
پھر اس نے اٹھتے ہوئے ہاتھ منہ پر پھیرے
اور اٹھ کر کھڑی ہوئی
جائے نماز اٹھا کر پلٹی اور
جہاں کی تہاں کھڑی رہ گئی۔۔۔
اس کی رنگت ایسے اڑی تھی جیسے اپنے پیچھے کوئی

اسیب دیکھ لیا ہو۔۔۔؟

ہیلو ماہ نور

وہ غیر ارام دہ نظر اتا تھا

اپ۔۔۔۔

جی وہ اسئنمنٹ۔۔

اس نے یاد کروانا چاہا

ابرام کی نظریں خود پر پا کر وہ گڑ بڑائی

جی۔۔۔اس نے تھوک اندر نکلا

اچھا طبیعت کیسی ہے اپ کی۔۔۔

ہاں وہ اندھا تھا شاید

اسے وہ مرتی ہوئی لڑکی شاید نظر نہیں ارہی تھی

م۔۔میں ٹھیک ہوں کیا ہم کل اسسائنمنٹ پر کام کر سکتے ہیں

وہ نگاہ نہیں ملاتی تھی۔۔۔

او کے۔۔نو پرابلم۔۔

وہ اٹھا اور پھر مڑ کر نور کو دیکھا

وہ اپنی جگہ پر کھڑی فرش کو گھور رہی تھی

چہرے کی تاثرات تنے ہوئے تھے

وہ کچھ کہے بنا چلا گیا

اس کے جاتے ہی وہ بیڈ پر گرنے والے انداز میں بیٹھی

جنت اب اس کے پاس ائی

صوفیہ کھڑکی کے پاس کھڑی کسی سے فون پر بات کر رہی تھی۔۔۔

گڈ جاب نور

جنت نے نور کا کندھا تھپتھپایا

میں تھک جاؤں گی جنت

ایسے میں کتنی دیر تک اس سے بھاگوں گی

تو تم نہ بھاگو نہ نور اس کا سامنا کرو

اور تم یہ کر سکتی ہو تم ہر چیز کر سکتی ہو

تم اس سے بھاگو گی تو ہر بار اس کے سامنے انے سے ڈر جاؤ گی۔۔۔

ایمان کمزور ہو گا

اس کا سامنا کرو گی تو ڈر دور ہو جائے گا

سمجھ لو یہ تمہاری ازمائش ہے اور تمہیں اس پر پورا اترنا ہے۔۔

ہمم۔۔پر نور کا ذہن خالی تھا

تب ہی عنایہ اندر ائی وہ نیچے ائس کریم کھانے گئی تھی

اتنی کوئی بکواس ائس کریم تھی

اس سے اچھا تو ہمارا برف والا گولا ہوتا ہے

ہے نا ماہ نور

ایک نور ہی اس کی ہم مزاج تھی

پر کسی نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا

ویسے ہمارے روم میں کون ایا تھا میں نے کسی کو نکلتے دیکھا ہے۔۔۔

ابرام ایا تھا۔۔ جنت بولی

کیاااا۔۔۔

عنایہ کو تو مانو صدمہ لگا تھا

ہائے اللہ یہ سارے حسین لڑکے میری غیر موجودگی میں ہی کیوں تشریف لے اتے ہیں۔۔۔۔

کیونکہ وہ کام سے اتے ہیں

عنایہ کا منہ بن گیا پر کچھ بولی نہیں

اس نے ایک نظر نور پر ڈالی وہ بے سدھ سی اپنے بستر پر لیٹ گئی

دوسری جانب وہ شخص سانس روکے بیٹھا تھا

ماہ نور۔۔اس کے لب تھرتھارے

وہ کہاں سے اگی تھی۔۔؟

کیا وہ اب تک اسی کے خواب دیکھتا ایا تھا؟

کیا وہ ماہ نور۔۔اہ نہیں۔۔

اس کا دل زور سے دھڑکا۔۔

اس نے انکھیں موند کے گہرا سانس لیا

کون تھی وہ۔۔کون تھی ماہ نور

اور اخر کون تھا ابرام۔۔

کیا میرے خوابوں میں وہ اتی تھی

لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے میں اُسکی جانتا بھی نہیں ہوں

اس لڑکی کو ائی ہوئے ابھی کچھ وقت ہوا ہے اور میں اتنے وقت سے اُسکے خواب دیکھتا آیا

ہو

وہ الجا ہوا تھا

اگلی صبح عنایہ جنت سے بول رہی تھی

تمہیں پتہ ہے وہ گوری لڑکی کے ساتھ جو لڑکا ہوتا ہے وہ کون ہے۔۔۔

عنایہ ہمیں کیا پتہ ہو گا۔۔

ایسے ہی انفارمیشن کے لیے

بندے کو پتہ تو ہونا چاہیے نا کہ اس کے ساتھ والا بندہ کیسا ہے۔۔

کس کے ساتھ رہتا ہے کیا کرتا ہے

اچھا بتاؤ کون ہے۔۔

جنت جانتی تھی کہ عنایہ بتا کے ہی چھوڑے گی

وہ لڑکا کرسچن ہے

ان کے ساتھ چلتی ماہ نور کے قدم لڑ کھڑائے

حد ہے نا مطلب اگر تمہیں عشق لڑانا ہی

تو کم از کم کسی مسلمان کو ڈھونڈتی

اور ابرام۔۔ نور کا دل بے ساختہ دھڑکا

وہ کون تھا۔۔۔اگر وہ بھی کرسچن ہوا تو
یا کوئی اور مذہب سے
hi۔۔۔
وہ اچانک ہی اجاتا تھا
نور نے جنت اور عنایہ کو اگے بڑھتے دیکھا
پر وہ اگے نہیں بڑھ سکی۔۔۔
جی۔۔
کیسی ہیں اپ ماہ نور۔۔؟؟
نور نے بس سر ہلایا وہ اس کے جوتے دیکھ رہی تھی
اور وہ ابرام وہ نہ جانے کہاں دیکھ رہا تھا
وہ نور کو نہیں دیکھ رہا تھا
وہ جانتی تھی وہ اس کو نہیں دیکھتا
وہ دوسرے لوگوں کی طرح گھورتا نہیں تھا
وہ کتنا اچھا تھا۔۔۔نور کو پھر محبت ہونے لگی
آہ نہیں۔۔اس نے پھر دل کو جھڑکا
ا۔۔اپ نے کوچھ کہا۔۔
وہ اس کی بات سن نہیں پائی تھی
کیا مجھے اپ کا نمبر مل سکتا ہے؟
جب میں فری ہوا تو اپ سے کانٹیکٹ کر لوں گا پھر ہم مل کر

کام کرلیں گے اس نے بات کی وضاحت کی

"اور کیا وہ اسے انکار کر سکتی تھی

ہاں وہ کر سکتی تھی۔

میرا خیال ہے اس کی ضرورت نہیں ہے

جب میں فری ہوں گی تو اپ سے رابطہ کرلوں گی

اب میں چلتی ہوں

وہ اہستہ سے کہہ کر اگے بڑھ گئ

وہ اگے بڑھ گئ اور دل وہیں رہ گیا

کیا تھا اگر وہ اسے نمبر دے دیتی تو

ایک نمبر ہی تو تھا۔۔وہ اب خود کو ملامتیں کر رہی تھی

یہ شم کا وقت تھا وہ ہوسٹل کے روم میں بیٹھی تھی

جاؤ ورنہ وہ اجائے گا۔۔

جنت کب سے اس کو یہی کہے جا رہی تھی

کیوں کے نور جا نہیں رہی تھی اور شاید ابرام انتظار کر رہا تھا کے وہ آئے اور وہ مل کے

اسسائنمنٹ کریں

اوئے میں چلی جاؤں تمہاری جگہ

عنایہ جھٹ سے بولی۔۔

نہیں۔۔اس نے فورا سے کہا

چونکہ وہ سچ میں چلی جاتی۔۔۔

ہاں تو پھر دفع ہو جاؤ

ایک گھنٹے سے سر میں درد کر کے رکھا ہے

ہائے اتنا پیارا تو ہے وہ کاش سر مجھے اس کے ساتھ بٹھا دیتے۔۔۔

وہ گئی تو دیکھا وہ اڈیٹوریم کی سیڑھیوں میں بیٹھا تھا۔۔۔

hi۔۔۔

نور کو دیکھ کر اس نے ہاتھ ہلایا

اس نے ذرا سا سر کو خم دیا اور اس کے برابر میں بیٹھ گئی

درمیان میں بیگ رکھا تھا۔۔۔.

تو ہم شروع کریں۔۔؟؟

جی۔۔وہ اس کے سامنے تابعدار سی بن جاتی

وہ مسکرایا تھا پتہ نہیں کیوں۔۔

اور پھر اگلے دو گھنٹے وہ کتابوں میں سر دیے کام کرتے رہے تھے۔۔۔

میں اس کو کاپی کروالوں گی

وہ ایک کاغذ کو ہاتھ میں پکڑے ہوئے بولی تھی

اپ رہنے دیں میں کروا کے دے دوں گا

اس نے نرمی سے نور کے ہاتھ سے وہ کاغذ پکڑ لیا۔۔۔

او کے پھر میں جاؤں

سامنا کرنے سے ڈر ختم ہو جاتا ہے جنت ٹھیک کہتی تھی۔۔

دل کی دھڑکن اب بھی بڑی ہوئی تھی لیکن وہ ظاہر
نہیں ہونے دیتی تھی۔۔۔
محبت تو دل میں رکھنے کی شے ہے
ظاہر کرنے کی نہیں یہ وہ جان گئی تھی
جی جائیں۔۔
وہ اپنی کتابیں سمیٹتا ہوا بولا
ماہ نور اپ مسلم ہیں۔۔
لہجے کو سر سری سے رکھتے ہوئے اس نے پوچھا
جی۔۔ کندھے پہ بیگ ڈالتی وہ رک گئی
اور اپ۔۔ پتہ نہیں کیوں اس نے بھی پوچھ لیا
وہ ٹھہر گیا۔۔۔ہائے کاش وہ یہ نہ پوچھتی
جی مسلم۔۔۔اس نے جھوٹ بولا
حالانکہ وہ جھوٹ نہیں بولتا تھا۔۔
نور کے لب بے ساختہ مسکرائے
ایک سکون سا اندر تک سرایت کر گیا
اور جب وہ جانے لگا تو قدم نہیں اٹھا پا رہا تھا
جھوٹ کا بوجھ دل پر پڑ گیا تھا
جھوٹ بولنا اسان ہوتا ہے
لیکن جھوٹ کے ساتھ جینا اسان نہیں ہوتا

مجھے تم سے ایک فیور چاہیے

وہ اس وقت حارث کے سامنے بیٹھا بول رہا تھا

کون سی فیور؟؟

تمہیں ماہ نور سے بات کرنی ہے

میرا دماغ خراب ہے کیا؟

میں کیوں کروں اس سے بات؟

یار دوست کی خاطر پلیز۔۔

تو ابرام تم خود کر لو نا ایسی کون سی بات کرنی ہے تمہیں اس سے۔۔۔

میں نہیں کر سکتا نا۔۔

وہ صرف تمہاری بات کا یقین کرے گی حارث

منہ پر دروازہ مارتی ہے وہ میرے اور تم کہتے ہو کہ میری بات کا یقین کرے گی

ارے وہ تو اس کی عادت ہے۔۔ وہ لڑکوں سے ایسے ہی بات کرتی ہے۔۔

اچھا تم سے تو ایسی بات نہیں کرتی؟

وہ ایک پل کو تھما۔۔

وہ واقعی اس سے ایسے بات نہیں کرتی تھی جیسے سب سے کرتی تھی۔۔۔

مگر خیر۔۔اس نے سر جھٹکا

تم میری تو سنو۔۔

اچھا بولو؟

تم اس سے کہو گے کہ میں مسلم ہوں

دماغ ٹھیک ہے تمہارا ابرام سکندر۔۔

اتنا بڑا جھوٹ میں اسے کیوں بولوں وجہ۔۔؟

میرے خواب۔۔میں صرف اپنے خوابوں کی حقیقت جاننا چاہتا ہوں۔۔۔؟

حارث پلیز بس ایک جھوٹ بول دو

ابرام میں ایسا کوئی جھوٹ نہیں بول سکتا اگر یونیورسٹی والوں

کو پتہ چل گیا تو جانتے ہو نا کیا ہو گا۔۔۔

مجھے پرواہ نہیں ہے میرے ساتھ کیا ہو گا

اینڈ ائی پرومس تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا

تم کسی ایسٹرالوجر کے پاس کیوں نہیں جاتے

میں سب کے پاس گیا ہوں حارث

مگر کسی ایسٹرولوجر کے پاس

میرے سوالوں کے جواب نہیں ہیں۔۔۔

یہ خواب مجھے بے چین کرتے ہیں

مگر تم خدا کو نہیں مانتے ابرام

اس نے یاد دلایا۔۔۔

میں خدا کو نہیں مانتا کیونکہ خدا ہے ہی نہیں

مجھے صرف اپنے خوابوں کا پتہ لگوانا ہے

اور میں جانتا ہوں صرف وہ لڑکی ہی میری مدد کر سکتی ہے۔۔۔

کوشش کروں گا میں ابرام

لیکن اگر میں پھنسا تو تمہیں بھی یونیورسٹی سے نکلوا کے سانس لوں گا۔۔

ٹھیک ہے بوس۔۔

اس رات نہ کوئی خواب ایا اور نہ ہی کوئی اواز سنائی دی۔۔۔

البتہ وہ نیند میں بھی بے چین رہا

وہ جھوٹ بولنا نہیں چاہتا تھا

وہ جھوٹ بولتا ہی نہیں تھا۔۔۔

لیکن وہ مجبور تھا

یہ سحر کا وقت تھا

وہ نماز پڑھ کے کھڑکی کے پاس اکھڑی ہوئی

اس کی نظر پھر اس گوڑی لڑکی پر پڑی

وہ بائیک سے اتر رہی تھی اس کا دل برا ہوا۔۔

نگاہ پھر ایک دوسرے وجود پر گئی

وہ تیز تیز چل رہا تھا۔۔۔

وہ شاید کہیں سے نماز پڑھ کے آ رہا تھا
اس کا بجھا دل کھل اٹھا
وہ مسکرائی اس نے محبت کر کے خدا کو ناراض نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔

محبت گناہ نہیں ہوتی جنت نے مسکراتے ہوئے ماہ نور سے کہا۔۔۔
وہ اس وقت یونیورسٹی کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔۔
تو پھر جنت لوگ اس کو ناپسند کیوں کرتے ہیں؟
ہم اس کے ساتھ رویہ ہی یہ ایسا رکھتے ہیں
کہ یہ سب کی نظر میں گناہ بن جاتی ہے۔۔۔
مگر محبت گناہ نہیں ہوتی۔۔۔
سچی محبت کبھی گناہ نہیں ہوتی۔۔"
اب نور رک گئی
جنت کیا مجھے بھی اس سے محبت ہے
اس کا لہجہ اب کمزور پڑ گیا تھا
جنت نے ایک نظر اس کو دیکھا
وہ کمزور ہو گئی تھی انکھوں کے نیچے ہلکے تھے۔۔اور وہ بیمار تھی۔۔
ہاں۔۔
جنت نے اثبات میں سر ہلایا
نور محبت نامی مرض میں مبتلا تھی۔۔

نور کی انکھوں میں پانی اگیا
وہ نہ لوگوں کی ناراضگی سے ڈرتی تھی نہ گھر والوں کی۔۔۔
اس کو صرف اللہ کے خفا ہونے سے خوف اتا تھا
ج۔۔ جنت کیا اس محبت کے لیے اللہ مجھ سے ناراض نہیں ہو گا۔۔؟
نہیں۔
محبت تو وہ ہے جو خدا نے خود کی ہے نور
ہمارے نبی کو ایسے ہی تو خدا کا محبوب نہیں کہا جاتا۔۔۔
جنت وہ نا محرم ہے۔۔
اصل بات کا رونا ہی یہ تھا۔۔
نور ہو سکتا ہے یہ تمہارا امتحان ہو
یہاں پھر شاید کسی اور کا۔۔۔
اب نور خاموش ہو گئی
کچھ بولنے کو تھا ہی نہیں۔۔

ان کی اخری کلاس میں وہ اس کے پاس ایا
اور ہاتھ میں پکڑے چند پیپرز اس کے اگے کیے
شکریہ نور نے پیپرز پکڑتے ہوئے کہا
اور اپنے بیگ سے کچھ پیسے نکال کر اس کی طرف بڑھائے۔۔۔
"نہیں رہنے دیں اس کی ضرورت نہیں ہے

ٹھیک ہے پھر اپ یہ پیپرز بھی رہنے دیں نور نے پیپر واپس کیے۔۔
لیکن اپ کو توان کی ضرورت ہے
تو پھر اپ پیسے لے لے ناں
اور ابرام کو لگا تھا اگر اب بھی اس نے پیسے نہ لیے تو
وہ لڑکی رو پڑے گی۔۔
پتہ نہیں وہ ایسے کیوں تھی اس نے بے ساختہ دل میں سوچا۔۔
اور پھر نہ چاہتے ہوئے بھی نور کے ہاتھ سے پسے پکڑ لیے۔۔
اس نے پہلی بار ایسی عجیب لڑکی دیکھی تھی

اس وقت وہ تینوں اپنے کمرے میں بیٹھی تھی اور وہ گوری لڑکی
نہ جانے کہاں غائب تھی۔۔

میں نے سوچا تھا ترکی اکے ہم مل کے عیش کریں گے مگر کمبخت
قسمت ہی خراب ہے
خدا نے مجھے تم جیسی دوستیں دی ہیں
عیش کرنا تو دور کی بات ہے تم دونوں تو کمرے سے
ہی باہر نہیں نکلتی
اعتکاف پر ہی بیٹھ گئی ہو یہاں اکر
عنایہ اس وقت ان دونوں پر شکوے کر رہی تھی۔۔

توتم صوفیہ کے ساتھ چلی جاتی نااس نے توکہا بھی
تھا تمہیں جنت بولی۔۔
ایویں ہی چلی جاتی وہ تو پتہ نہیں کن کن لوفروں کے ساتھ
گھومتی پھرتی ہے۔۔۔
خدا کی قسم 20 ہزار لڑکوں سے بات کرتی ہوں میں انسٹا پہ۔۔
اور اللہ کا شکر ہے سب ہی مسلمان ہیں

کتنی بے شرم لڑکی ہو تم۔۔۔
نور کو عنایہ کی صاف گوی پر ہنسی ائی تھی
وہ سادہ سا دوپٹہ اوڑے ہوئے تھی
کیونکہ وضو کرتے ہوئے حجاب اتار دیا تھا

تب ہی دروازہ بجا اور جنت نے دروازہ کھولا
پھر ماہ نور کو اواز لگائی
وہ اٹھ کر دروازے تک ائی تو باہر حارث کھڑا تھا
جی بولیں۔۔
ماتھے پر خود بخود سلوٹیں درائی تھی
میں اپ سے بات کرنا چاہتا ہوں کیا ہم بات کر سکتے ہیں۔۔
نگاہیں اس لڑکی کے چہرے پر ٹھہر سی گئی تھی

اس گلابی انچل میں اس کا چہرہ دمک رہا تھا

ہاں جی کریں بات۔۔ لہجہ اب بھی سخت تھا

وہ میرا دوست ہے ابرام

اور پھر اس نے اس لڑکی کے چہرے سے سلوٹیں غائب ہوتی دیکھی۔۔

حارث کے دل میں کھچاؤ سا پڑا تھا

جی۔۔

اسے اپ کی ہیلپ چاہیے۔۔

کیسی ہیلپ؟

وہ اسلام کے بارے میں زیادہ کچھ نہیں جانتا

شروع سے اکیلا رہا ہے تو اس لیے اس کو زیادہ کچھ پتہ نہیں ہے۔۔

اس لیے وہ چاہتا ہے کہ اپ اسے سکھائیں اسلام کے بارے میں۔۔۔

میں سکھاؤں؟؟

لیکن میں کیسے سکھا سکتی ہوں

کیونکہ اپ مسلمان ہیں اس لیے۔۔

تو وہ کسی مذہبی سکالر کے پاس کیوں نہیں جاتے

اواز کی سختی اب غائب ہو چکی تھی

مذہبی سکالر کی باتیں ابرام کو سمجھ نہیں اتی ہیں۔۔۔

اب وہ اور اس کو کیا کہتی۔۔

محبت کرنے والوں کے لیے انکار کرنا بہت مشکل کام تھا۔۔۔

ہائے کمبخت محبت۔۔

پھر میں ابرام سے کیا کہوں۔۔؟

اپ ان سے کہیے گا کہ ان کو جو پوچھنا ہے پوچھ لیجیے

میں ان کو بتادوں گی۔۔

نور نے بات ختم کر کے

دروازہ حارث کے منہ پر بند کر دیا

وہ بیچارہ کتنی ہی دیر کھڑا دروازے کو گھورتا رہا؟

جنت کہتی تھی محبت خاص دلوں میں اتاری جاتی ہے نہ یہ

عام لوگوں کے لیے ہوتی ہے

اور نہ ہی عام لوگوں کی سمجھ میں اتی ہے

اور نہ ہی عام لوگ اسے سنبھال سکتے ہیں

وہ محبت کو سمجھ چکی تھی

اگر یہ ازمائش تھی تو وہ اس ازمائش پر پورا اترے گی اور

اگر یہ امتحان تھا تو وہ اس میں سرخرو ہو گی۔۔۔

اس نے عہد کر لیا تھا

وہ لائبریری میں بیٹھی تھی

اور تبھی وہ اس کے پاس اکر بیٹھ گیا

اس نے نہ کسی کو اواز دی

نہ ہی اس نے نور کو مخاطب کیا۔۔
لیکن اس نے اس کی موجودگی محسوس کر لی تھی
دل کو وہ اچھا جو لگتا تھا۔۔۔
good evening noor
good evening
نور نے فورا کتاب کھول لی
کیا مصروف ہیں۔۔؟
جی۔۔
پھر اس نے جنت اور عنایہ کو اپنی طرف اتے دیکھا تو فورا بیان بدل لیے
نہیں تو مصروف نہیں ہوں میں
وہ دونوں اس کے برابر میں اکے کھڑی ہو گئ
وہ مجھے اپ سے کچھ کہنا تھا
جی پوچھیں۔۔۔
نہیں یہاں نہیں۔۔
ابرام کی باتوں کا جیسے کوئی تلیسم تھا
ایک اس شخص کا بولنا تو اچھا لگتا تھا اس کو دنیا میں۔۔۔
ورنہ دنیا میں اچھا لگنے کو اور تھا ہی کیا
ابرام نے جنت اور عنایہ کو دیکھ کر کہا
جی۔۔وہ سمجھ گئ تھی کہ وہ ان دونوں کے سامنے بات نہیں کرنا چاہتا

ایسا بھی کیا ہے جو آپ ہمارے سامنے نہیں پوچھ سکتے۔۔۔؟

عنایہ کو بہت برا لگتا تھا

جب اس کو کوئی اگنور کرتا تھا

یہ ہم دونوں کا سیکرٹ ہے

اس نے مسکرا کر کہا تو نور کا دل دھک دھک کرنے لگا۔۔

نہیں تو ایسا کچھ نہیں ہے

جی نہیں ماہ نور نہیں رکھتی کسی لڑکے کے ساتھ سیکریٹ؟

میری دوست ہے میں جانتی ہوں۔۔

عنایہ کا یہ کہنا نور کو بہت اچھا لگا تھا

اوکے۔۔اس نے سر کو خم دیا اور وہاں سے چلا گیا

نور وہ تم سے کیا پوچھنا چاہتا ہے

جنت بولی۔۔۔

شاید کسی دینی معاملے پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔۔۔

دینی معاملہ؟؟

ہاں وہ اسلام سے دور رہا ہے نا

اس لیے زیادہ نالج نہیں ہے اسے اسی بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں۔۔۔

وہ جنت سے کچھ نہیں چھپاتی تھی

اسلام سے۔؟ جنت کو کچھ سمجھ نہیں ارہی تھی

جنت ابرام مسلمان ہے اس نے چمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ بتایا۔۔۔

اور پھر جنت نے حیرت سے اس کو دیکھا

اور پھر اس راستے کو جہاں سے ابرام کچھ دیر پہلے گیا تھا

وہ کہاں سے مسلمان لگتا تھا؟

کیا محبت انسان کے دماغ سے عقل چھین لیتی ہے

اس کے دل میں سوال اٹھا لیکن چپ رہی۔۔

یہ ماہ نور کا امتحان تھا

اور جنت اس میں اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

اب وہ بیگ سنبھالتے ہوئے اس راستے پر چل رہی تھی جہاں

سے ہاسٹل جانا تھا۔۔

وہ بھی اس کے پیچھے ہی ارہا تھا

جنت اور عنایہ تھوڑا اگے بڑھ گئی

اس نے اپنا گلا کھنگارا

اگر وہ ایسا نہ بھی کرتا تب بھی وہ جانتی تھی کہ وہ وہاں پر ہے۔۔

حارث نے اپ کو بتایا ہو گا؟

اس نے اپنی بات شروع کی

جی۔۔

وہ ایک ساتھ چلنے لگے

ابرام نے درمیان میں دو لوگوں کا فاصلہ رکھا۔۔

اپ مسلم کیوں ہیں۔۔؟
اس لیے کہ یہ اپ کے باپ دادا کا دین ہے
وہ یہ سوال ہرگز نہیں کرنا چاہتا تھا
وہ یہاں یہ سوال کرنے ایا بھی نہیں تھا

جی اسلام مجھے ورثے میں ملا ہے
لیکن میں اس پر قائم ہوں۔۔۔
کیونکہ اس کے علاوہ مجھے ہر شے جھوٹی لگتی ہے
اس نے سیدھا سادہ جواب دے دیا
کیونکہ وہ کوئی سکالر نہیں تھی بس یہ ام سے لڑکی تھی۔۔
اور جنہیں اسلام ورثے میں نہیں ملتا
یہ سوال اچانک ہی تھا وہ یہ سوال کرنا نہیں چاہتا تھا لیکن
منہ سے نکل گیا۔۔۔
اللہ نے انہیں عقل دی ہے اور انہیں چاہیے کہ وہ استعمال میں لائیں۔۔
اللہ۔۔ وہ پہلے لفظ پر ہی اٹک گیا
وہ کتنے یقین سے ایک نہ ہونے والی شے کی بات کر رہی تھی۔۔۔
بے ساختہ اس کے ذہن میں سوال گونجا۔۔
اپ کو بس یہی پوچھنا تھا اسلام کے بارے میں
نہیں۔۔ا۔ کیا اپ کے پاس میرے لیے وقت ہے؟

جی۔۔

مجھے روزانہ اپ کے 10 سے 15 منٹ چاہیے

جو بھی وقت اپ کو مناسب لگے۔۔۔

جی ٹھیک ہے۔۔

تو پھر کہاں پہ۔۔۔؟

لائبریری میں۔۔۔

اور وقت؟

اخری کلاس سے پہلے میرے پاس کچھ وقت ہوتا ہے

اوکے میں پہنچ جاؤں گا۔۔۔

اور پھر وہ جا کے عنایہ اور جنت کے ساتھ چلنے لگی

ہاں کیا کہہ رہا تھا وہ میسنہ

عنایہ کو بڑی تپ چڑھی ہوئی تھی ابرام پہ

سیکرٹ کا بچہ۔۔ عنایہ منہ میں بڑبڑائی

نور کو بے ساختہ ہنسی ائی

کچھ پوچھنا تھا اس کو بس۔۔

انسان جتنا بھی بیمار ہو جائے لیکن

دل بیمار نہیں ہوتا

اور دل تب بیمار ہوتا ہے جب وہ اللہ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے

اس نے خواب میں دیکھا۔۔

کلے اسمان پر چاند چمک رہا تھا
اور سبز گھاس پر شبنم کے قطرے
موتیوں کی طرح چمک رہے تھے۔۔۔
گھوڑا حرکت نہیں کر رہا تھا۔۔۔
لیکن وہ تو کر سکتا تھا نا۔۔
وہ گھوڑے سے نیچے اترا احتیاطاً نیچے کی طرف دیکھا۔۔۔
لیکن اج وہاں دلدل نہیں تھی سبز گھاس تھا
وہ مسکرایا اور ایک سمت چل پڑا
وہ کالی انکھوں والا گھوڑا اسے خاموشی سے دیکھ رہا تھا
وہ گھنے درختوں کی ٹہنیوں کو ہاتھ سے ہٹاتا اگے بڑھ رہا تھا۔۔۔
اس کے پیر سوکھے پتوں پر اتے تھے تو جنگل کی خاموشی
میں ہلکا سا شور ہوتا تھا۔۔۔
مگر وہ بنا خوفزدہ ہوئے اگے بڑھ رہا تھا
چمکتا چاند اسے راستہ دکھا رہا تھا
دفعتاً وہ رکا اس نے اواز سنی
ایسی اواز جو اس نے پہلے کبھی نہیں سنی تھی
اس نے وہیں کھڑے چاروں طرف دیکھا
اواز ایک بار پھر سے ائی
شاید یہ کسی پرندے کی اواز تھی؟

اس نے سر اٹھایا کوئی سیاہ شہ نظر ائی۔۔

اور۔۔۔ پھر اس کی انکھ کھل گئی۔۔۔

اس نے اپنے ماتھے پہ ایا ہوا پسینہ صاف کیا

پھر گھڑی اٹھا کر وقت دیکھنے لگا

ابھی چار بجنے میں کچھ وقت باقی تھا

وہ روز کی طرح اٹھا اور باہر اگیا

ہر روز وہ ایک ہی جگہ جایا کرتا تھا۔۔۔

پھر وہ جو نماز پڑھ کے کھڑکی میں ائی تو دیکھا

وہ واپس ہاسٹل کی طرف ارہا تھا۔۔۔

اور وہ سمجھنے لگی کے شاید وہ شخص نماز پڑھ کے ارہا ہے

وہ ہوسٹ کے فال کونی میں کھڑے تھے

کیسا لگا اپ کو استنبول۔۔؟

حارث نے پوچھا

کچھ خاص ہے ہی نہیں اپ کے استنبول میں عنایہ نے منہ بنا کے بولا۔۔۔

کبھی اپ ہمارے پاکستان ائیں تو اپ کو گھماؤں میں اپنا شہر

اپ لاہور سے ہیں کیا اس نے لاہور کے متعلق سن رکھا تھا نہیں ہم کیپٹل آف پاکستان

سے ہے عنایہ ایک ادا سے بولی

اسلام اباد سے ہیں۔۔ جنت فوراً بولی

حارث کو بتاتے ہوئے اس نے عنایہ کو گورا

جو اپنے شہر کی تعریف میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہی تھی۔۔۔

میں اگر کبھی پاکستان ایا تو ضرور اپ کے شہر اؤں گا۔۔۔

جی ضرور ایئے گا ہم ویٹ کریں گے

بظاہر عنایہ مسکرا کر بولی

خدا کی قسم وہاں نہ انا ورنہ جو چیتیار تمہیں وہاں اکے پڑھنے

ہیں نا لگ پتہ جانا ہے عنایہ نے دل میں سوچا

اخری کلاس سے کچھ دیر پہلے وہ لائبریری میں جا کر بیٹھ گئی

اس نے جانتے بوجھتے اس جگہ کا انتخاب کیا جہاں وہ

سب کو نظر اسکے

good evening..

دھیمے مگر بھاری لہجے میں وہ بولا

اس شخص کی اواز کچھ اس طرح تھی

کے نہ جانے دل کو سکون ملتا تھا جیسے وہ اواز دل کے اندر سما جاتی تھی وہ دھیمے لہجے میں بات

کرتا تھا

good evening

وہ اس کے سامنے والی چیئر پہ بیٹھ گیا

تو ہم کہاں سے شروع کریں اس نے ابرام سے پوچھا۔۔۔

جہاں سے اپ چاہیں وہیں سے۔۔

مجھے کچھ بھی نہیں اتا ہے ماہ نور!!

کس قدر خوبصورت تھا اس کا نام اسے اج اندازہ ہوا تھا۔۔۔

اپ کو جو بھی اتا ہے اپ نے مجھے سکھانا ہے

وہ ابرام کی صاف گوئی سے متاثر ہوئی تھی

ایک بات میں اپ کو کلیئر کر دوں میں کوئی سکالر نہیں ہوں مجھے زیادہ کچھ نہیں معلوم لیکن جو معلوم ہے وہ میں اپ کو ضرور بتاؤں گی۔۔

اس وقت ابرام کو یہ پہلے والی نور لگی تھی

وہ نور جسے سن کے وہ ہنس پڑا تھا

وہ جو سڑک کے بیچوں بیچ کھڑی حارث کو سنا رہی تھی۔۔۔

نور میں وہی جاننا چاہتا ہوں جو اپ کو پتہ ہے

اس کو اپنے خواب یاد آئے۔۔۔

اپ کو نماز اتی ہے؟؟؟

نہیں مجھے عربی نہیں اتی۔۔۔

نور کا دل اداس ہوا پھر وہ صبح صبح کہاں جاتا تھا۔۔۔

لیکن میں سیکھ رہا ہوں نماز اس نے جھوٹ بولا

اپ سیکھ جائیں گے انشاءاللہ نور نے سچے دل سے کہا۔۔۔

اسلام کے بنیادی احکام کے بارے میں جانتے ہیں؟؟

جی کل ہی یوٹیوب سے نکال کے رٹ لیے تھے

اچھاتو

وہ کچھ کہنے جا رہی تھی کہ ابرام نے ٹوک دیا

نماز ضروری ہے کیا؟؟

جی۔۔

لیکن کیوں ضروری ہے ؟؟

وہ خاموش ہو گئی پھر اس کے ہاتھ میں پکڑے فون کو دیکھا۔۔

کیا یہ فون اپ مجھے دے سکتے ہیں۔۔۔

جی اس نے تعجب سے نور کو دیکھا

یہ لیں اس نے فون اس کے اگے کر دیا

کیا میں یہ فون رکھ لوں ؟؟؟

جی رکھ لیں۔۔۔

اسے اس لڑکی کی کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی

نور نے وہ فون اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا

کچھ لمحے خاموشی سے گزر گئے

ابرام حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا جو اپنی کتاب میں مگن ہو گئی تھی۔۔۔

کیا۔۔۔

نور نے سر اٹھا کر کہا جیسے چونک گئی ہو۔۔

کیا کچھ رہتا ہے۔۔؟

کیا مجھے اپ سے کچھ کہنا تھا

وہ براہ راست اس کی انکھوں میں دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔۔

اس وقت وہ ابرام نہیں تھا۔۔۔

بلکہ ایک طالب علم تھا۔۔۔

وہ ایک طالب تھا

جس کو وہ دین کی باتیں سکھا رہی تھی

نہیں۔۔۔

وہ بھی اس کو دیکھ رہا تھا

وہ اس کو پڑھ رہا تھا وہ اس کی انکھوں کو پڑھ رہا تھا۔۔۔

پھر ابرام نے سر ہلایا۔۔۔

شکریہ۔۔اس کی انکھوں میں دیکھتا گویا ہوا۔۔

اپ نے مجھے شکریہ نہیں کہا۔۔۔؟؟

میں نے اپ فون دیا ہے جب کہ میری خیال سے اپ کو ضرورت نہیں تھی اور اپ نے مجھے شکریہ نہیں کہا؟؟؟

کیا شکریہ کہنا ضروری ہے۔۔۔؟

ہاں جی۔۔۔

اپ کے اور میرے دلی اعتماد کے لیے یہ کہنا ضروری ہے۔۔

وہ بلاشبہ بہت ذہین تھا

ہاں تو نماز بھی شکریہ ادا کرنے کی ایک صورت ہے ابرام۔۔۔۔

اور وہ بھول گئی کہ سامنے بیٹھا شخص اسے کیسے بے بس
کر دیتا تھا
وہ بھول گئی تھی کہ اس شخص کے لگائے مرض میں وہ
مبتلا تھی۔۔۔
اس کے ذہن میں اور اس کے دل میں صرف اس وقت اللہ تھا۔۔۔
وہ ساکت بیٹھا اسے سن رہا تھا۔۔
ابرام نماز ایک دعا ہے ایک التجا ہے
اللہ سے گفتگو کا ذریعہ ہے۔۔۔
نماز سے ہم ہر اس چیز کا شکریہ ادا کر سکتے ہیں جو اللہ نے ہمیں دی ہے۔۔۔
اس لیے نماز ضروری ہے
ہم شکریہ ادا کیوں کریں جب کہ اس نے ہمیں اپنی مرضی سے
یہ سب کچھ دیا ہے۔۔۔
صحیح کہہ رہے ہیں اپ۔۔
لیکن یہ فون بھی اپ نے مجھے اپنی مرضی سے دیا ہے میں نے
تو اپ کو فورس نہیں کیا نا۔۔
بس ایک بار بولی تھی کے دے دے آپ منہ بھی کر سکتے تھے
مگر۔۔۔وہ کچھ کہنا چاہتا تھا کوئی سوال اٹھانا چاہتا تھا لیکن مگر کے
اگے کچھ نہیں تھا۔۔۔
نماز کی ضرورت اللہ کو نہیں ہے اس کی ضرورت ہمیں ہے۔۔۔

کیونکہ ہمیں شکر گزار بننا ہے احسان فراموش نہیں بننا۔۔۔

ہمہیں اچھا بننا ہے برا نہیں بننا۔۔۔

زیادہ تر لوگ اسے اپنے لیے پڑھتے ہیں اپنی دعاؤں کے لیے اپنی منتوں کے لیے اپنے رزق کے لیے اپنی ازادی کے لیے۔۔۔

اللہ کے لیے نہیں پڑھتے۔۔۔

نور کا ایک ایک حرف ابرام کے دل پر لگ رہا تھا

اور اپ؟؟

اپ کس کے لیے پڑھتی ہیں۔۔

وہ سر جھکا کے مسکرائی

میں بھی اپنے لیے پڑھتی ہوں اپنے سکون کے لیے اپنی ہدایت کے لیے۔۔۔

ابرام کو ایک پل کے لیے یقین نہ ایا۔۔۔

اب میری کلاس کا وقت ہو گیا ہے میں چلتی ہوں۔۔۔

ابرام نے سر ہلا دیا وہ ابھی تک نور کی باتوں کے سحر میں تھا۔۔۔

وہ جاتے جاتے رکی۔۔۔

ابرام کو فون واپس کیا

اور پھر پوچھا

اپ نماز پڑھیں گے نا۔۔

اور پھر وہ ماہ نور بن گئی وہ ماہ نور

جو بری طرح ابرام کے عشق میں مبتلا تھی۔۔۔

ابرام نے سر ہلا دیا۔۔۔
اور وہ دونوں ہی نہیں جانتے تھے ان کی پچھلی بینچ پر بیٹھا حارث۔۔۔
ان کا ایک ایک حرف سن رہا تھا۔
اس کے دل کے حالات غیر ہو رہی تھی۔۔
کیا محض کسی کی بات اپ کے دل کے حالات بدل سکتی ہیں وہ حیران تھا۔۔

وہ سارے راستے مسکراتی ائی تھی۔۔۔
پھر ہاسٹل اکر بھی جب اپنے کمرے میں وہ ایک ناول لے کر
بیٹھی تو مسکراہٹ چھپانے کے چکر میں گالوں پر گلاب سی سرخی اگئی

وہ خود کو جھڑکتی۔۔۔
خود کو باز رہنے کی تلقین کر رہی تھی
اسے نہ یاد کرنے کی کوشش کرتی ہوئی بھی وہ اُس شخص
کو یاد کیے جا رہی تھی
اُس نے کتنے دل سے اس کا نام پکارا تھا
ماہ نور۔۔
استغفر اللہ۔۔۔استغفر اللہ

تم کیا سوچ کے مسکرا رہی ہو عنایہ کب سے اس کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

نہیں میں۔۔؟
کچھ نہیں۔۔
کچھ نہیں سوچ رہی اور وہ سچ ہی تو کہہ رہی تھی وہ کہاں
اسے سوچ رہی تھی وہ تو بار بار خود اس کے ذہن کی سکرین پر ارہا تھا

جنت۔۔
عانیہ نے جنت کو دیکھا
میں تو کہتی ہوں کوئی اچھا ڈاکٹر دیکھ کر اس کا
علاج شروع کروا دیتے ہیں
کہیں یہ نہ ہو پاکستان پہنچنے تک بہت دیر ہو جائے
اور پھر انکل انٹی سمجھیں کہ ہم نے ان کی بیٹی کو پاگل کر دیا۔۔
نور نے عنایہ کو گھورا۔۔
تبھی دروازہ بجا۔۔ کھولا تو دیکھا وہ سامنے ہی کھڑا تھا
hi
وہ اواز پہچان گئی تھی
عنایہ کی خوش قسمتی کے اس بار دروازہ اس نے کھولا تھا۔۔۔
وہ بے ساختہ مسکرائی۔۔۔
ہائے حسین لڑکا۔۔۔۔۔
ماہ نور اندر ہیں؟؟
بچھاری عنایہ۔۔

جی۔۔کڑوا سا جی ہے کر وہ سائیڈ پہ ہو گئی اور دروازہ پورا کھول دیا۔۔۔

وہ سامنے ہی تو بیٹھی تھی نور دوپٹہ ٹھیک کرتی ہوئی دروازے تک ائی۔۔۔

کیسی ہیں اپ؟؟

میں ٹھیک ہوں۔۔اگرچہ وہ ٹھیک نہیں تھی

یہ چاکلیٹس۔۔ابرام نے پیکٹ بڑھایا

نور نے ایک نظر پیکٹ کو دیکھا

اپ یہ کیوں لائے ہیں میں نہیں رکھ سکتی سوری اور اسے

نہ کرتے ہوئے وہ روحانسی ہو جاتی تھی

یہ میں نہیں لایا

یہ کوئی دے کر گیا ہے اپ کے لیے

ہیں۔۔وہ حیران ہوئی

لیکن میں تو یہاں کسی کو نہیں جانتی ہوں

پر وہ تو اپ کا ہی نام لے رہا تھا؟

لیکن میں سچ میں نہیں جانتی کسی کو

مجھے کوئی کیوں دے گا۔۔۔

میں تو۔۔۔

ایک منٹ۔۔

اپ گھبرا کیوں جاتی ہیں اتنی جلدی؟

چھوٹی سی بات ہے
وہ اس کی گھبراہٹ بھانپ گیا تھا
میں حارث سے پوچھتا ہوں شاید کوئی اور ماہ نور ہو۔۔
ایک تو پتہ نہیں وہ اس کا نام اتنا پیار سے کیوں لیتا تھا۔۔۔
اس لڑکی کے لیے بڑی مشکل ہو جاتی تھی
اور پھر وہ گیا تو وہ جائے نماز پر گر پڑی
ہمیشہ خود کے لیے ہدایت مانگنے والی لڑکی اب
ابرام سکندر کو مانگ رہی تھی۔۔۔
وہ رب سے اجازت مانگ رہی تھی
کیونکہ وہ جانتی تھی صرف خدا ہی تو ہے جو اسے
ابرام سکندر عطا کر سکتا تھا۔۔۔
سجدے میں وہ رو رہی تھی

نماز کے بعد وہ اپنے بیڈ پے بیٹھی تھی
نور تم بہت اچھی ہو۔۔۔
صوفیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔
اس وقت صوفیہ بھی روم میں موجود تھی
وہ ہلکا سا مسکرائی
حجاب میں تم بہت اچھی لگتی ہو

شکریہ صوفیہ ۔۔۔
ہمارے ہاں بھی لڑکیاں حجاب کرتی ہیں
اج کل ٹرینڈ بن گیا ہے۔۔۔
ماہ نور کی مسکراہٹ پھکی پڑ گئی
کوئی اس فون کو چپ کروائے گا
عنایہ کی زوردار اواز پہ وہ پلٹی اس کا فون بج رہا تھا۔۔
پاکستان سے کال ارہی تھی
اس نے جھٹ سے فون اٹھایا
اگلے ڈیڑھ گھنٹے۔۔
وہ فون پہ بات کرتی رہی
السلام علیکم اماں
وعلیکم السلام کیسا ہے میرا بچہ ۔۔۔
ٹھیک ہوں اپ کیسی ہیں
ہاں میں بھی ٹھیک ہوں اللہ کا کرم ہے پڑھائی
کیسی جارہی ہے تمہاری ؟
اچھی جارہی ہے
یہ لو بات کرو والی سے
السلام علیکم
وعلیکم السلام

کیسی ہے میری گڑیا
ہاں ٹھیک ہوں بھائی اپ کیسے ہو
میں ٹھیک ہوں
پھر دعا سے۔۔۔
دعا کپڑوں کی خریداری کے لیے ایک بار
اسلام اباد ائی تھی۔۔۔
پھر نور اور دعا نے مل کر شاپنگ کی تھی
دعا نور کی ماموں زاد تھی
اور ماموں گاؤں میں رہتے تھے
نور کے بابا پراپرٹی ڈیلر تھے
اور اس کی فیملی میں حجاب کرنے پہ کوئی
پابندی نہیں تھی
لیکن وہ حجاب لیتی تھی شاید اس لیے کیونکہ
وہ ایک عرصہ دعا کے ساتھ گاؤں میں رہی تھی
اور اسے اج بھی یاد تھا جب مولوی صاحب پڑھانے کے
لیے گھر اتے تھے تو دعا چھپ جاتی تھی۔۔۔
اور ایک دفعہ تو اس نے نیند کی گولیاں بھی
کھالی تھی سپارے کا سبق یاد کرنا اس کو بہت
مشکل لگتا تھا۔۔

لیکن ماہ نور کو کبھی یہ سب مشکل نہیں لگا تھا
وہ کبھی سپارے کے سبق سے نہیں بھاگی تھی۔۔

اسے اللہ پسند تھا۔۔۔
اور اب اسے خدا کو نہ ماننے والا ابرام بھی پسند تھا
فون رکھنے کے کافی دیر بعد بھی وہ مسکراتی رہی
اپنی پسند کے لوگوں سے بات کر کے اسے ہمیشہ
اچھا لگتا تھا۔۔۔
اور پھر رات ہوئی تو وہ چاروں نیچے اگئیں سڑک
پہ زیادہ رش نہیں تھا اور اج صوفیہ بھی ان کے ساتھ تھی
راستے میں ابرام اور حارث گلاٹا ٹاور کے پاس
ایک کافی شاپ کے باہر کھڑے کافی پی رہے تھے
گرم گرم کافی کا دھواں اڑ کے ہوا میں گھوم رہا تھا
عنایہ اور صوفیہ ان دونوں کے پاس اکھڑی ہو گئی
جبکہ وہ خود جنت کے ساتھ تھوڑا اگے جا کر بیٹھ گئی۔۔

سب ٹھیک ہے۔۔؟؟؟
وہ جنت کے سوال پہ چونک سی گئی۔۔

ہاں۔۔
ہاں جنت سب کچھ ٹھیک ہے وہ کھوئی کھوئی
سی لگتی تھی۔۔۔

جنت مسکرائی پھر نرمی سے اس کا ہاتھ پکڑ کے
بولی تم گھر والوں کو مس کر رہی ہو نا۔۔۔؟؟

ہاں۔۔
کتنا اچھا ہوتا اگر میں یہاں نہ اتی جنت
پریشان ہو تم ؟؟
خوفزدہ ہوں جنت مجھے ڈر ہے اگر مجھ سے کوئی
غلطی ہو گئی تو؟؟اگر۔۔۔
اور وہ اس طرف کمر کر کے بیٹھی تھی جس
طرف وہ کھڑا تھا۔۔۔
غلطیاں ہوتی ہیں نور
غلطیاں ہم انسانوں سے ہی تو ہوتی ہیں
جنت نے ابرام کو دیکھا جو صوفیہ کی کسی
بات پہ گردن ہلا رہا تھا۔۔
لیکن ہمیں غلطیوں کو سدھارنا انا چاہیے اس نے
ابرام سے نظر ہٹالی۔۔۔
!!!اچھا۔۔
وہ چاروں چلتے ہوئے ان کے پاس ار کے
hi
ابرام نے ان دونوں کے پاس اکر کہا تھا لیکن صرف

جنت نے سر کو خم دیا۔۔

نور سر جھکائے بیٹھی رہی۔۔

جبکہ حارث خاموشی سے نور کو دیکھ رہا تھا

کہ جب مرض ایک جیسا ہو تو تشخیص ہو ہی جاتی ہے۔۔۔

اور اس وقت دونوں کا مرض محبت تھی

ابرام کہہ رہا تھا کہ نور بہت اچھی باتیں کرتی ہے

صوفیہ بولی۔۔۔

نور نے سر جھکا لیا پتہ نہیں وہ ابرام کو کیا کچھ

کہہ گئی تھی۔۔۔

اپ کو نہیں لگتا کیا؟؟؟ابرام نے صوفیہ سے پوچھا

ہمارے ساتھ تو کبھی ماہ نور کھل کے بات ہی نہیں کرتی۔۔

"اوہ اچھا

پھر کچھ دیر بعد وہ تینوں واپس ہاسٹل اگئی

صوفیہ پتہ نہیں کہاں چلی گئی تھی

ابرام اور حارث وہیں کھڑے باتیں کرنے لگے۔۔۔

حارث تم اس کو بتا کیوں نہیں دیتے کہ تم پسند کرتے ہو؟

تمہیں اس سے کیا؟؟

تمہاری سڑی ہوئی شکل دیکھ کے میں تھک چکا ہوں یار۔۔۔

تم اس کو پرپوز کرو۔۔۔شادی کرو۔۔

اور خوشحال زندگی گزارو

حارث کتنی ہی دیر اپنے دوست کا چہرہ دیکھتا رہا۔۔

اور تم ابرام؟؟

میں؟؟ وہ رک گیا۔۔

کیا تم نہیں کرتے اس کو پسند؟؟

نہیں میں اس کو پسند نہیں کرتا۔

میں بس اُسکی عزت کرتا ہوں

تو پھر تم نے اس سے جھوٹ کیوں بولا ہے؟

کیا تم نہیں جانتے میں نے کیوں جھوٹ بولا

وہ ابھی تک شدید حیرت کا شکار تھا

میں اس کو پسند کرتا ہوتا تو کبھی اس سے

جھوٹ نہ کہتا حارث میں اپنے پسندیدہ لوگوں

سے جھوٹ نہیں کہہ سکتا

وہ مجھے اچھی ضرور لگتی ہے لیکن اس

طرح سے نہیں جیسے تم سمجھ رہے ہو

مجھے اس سے پیار محبت وغیرہ کچھ بھی

نہیں ہے اور نہ ہی ہو گا

میں بس اس کی عزت کرتا ہوں کیونکہ

وہ ایک اچھی لڑکی ہے

ابرام کی انکھیں اس کی سچائی کی گواہ تھی
مجھے نہیں پتا وہ کیا ہے مگر وہ ایسا کچھ
جانتی ہے جو وہ مجھے بتائے گی اور وہ محبت نہیں ہے۔
"اچھا ٹھیک ہے۔۔۔
حارث کو ابھی بھی یقین نہیں ایا تھا
تم کر دو اس کو پروپوز یا پھر میں بات
چلاؤں حارث
وہ اب دوستوں کی طرح حارث کو چھیڑ رہا تھا
نہیں رہنے دو تمہاری بہت مہربانی اتنا بڑا
احسان نہ کرنا۔۔
پھر وہ مسلم ہے کبھی راضی نہیں ہو گی
oh come on bro
اس دور میں یہ سب چیزیں میٹر نہیں کرتی
حارث کچھ نہیں بولا وہ اس وقت ذہنی طور پہ
الجھا ہوا تھا لیکن ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا

وہ کہتا تھا نور کے پاس اس کے لیے کچھ ہے
ہاں وہ صحیح کہتا تھا
مگر نہ تو نور اور نہ ہی وہ خود جانتا تھا کہ

وہ کیا ہے۔۔؟
وہ اندھیرے میں روشنی جیسی تھی
اور ماہ نور ابرام کے لیے روشنی تھی
۔ہدایت کی روشنی

اس نے خواب دیکھا جنگل تاریک تھا
اس کے پاؤں سوکھے پتوں پر تھے
جن سے چڑ چڑاہٹ پیدا ہوئی اور اس نے جھک کے دیکھا۔۔۔
نیچے پتے تھے۔۔ سوکھے پتے۔۔
وہ وحشت سے ان کو دیکھ رہا تھا اور پھر آنکھ کھول گئی
وہ حیرت زدہ اٹھ کر بیٹھ گیا تھا!!!
بنا گھڑی دیکھے بھی وہ جانتا تھا کہ کیا
وقت ہو رہا تھا
وہ عجیب سی کیفیت میں اٹھا اور باہر نکل گیا
جانے سے پہلے اس نے پیسوں سے اپنی جیب بھری تھی
ہر روز کی طرح اس کو کھڑکی سے دیکھا جا رہا تھا
پر وہ بے خبر رہا
ذہن اج بے حد الجھا ہوا تھا

یہ اخری کلاس سے پہلے کا وقت تھا
وہ لائبریری میں بالکل اس کے سامنے بیٹھی تھی
اور ان سے پیچھے ایک اور فرد
جس کی موجودگی سے یہ دونوں بے خبر تھے
ہم شروع کریں؟
وہ مسکرا رہا تھا البتہ انکھیں دکھ رہی تھیں
اور چہرے پہ ایک تناؤ سا تھا
اس لڑکی نے انکھیں جھکی رہنے دیں اور سر ہلایا
اب وہ اس کی استانی تھی
اپ نے کون کون سی نماز پڑھی ہے؟
سپاٹ سے لہجے میں سوال کیا گیا
آ۔۔ نہیں
وہ پتہ نہیں کیوں پشیمان سا ہوا
کیوں نہیں پڑھی؟
بس۔۔ ایسے ہی
بس ایسے ہی؟ ایسے ہی اپ نے نماز چھوڑ دی
اس کی اواز میں اب افسوس واضح نظر ا رہا تھا
اب وہ اس لڑکی کو کیا بتاتا کہ وہ تو سرے

سے ہی مسلمان نہیں ہے
جی۔۔بس۔۔کیا ہم نماز کے علاوہ کوئی
بات کر سکتے ہیں؟؟
نہیں
اس نے قطعیت سے کہا
اگراپ کو میری بات نہیں ماننی تو ہم
اس کو یہیں ختم کرتے ہیں میرے پاس
کچھ نہیں ہے اپ کو بتانے کو۔۔
وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔۔
وہ سمجھتی تھی کہ نماز ہی پہلا
موضوع ہے
جس پر اس نے ابرام سے بات کرنی ہے۔۔
لیکن وہ غلط تھی۔۔
وہ نماز سے پہلے کا بھی نہیں جانتا تھا
نہیں پلیز۔۔۔وہ جیسے بے چین سا ہوا
میں کل سے پڑھوں گا۔۔۔پر امس
وہ لڑکی اٹھتے اٹھتے بیٹھ گئی
ہم نماز کو نہیں چھوڑ سکتے ابرام
وہ اب نرمی سے اس کو سمجھا رہی تھی۔۔

جی جانتا ہوں۔۔

اسے اب کل والا سبق یاد ایا

نماز بہت ضروری ہے یہ ہمیں جنت تک

لے کے جاتی ہے

جنت۔۔۔؟

وہ پوچھنا چاہتا تھا کہ جنت کیا ہوتی ہے

لیکن وہ خاموش رہا۔۔۔

جنت۔۔ان سے پیچھے بیٹھے فرد نے

زیر لب یہ حرف دہرایا

نور نے بیگ سے ایک پیج نکالا اور اس

کے سامنے کر دیا۔۔

اس پر لکھا تھا

گنہگاروں سے پوچھا جائے گا کون سی

چیز تمہیں جہنم میں لے گئی اور وہ

کہیں گے ہم نماز کے پابند نہیں تھے

جہنم۔۔

یہ جہنم کیا ہوتی ہے؟

جنت کے برعکس جو جنت میں ہوتا ہے

وہ دوزخ میں نہیں ہوتا۔۔۔

اور جنت میں کیا ہوتا ہے؟
سوال کیا گیا
ایک پل کے لیے وہ بھول گیا کہ اس نے
کوئی جھوٹ بول رکھا تھا۔۔۔
وہ چپ سی ہو گئی۔۔۔
میرا مطلب ہے میں نے اپ سے کہا تھا
نا کہ مجھے کچھ بھی نہیں اتا۔۔
مجھے کچھ بھی نہیں پتہ ماہ نور۔۔
اس نے کتاب سے نظریں نہیں ہٹائی
اپ کی نیکیوں کا ریوارڈ ہوتا ہے جنت میں
اپ کوئی بھی نیکی کریں گے اسے
لکھ لیا جائے گا
اور پھر اس کا ریوارڈ ملے گا
نیکی جیسے کہ نماز
نماز تو فرض ہے اپ کو اس کو پڑھنا ہی ہے
یہ نیک کاموں میں شامل ہے لیکن واحد
یہ ایک نیک کام نہیں ہے
اور جو نماز نہیں پڑھتے وہ کہاں جائیں گے؟
ظاہر سی بات ہے جہنم میں

لیکن جیسا کہ میں نے کہا صرف نماز ہی
ایک نیک کام نہیں ہے اور بھی بہت سارے
نیک کام ہیں
اور جہنم میں کیا ہوتا ہے نور؟
ایک لمحے کے لیے اس کا دل بے ساختہ
خوف سے دھڑکا
اچھا ہوتا اگر وہ یہ سوال نہ پوچھتا
جہنم برے لوگوں کا ٹھکانہ ہے وہاں سزا ملتی ہے
گناہوں کی سزا
اور یہ بہت دردناک ہوتی ہے
ابرام کے رونگٹے کھڑے ہو گئے
وہاں اگ ہوتی ہے

اب وہ کتاب کے بجائے اس کا چہرہ دیکھ
رہی تھی جو زرد ہو چکا تھا
اور سب سے اہم بات یہ
کہ یہ سب کچھ دوزخ میں ہمیشہ
کے لیے ہوتا ہے
اس کا کوئی، خاتمہ نہیں ہوتا

یہ سزا ہمیشہ کے لیے ملتی ہے
لیکن ہم اپنے نبی کی امت ہیں
ہم نے خدا کو چہرہ دکھانا ہے
ہمیں گناہ نہیں کرنے۔۔۔
اور جو ابھی ہے وہ ہمیشہ کے لیے نہیں ہے
لیکن جو اگلے جہان میں ہو گا وہ ہمیشہ کے لیے ہو گا
ہمیں اچھا ریوارڈ لینا ہے
اور وہ۔۔وہ بس سانس روکے سن رہا تھا
وہ "ہمیشہ پہ اٹک گیا تھا
لفظ جہنم۔۔
سینے میں تیر کی طرح لگا تھا۔۔۔
اسے ایک دم تکلیف ہونے لگی۔۔
اب میں چلتی ہوں۔۔۔
وہ اب موبائل کو دیکھ رہی تھی۔۔
نہیں۔۔
وہ خوفزدہ ہوا
ایسے چھوڑ کے نہ جائیں پلیز۔۔
انکھوں میں منت در ائ
لیکن مجھے دیر ہو رہی ہے اس نے ایک

بار پھر موبائل کی سکرین کو دیکھا۔۔
جہاں عنایہ کا میسج اس کو پریشان کر گیا تھا
مجھے سکون نہیں ہے۔۔۔میں۔۔
مجھے۔۔۔پلیز اپ۔۔نور
لفظ بکھر رہے تھے۔۔
پیشانی پہ پسینہ ارہا تھا اور۔۔
اور وہ خوفزدہ تھا
وہ لفظ "جہنم" سے خوفزدہ تھا
اپ نماز پڑھیں گے سب ٹھیک ہو جائے گا
وہ یہ کہہ کر تیزی سے اٹھی اس کو
ہاسٹل جانا تھا۔۔۔
وہ چلی گئی تھی۔۔
اور وہ وہیں رہ گیا۔۔۔
اس کا جسم ہولے ہولے کانپ رہا تھا

وہ گھبرائی ہوئی ہاسٹل پہنچی عنایہ کا
میسج ایا تھا اس کو پتہ تھا کہ مسئلہ
بڑا ہے اس کے نام کسی نے کچھ بھیجا تھا۔۔

وہ اس دن گھبرا گئی تھی جب ابرام اس کے
لیے چاکلیٹ لایا تھا۔۔۔
وہ کمرے میں داخل ہوئی تو دیکھا ہر
طرف پھول ہی پھول تھے۔۔۔
سرخ رنگ کے خوبصورت پھول۔۔۔
یہ۔۔۔ پھول۔۔۔؟
وہ وحشت سے انہیں دیکھ رہی تھی
کچھ دیر پہلے ہی گارڈ دے کر گیا ہے عنایہ بولی
ویسے ماہ نور کوئی تم پہ اتنا خرچہ
کیوں کر رہا ہے کسی کا دل تو نہیں اگیا تم پہ۔۔۔
چپ کرو عنایا۔۔۔ جنت نے اس کو ٹوکا
تم بیٹھو نور۔۔۔
یہ پھول کہاں سے ائے ہیں جنت
گارڈ انکل ائے تھے کہ روم نمبر 66 کی
ماہ نور کے لیے یہ پھول ہیں۔۔
لیکن مجھے کیوں کوئی بھول بھیجے گا
میں یہاں کسی کو نہیں جانتی وہ اب
رونے والی ہو گئی تھی
دیکھو نور ہو سکتا ہے تمہارے کسی

رشتہ دار نے بھیجے ہوں یا تمہارے
پاپا کے کوئی فرینڈ ہوں
ہمارے کسی بیرون ملک میں کوئی
رشتہ دار نہیں ہے جنت اور اگر پاپا کے
کوئی دوست ہوتے تو پاپا مجھے پہلے
بتاتے فون پہ لیکن جو بھی ہے اگر پاپا کے
دوست بھی ہوتے تو وہ مجھے کیوں پھول
اور چاکلیٹس بھیج رہے ہیں۔۔۔
تو پھر کون ہو سکتا ہے۔۔۔؟؟
کیا اج تمہاری سالگرہ ہے ماہ نور۔۔ عنایا بولی۔۔
پھولوں میں کارڈ بھی تھا
اس نے نور کو کارڈ تھمایا اس میں ہیپی
برتھ ڈے ماہ نور لکھا تھا۔۔
اس نے بے دلی سے کارڈ کو پکڑا
ہائے اللہ نور کوئی تم سے خاموش محبت
کرتا ہے عنایہ ایک بار پھر بولی
کاش مجھ سے بھی ایسی کوئی گونگی
بہری محبت میں مبتلا ہوتا۔۔۔
جس نے یہ پھول بھیجے ہیں وہ مجھے

پسند نہیں کرتا عنایا
اس نے اب خود کو قابو کر کے پر سکون
انداز میں بولی۔۔۔
مجھے پھولوں سے الرجی ہے یہ میری
سناس کو اور میری سکن کو ایفیکٹ کرتی ہیں۔۔
اور مجھے چاکلیٹ بھی نہیں پسند مجھے
میٹھا کھانا پسند نہیں ہے۔۔۔
اور مجھے یہ چیزیں بھیجنے والا پسند نہیں
بلکہ ناپسند کرتا ہے۔۔۔
مگر کیا اج تمہاری سالگرہ ہے نور جنت بولی
ہاں پیپر کے اکارڈنگ میری سالگرہ ہے لیکن
میری اج سالگرہ نہیں ہے۔۔۔۔
پیپرز میں میری برتھ ڈیٹ اج کی ہے
لیکن یہ اصلی نہیں ہے۔۔۔
یعنی اس شخص کے پاس تمہارے
ڈاکیومنٹس ہیں۔۔
ہاں۔۔۔وہ سہمی سہمی عنایہ کے ساتھ
جا کر بیٹھ گئی
پر تمہیں کوئی ناپسند کیوں کرے گا کون

ہو سکتا ہے یہاں پر تمہیں میرے اور عنایہ
کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا صوفیہ
جانتی ہے لیکن وہ ایسی حرکت کیوں کرے گی
دو اور بندے بھی اس کو جانتے ہیں عنایہ بولی۔۔
ایک تو وہ حارث۔۔وہ شریف لڑکا ہے وہ
ایسی حرکت نہیں کر سکتا

دوسرا وہ میسنا۔۔ابرام سکندر۔۔وہی یہ
کر سکتا ہے مجھے اسی سے یہ امید ہے
یہ ضرور اسی کی حرکت ہے۔۔۔
وہی تمہیں تنگ کرنا چاہتا ہے نور
نہیں وہ ایسا نہیں ہے۔۔دل نے اس کی
طرف داری کی
وہی ہے اس سب کے پیچھے نور دیکھ لینا
ایک دن تم سب جان لو گی
عنایہ کے اندازے اتنے غلط نہیں ہوتے تھے
لیکن یہ بھی صحیح تھا کے ابرام ایسا نہیں تھا نور میں دل۔۔نے گواہی دی تھی
لیکن یہ طے تھا کہ نور اس کی بات
نہیں مانے گی
نہیں عنایا وہ دونوں ایسے نہیں ہیں

جنت بولی

میں بھی تو یہی کہہ رہی ہوں جنت وہ
دونوں ایسے نہیں ہیں صرف ابرام ایسا لگتا ہے
وہ لڑکا مجھے مشکوک لگتا ہے۔۔۔
تمہیں غلط فہمی ہے عنایہ ایسا کچھ
نہیں ہے

تم دونوں لڑنا بند کرو اور یہ بتاؤ کہ
اب میں کیا کروں۔۔۔
پاپا یہاں ہوتے تو ان کو بتا دیتی لیکن
اب یہاں پر ہمارا کون ہے جس کو میں اپنا
مسئلہ بتاؤں
نور تمہیں حارث کو بتانا چاہیے سب کچھ
وہ تمہاری مدد کرے گا اس کی بات
پر وہ فوراً اچھلی
جنت مجھے نہیں چاہیے اس کی مدد
میں اس کے پاس نہیں جاؤں گی مدد مانگنے
تمہیں جانا ہو گا نور وہی تمہاری مدد کر
سکتا ہے یا پھر تمہیں گھر فون کر کے
سب کچھ بتانا ہو گا لیکن اس سے مسئلہ

زیادہ بڑھ جائے گا۔۔۔

اب نور چپ ہو گئی۔۔۔

وہ ابھی تک لائبریری میں بیٹھا تھا اور اس کا جسم کامپ رہا تھا دفعتاً اس کے شانوں پر کسی نے ہاتھ رکھا تو وہ یک دم چونکا۔۔۔

حارث اس کے پاس کھڑا تھا

تم ٹھیک ہو ابرام۔۔؟

ہاں شاید

یہ گہرا سانس لے کر رہ گیا

چلو اؤ اس کے پاس چلیں۔۔

کس کے پاس؟؟

اور تم کب سے ہو یہاں پہ۔۔؟

جب نور یہاں بیٹھی تھی اور تمھیں اس سے پوچھ رہے تھے کہ جہنم کیا ہوتی ہے تب سے میں یہیں پہ ہوں۔۔۔

اہ۔۔ تم۔۔ بھی نہ

چلو اؤ اس کے پاس چلے ابرام

اور اس سے کہیں کہ ہمیں کلمہ پڑھائے

ابرام نے بے یقینی سے اپنے دوست کو دیکھا

تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے نا تم اپنے مذہب

کو اس لڑکی کے لیے چھوڑ رہے ہو۔۔۔

اس کی محبت میں تم ایسا فیصلہ کر رہے

ہو تم پاگل ہو گئے ہو حارث۔۔۔

وہ لڑکی جھوٹ نہیں بولتی۔۔۔

دیوانے ہو چکے ہو تم

ابرام کو افسوس ہوا

ہر عاشق ہوتا ہے ابرام۔۔۔

کیا تم واقعی مسلمان ہو جاؤ گے؟

اس کی چہرے پہ سایہ سا گزرا کیا یہ

اتنا اسان تھا کسی کے لیے خود کو بدل لینا

ہاں میں اسلام قبول کر لوں گا

مگر اس لیے نہیں کہ میں محبت کرتا ہوں

بلکہ اس لیے کہ وہ لڑکی سچ ہی تو کہتی

ہے ہم گمراہی کے راستے پر ہیں ابرام۔۔۔

ابرام سکندر کتنی ہی دیر اس کو دیکھتا رہا

وہ پھر بھی تمہیں نہیں ملے گی حارث

چاہے پھر تم اسلام قبول کرو یا نہ کرو

اس نے پتہ نہیں کیسے کہہ دیا کیوں کہہ
دیا یہ تو چاہتا تھا کہ وہ اس کو مل جائے۔۔۔
لیکن پتہ نہیں کیوں پھر بھی منہ سے یہ نکل گیا
حارث کے چہرے پر زخمی مسکان ائی
میں جانتا ہوں۔۔۔

اور یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ کسی اور
کو پسند کرتی ہے۔۔۔
مگر اس سے کیا فرق پڑتا ہے
جو کچھ اس نے مجھے دے دیا ہے میرے
لیے وہی کافی ہے ابرام۔۔۔
وہ۔۔وہ کس کو پسند کرتی ہے ابرام فوراً بولا
میں نہیں جانتا اور جانتا ہوا بھی تو بتاؤ گا نہیں تمھیں کیوں کے تمھیں یقین تو انا نہیں ہے
تم سچ میں اسلام قبول کر لو گے
ہاں۔۔۔
ابرام سکندر اب کچھ نہیں بول پایا ایک
حرف بھی نہیں۔۔۔
کیا محبت اتنی شدید ہوتی ہے اتنی اثر
انگیز کہ انسان کچھ بھی بھول جاتا ہے۔۔۔

اپنی ذات بھی۔۔

اپنا مذہب بھی؟

room number 65

اس نے دستک دی

دروازہ کھولنے والا ابرام تھا اور سامنے نور

کو کھڑا دیکھ کر اس نے گہرا سانس لیا۔۔

اپ۔۔۔

کیسے ہیں اپ نور کو یاد ایا جب وہ اس

کو چھوڑائی تھی تب وہ پریشان تھا

اور اب بھی وہ پریشان لگ رہا تھا۔۔۔

وہ خود اس کو دیکھ کر ایک لمحے کے

لیے اپنی پریشانی بھول گئی

ٹھیک ہوں۔۔۔

اپ کو کوئی کام تھا؟

اس کا لہجہ عجیب سا ہو رہا تھا نا نرم تھا

نہ سخت بس عجیب سا۔۔۔

جی کیا حارث ہیں۔۔

نہیں۔۔"

وہ نور کو نہیں دیکھتا تھا لیکن اج دیکھ رہا

تھا باغور دیکھ رہا تھا اخر ایسا کیا تھا
اس میں
مگر وہ زیادہ دیر اسے نہیں دیکھ پایا
کچھ تھا جو اسے نور کو دیکھنے سے روکتا تھا
اچھا حارث کب تک ائیں گے ؟؟
مجھے نہیں معلوم اپ ویٹ کر لیں وہ
یہ کہہ کر دروازے سے ہٹ گیا۔۔۔
میں۔۔۔
وہ گڑ بڑائی اس کے اگے وہ ایسے ہی
گھبرا جاتی تھی
نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے بس
جب وہ ائیں تو ہمارے کمرے کا دروازہ
نوک کر دیجیے گا۔۔۔
اوکے۔۔۔
جی۔۔ وہ کہہ کر ہٹ گئی
لیکن دل نہیں ہٹا دل نے کہا وہ پریشان ہے
دل نے کہا اس سے پوچھو۔۔۔
دل نے اس کے ماتھے پہ پسینہ دیکھا تھا
دل نے اس کی پریشانی کو محسوس کیا تھا

وہ واپس اس کے دروازے پہ ائی

کیا اپ ٹھیک ہیں ؟؟

محبت کی اگ میں جلتے دل نے سوال کیا

ابرام نے مڑ کر دیکھا

پتہ نہیں۔۔

اہستہ سے کہہ کر وہ اندر چلا گیا

وہ کتنا ہی وقت یوں ہی کھڑی اسے دیکھتی رہی

اور پھر اپنے کمرے میں چلی گئی

کافی دیر اور حارث کا انتظار کرتی رہی

لیکن اس کا دروازہ نوک نہیں کیا۔۔۔

تم کہاں جاؤ گے ؟؟

ابرام اس وقت حارث کے سامنے بیٹھا

پوچھ رہا تھا

پتہ نہیں لیکن جہاں بھی جاؤں گا خالی

ہاتھ واپس نہیں اؤں گا۔۔۔

نورائی تھی تمہارا پوچھ رہی تھی۔۔۔

کیا۔۔اس کو حیرت بھری خوشی ہوئی

وہ کہاں اس کا پوچھا کرتی تھی

میں اس کو مل کے اتا ہوں وہ فورا
کمرے سے نکل گیا۔۔۔
وہ اکیلا کمرے میں رہ گیا اس کا دل
خالی خالی تھا حارث جا رہا تھا پتہ نہیں کہاں
لیکن حارث کا جانا ابرام کو اچھا نہیں لگ رہا تھا

حارث نے اس کے کمرے کا دروازہ نوک کیا
اور دروازہ نور نے ہی کھولا تھا۔۔۔
وہ دونوں امنے سامنے کھڑے تھے۔۔۔
وہ ہمیشہ چاہتا تھا کہ وہ لڑکی ہمیشہ
اس کے پاس کھڑی رہے اور وہ ہمیشہ
اس کو دیکھتا رہے لیکن یہ ناممکن تھا۔۔۔
اپ ابرام سے میرا پوچھ رہی تھی؟
میں سامان پیک کر رہا تھا جب اس نے
مجھے بتایا خیریت ہے۔۔۔
جی۔۔اپ کہیں پہ جا رہے ہیں کیا
جی۔۔۔
اچھا۔۔۔اس نے مدد مانگنے کا فیصلہ بدل دیا
اپ نے کچھ کہنا تھا۔۔

معافی چاہتا ہوں میں نے دیر کر دی
یہاں انے میں
نہیں بس میں نے پوچھنا تھا کیا یہاں
میرے علاوہ بھی کوئی ماہ نور ہے
نہیں اپ کے علاوہ کوئی ماہ نور نہیں ہے
کیوں کوئی مسئلہ ہوا ہے کیا اس نے
پریشانی سے پوچھا۔۔۔
نہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے
اب میں چلتی ہوں۔۔۔
وہ فالتو باتوں سے گریز کرتی تھی
وہ جاننے کے لیے پلٹی تو حارث نے اس کو مخاطب کیا۔۔۔
ماہ نور۔۔۔
جی۔۔۔ وہ مڑی۔۔
اور حارث کا دل چاہا کہ وہ ایک بار تو نور کے سامنے اپنا حالِ دل بیان کرے۔۔۔
ایک بار تو اس کو کہیں۔۔ کہ تم مجھے پسند ہو
بہت زیادہ پسند۔۔۔
نہیں کچھ نہیں۔۔۔
لیکن اس نے نور اور خدا میں سے خدا کو چنا تھا
اس نے ٹھان لیا تھا کہ وہ اس راستے سے نہیں ہٹے گا جو اس کو اس لڑکی نے دکھایا تھا

ہدایت کا راستہ۔۔۔

تمہارے پاپا کی کال ائی تھی۔۔۔

جانے سے پہلے وہ ابرام کو بتا رہا تھا

وہ تمہارا فون نمبر مانگ رہے تھے۔۔۔

اور مجھے امید ہے کہ تم نے نہیں دیا ہو گا۔۔۔

نہیں میں نے اُن کو تمہارا نمبر دے دیا ہے میں تمہیں اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتا تھا اس لیے میں نے اُن کو تمہارا نمبر دے دیا۔۔۔

ابرام کو یہ امید نہیں تھی لیکن اب وہ حارث کو کیا ہی کہتا۔۔۔

ٹھیک ہے میں چلتا ہوں اب حارث نے اپنے دوست کو گلے لگایا۔۔

ابرام نے بھی اس کو گلے لگاتے ہوئے پوچھا

تم واپس کب اؤ گے۔۔۔

پتہ نہیں میں نہیں جانتا۔۔۔"

الوداع کہہ کر وہ چلا گیا۔۔۔

وہ رات بھر جاگتا رہا

حارث چلا گیا تھا اور وہ کمرے میں اکیلا رہ گیا تھا

اس کو نیند نہیں ائی

ساری رات وہ بے چین رہا البتہ اس نے صبح تک خود کو نارمل کر لیا تھا۔۔

وہ لوگوں پہ اپنے اندرونی حالات ظاہر نہیں ہونے دیتا تھا یہ اس کی سب سے بڑی خوبی تھی۔۔۔

اسمان سے اندھیرا چھٹ رہا تھا وہ واپس ہاسٹل پہنچا

اج چھٹی کا دن تھا ابرام کو پینٹنگ کرنا پسند تھا تو وہ پینٹنگ کا سامان نکال کر بیٹھ گیا لیکن سمجھ نہیں ارہی تھی کہ وہ کیا پینٹ کرے۔۔۔

اسی وقت دروازہ بجا

اندر اجائیں۔۔۔

گڈ مارننگ جنت کی اواز سن کر اس نے دروازے کی سمت دیکھا۔۔۔

اوہاے گڈ مارننگ۔۔۔

ابرام ناشتے کے لیے اجاؤ۔۔۔

ناشتہ۔۔؟؟اس نے حیرت بھرے انداز میں جنت کو دیکھا

وہ ہمیں حارث کہہ کر گیا تھا کہ تمہیں بھی اپنے ساتھ ناشتے پر بلا لیں ورنہ تم بھول جاتے ہو

ٹھیک ہے میں اتا ہوں۔۔

اس نے مسکرا کر کہا

ٹھیک ہے جنت جاتے ہوئے دروازہ بند کر گئی

وہ ناشتے کے بعد بالکنی میں ایا اکثر حارث اور وہ وہاں کھڑے ہو کر چائے پیتے تھے۔۔۔

ترکیوں کی خاص چائے۔۔۔

لیکن اج بالکنی میں وہ کھڑی تھی۔۔۔

اس نے سفید رنگ کا ثقاف لیا ہوا تھا۔۔

اگر وہ کسی اور لڑکی کو وہاں پر دیکھ لیتا تو فورا چلا جاتا۔۔۔

ہاے۔۔۔

کیا میں یہاں کھڑا ہو سکتا ہوں؟

اس نے پوچھنا مناسب سمجھا

جی۔۔ وہ اس کو دیکھ کے گھبرا گئی تھی شاید

ابرام نے اس کی طرف نہیں دیکھا نہ ہی اس نے ابرام کی طرف وہ ایک دوسرے کو نہیں دیکھتے تھے

ہم نے کل سبق وہیں چھوڑ دیا تھا کیا اپ کے پاس وقت ہے اج۔۔؟؟

نہیں اج وقت نہیں ہے۔۔۔

اس کی اواز میں گھبراہٹ نہیں تھی

حارث کہتا تھا وہ بیمار ہے

کیا واقعی ہی وہ بیمار تھی یا پھر یہ اندھا تھا۔۔

وہ بال کنی سے ہٹنے لگی اور پھر رک گئی

اپ ٹھیک ہیں۔۔۔

پوچھنا تو فرض تھا۔۔۔

میں رات بھر نہیں سو پایا نور

ویسے تو یہ بات اس لڑکی کو بتانے والی نہیں تھی

لیکن شاید اسی کو بتانے والی تھی

میں بھی نہیں سو پاتی ابرام۔۔۔

اس نے دل میں سوچا

لب ساکت رہے اور وہ بالکنی سے ہٹ گئی

ہٹ جانے میں ہی عافیت تھی کہ دل بے قابو ہو رہا

اس رات اس نے پھر خواب دیکھا

وہ سوکھے پتوں کو عجیب طرح سے دیکھ رہا تھا پھر اس نے کسی کی اواز سنی شاید کسی پرندے کی اواز۔۔۔

اس نے اوپر کی طرف دیکھا درخت پر ایک چھوٹا سا پرندہ بیٹھا تھا۔۔۔

ابرام حیرت سے اس کو دیکھنے لگا

اس کو اپنے علاوہ کسی اور کو وہاں دیکھ کر سکون ملا تھا۔۔۔

وہ پرندہ یک ٹک اس کو دیکھے جا رہا تھا

اس نے غور سے دیکھا تو شاید وہ پرندہ زخمی تھا۔۔۔

اس کے پروں پہ خون لگا تھا

اس نے ہاتھ بڑھایا تا کہ وہ اس کو پکڑ سکے

لیکن اسی لمحے اس کی انکھ کھل گئی۔۔۔

وقت دیکھا تو یونیورسٹی جانے کا ٹائم ہو چکا تھا۔۔۔

تیار ہو کر وہ یونیورسٹی کے لیے نکل گیا

اس کو سیڑھیوں پر ہی عنایہ اور جنت نظر اگئی تھی یہ ان کے پاس سے گزر جانا چاہتا تھا لیکن جنت نے اس کو روک لیا۔۔۔

ابرام تم نے ناشتہ نہیں کیا۔۔۔؟

میں نے روم میں ہی منگوا کر کر لیا تھا

اچھا ٹھیک ہے وہ یہ کہہ کر اگے نکل گئ

جبکہ عنایا بار بار پلٹ کر اس کو گھور رہی تھی

میسنا۔۔۔

عجیب۔۔ابرام نے ان کو دیکھ کر دل میں سوچا

وہ تینوں ایک دوسرے سے بالکل مختلف تھی

لیکن کچھ تھا جو ان تینوں میں ایک جیسا تھا

اخری کلاس سے پہلے وہ لائبریری میں موجود تھی

وہ کوئی کتاب پڑھ رہی تھی۔۔۔

وہ مسکراتا ہوا اس کے سامنے والی نشست پر بیٹھ گیا۔۔۔

السلام علیکم۔۔

نور نے سلام کیا۔۔۔

اس نے وہ کتاب بند کر کے بیگ میں ڈالی وہ بیگ ہمیشہ خود سے اونچی جگہ رکھتی تھی

اپ کیا پڑھ رہی تھی۔۔قران پاک؟؟

وہ ذہین تھا اس نے کتاب کے بڑے بڑے حرف پڑھ لیے تھے۔۔۔

جی اپ کو بھی پڑھنا چاہیے

اس میں کیا ہوتا ہے نور؟

ہدایت۔۔۔

اپ کو کیا چاہیے ابرام۔۔؟

مجھے۔۔۔مجھے معلوم نہیں۔۔۔

اپ کو سکون چاہیے۔۔۔
وہ جانتی تھی اس کو
اپ نے کہا تھا اپ رات بھر نہیں سو پائے کیا کوئی بے چینی ہے۔۔۔؟
اور یہ وقت تھا جب وہ بھول جاتی تھی کہ وہ ابرام کے بارے میں کیا سوچتی ہے
ابرام نے اسبات میں سر ہلایا
کیا۔۔۔
یہی تو مجھے نہیں معلوم
کیا اپ مجھے قران پڑھ کے سنا سکتی ہیں اس میں کیا لکھا ہے؟؟
وہ کسی معصوم بچے کی طرح اس کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے اس کو مدد کی ضرورت ہو
اس کو واقعی ہدایت کی طلب تھی۔۔۔
اور پھر وہ اس کو قران پڑھ کے سنانے لگی وہ ساتھ ساتھ ترجمہ کر رہی تھی تاکہ اس کو سب سمجھ ائے۔۔۔
اور وہ لڑکی جو اس کے سامنے بیٹھے کچھ پڑھ رہی تھی وہ اس کے ذہن میں سیو ہو رہا تھا
وہ اس کے دل میں اتر رہا تھا۔۔۔
وہ کلام اس کو متاثر کر رہا تھا
وہ الفاظ ابرام کو اپنے سحر میں لے رہے تھے
اج کے لیے بس اتنا ہی۔۔۔ نور بولی
اس نے قران بند کیا۔۔۔
اب روز مجھے یہ پڑھ کے سنا سکتی ہیں

جی میں اپ کو یہ سنایا کروں گی وہ یہ کہہ کر اٹھنے لگی پھر رک گئی۔۔۔

اپ کو یاد ہے نا ہم نے کیا پڑھا ہے۔۔؟؟

اس نے کھوئے کھوئے انداز میں اسبات میں سر ہلایا وہ ابھی تک اس کلام کے سحر میں تھا

جنت اس کے لیے کافی لے ائی تھی

یہ یونیورسٹی کے بعد کا وقت تھا۔۔۔

کافی کی ضرورت نہیں تھی۔۔۔ وہ شرمندہ سا ہوا

ہر کام ضرورت کے لیے نہیں کیا جاتا ابرام

ہمم۔۔اس نے اس بات میں سر ہلایا

اچھا کیا تم اپنے نوٹس میرے ساتھ شیئر کر سکتے ہو میں ریڈ کرنا چاہتی ہوں۔۔۔

ہاں کیوں نہیں اپ کو کب چاہیے۔۔؟؟

تم جب فری ہوئے تو مجھے واٹس ایپ کر دینا۔۔۔ ٹھیک ہے میں کر دوں گا۔۔۔

نمبر ہے نا تمہارے پاس میرا۔۔۔

ہاں جی حارث جانے سے پہلے دے گیا تھا

ٹھیک ہے وہ یہ کہہ کر پلٹنے لگی اور پھر رک گئی ایک نظر باغور اس نے ابرام کو دیکھا اس کو

وہ کمرے کے پھول یاد ائے۔۔۔

وہ سادہ سا لڑکا لگتا تھا۔۔۔

وہ لاپرواہ بھی لگتا تھا ہمہ وقت اس کے ماتھے پر بال بکھرے رہتے تھے۔۔۔

لیکن شاید وہ برا نہیں تھا۔۔۔

کیا تمہارے پاس نور کا نمبر بھی ہے۔۔۔؟؟

جی۔۔۔

اچھاوہ الجھ سی گئی کیاوہ پھول ابرام نے بھیجے تھے کیاوہ بھی ماہ نور کو۔۔۔۔

کیاہوااپ کو۔۔؟؟ چلیں۔۔۔

جی۔۔وہ اس کے ہمراہ اگے بڑھ گئی

واپسی پر جنت اور ابرام ایک ساتھ ہی باہر نکلے

وہ باہر کھڑی جنت کا انتظار کر رہی تھی۔۔

نور عنایہ کہاں ہے۔۔۔

وہ ہاسٹل چلی گئی ہے کہتے کہتے وہ ادھر اُدھر دیکھنے لگی سارا اعتماد ہوا بن کے اڑ چکا تھا

چلو پھر ہم بھی چلتے ہیں۔۔۔

تم اؤگے ابرام۔۔۔؟

نہیں مجھے کہیں اور جانا ہے ابھی۔۔

میں اپ کو نوٹس بھیج دوں گا۔۔

چلو ٹھیک ہے او کے بائے۔۔۔

بائے۔۔۔

خدا حافظ نور۔۔۔

اس نے جانے سے پہلے ہاتھ ہلایا تھاوہ خود نہیں جانتا تھا کہ اس نے خدا حافظ کیسے کہہ دیا۔۔

وہ جو ادھر اُدھر کا جائزہ لے کر اپنا وقت گزار رہی تھی اس کے لبوں سے اپنا نام سن کر مشکل میں پڑ گئی۔۔۔

خدا حافظ۔۔۔

وہ دھیمی اواز میں کہہ کر اپنا سر جھکا گئی

حارث ہوتا تو وہ پہچان لیتا کہ وہ مشکل میں پڑ گئی ہے۔۔۔

پر وہ نہیں جانتا تھا۔۔۔

وہ اس کو دیکھتا ہی کہاں تھا۔۔۔

جس سے ہم محبت کرتے ہیں شاید وہ ایسا ہی ہوتا ہے اپنے اپ میں مگن لاپرواہ سا۔۔۔

وہ تنہائی چاہتا تھا ایسی تنہائی جس میں وہ نور کی باتوں پہ غور کر سکے۔۔۔

تب ہی وہ کسی عام سے ہوٹل میں چلا گیا۔۔۔

سکون کے لیے الگ سے ایک کونے میں بیٹھ گیا۔۔۔

تبھی اچانک اس کا فون بجا۔۔۔

موبائل کی اسکرین پر اس کے بابا کا نام چمک رہا تھا

وہ اس کے بابا کی کال تھی اس کے اصحاب تن گئے۔۔۔

وہ تو ان سے بات ہی نہیں کرنا چاہتا تھا وہ کبھی بھی ان سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

اس نے اپنا موبائل پاور اف کر دیا۔۔۔

اور شاید یہی اس کی سب سے بڑی غلطی تھی سب سے بڑی بھول تھی۔

جو شاید اس کو مشکل میں ڈالنے والی تھی

وہ تھکا ہوا الگ رہا تھا وہ نور کی باتوں کو سوچنا چاہتا تھا لیکن اس کی ساری سوچیں ہوا بن گئی تھی

اس نے ڈرنک کا گلاس اپنے لب سے لگا لیا
اس وقت وہ صرف اپنے دماغ کو سکون میں لانا چاہتا تھا
اور پھر اس رات اس نے دوسری بار خواب میں دلدل دیکھی تھی

اس کے ہر طرف گہرا اندھیرا تھا
جنگل کا نام ونشان نہیں تھا بس ہر طرف اندھیرا تھا۔۔۔
اس نے قدم اٹھایا تو اپنے پاؤں کے نیچے کچھ گیلا سا محسوس کیا۔۔۔
وہ کیچڑ تھا۔۔۔
اور اندر کچھ اور بھی نظر ایا وہ مرا ہوا جانور تھا۔۔
جس کی بدبو سے اس کا وہاں کھڑا رہنا محال ہو رہا تھا۔۔۔
اس کے پاؤں اس کیچڑ میں دھنستے جا رہے تھے اور وہ بے بسی سے اسے دیکھ رہا تھا انکھوں میں انسو لیے۔۔۔
اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتا تھا وہ تنہا تھا اکیلا تھا انسو اب رخسار تک اپہنچے تھے۔۔
اور پھر اچانک اس نے ایک اواز سنی
کوئی پرندہ اس کے سر کے ذرا اوپر چہچہا رہا تھا۔۔
اور اس کی انکھ کھل گئ

اس کی سناس بھولی ہوئی تھی۔۔

اس نے کمرے میں ہر طرف دیکھا وہاں کوئی نہیں تھا لیکن اندھیرا تھا۔۔۔

وہ تیزی سے اٹھا اور ہاسٹل سے باہر سڑک پر نکل ایا

وہ اپنا پھولا ہوا سانس لیے سڑک پہ چل رہا تھا جب اس کو کھڑکی سے دیکھا جا رہا تھا

وہ کھڑکی سے اس کو دیکھ رہی تھی

وہ پریشان تھا

اس کو بھی پریشانی ہوئی۔۔۔

اور پھر وہ قران پڑھتے پڑھتے رو بڑی

یا اللہ اس کے دل کو شفا دے دے

اس کو سکون دے دیں اس کی مشکلیں حل کر دے

وہ اس کے لیے دعا مانگ رہی تھی۔۔

ہاں وہ ابرام سکندر کے لیے دعا مانگ رہی تھی

وہ اپنے محبوب کے لیے دعا مانگ رہی تھی

تجھ سے بہتر ہمارے دل کے حال کوئی نہیں جانتا

میں تجھے خفا نہیں کرنا چاہتی میرے خدا۔۔

تو اس شخص کو میرا کر دے

تو ماہ نور کو اس شخص کی روشنی سے نواز دے

اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پہ پھیرے اور پھر اپنے رخسار پہ ائے ہوئے انسو صاف کیے۔۔۔

اور وہ شخص بے خبر تھا کہ کوئی اس کے لیے اتنی دعا مانگ رہا ہے۔۔۔
اور وہ سکونِ قلب کے لیے بار کہ باہر کھڑا تھا
لیکن وہ بنا کچھ بھی لیے باہر اگیا دل نہیں مان رہا تھا دل نے انکار کیا تھا۔۔
وہ ہر روز ایک یتیم خانے جایا کرتا تھا
اور کچھ پیسے ڈونیٹ کرتا تھا اس سے دل کو سکون پہنچتا تھا
اس دن ان کی اخری کلاس نہیں ہوئی تھی اس لیے انہوں نے استنبول گرانڈ بازار جانے کا ارادہ کیا
نور ابرام کو بتانے گئی تھی کہ وہ اج اس کا انتظار نہ کرے
جبکہ جنت اور عنایہ اس کا انتظار کر رہی تھی
جنت تم دونوں مجھ سے باتیں چھپاتی ہو نا
عنایہ کو پتہ نہیں کیا خیال ایا اچانک سے پوچھ لیا سوال۔۔
ہم چاہتے ہیں تم مصیبت میں نہ پڑو تمہارے باس کی بات نہیں ہے راز رکھنا راز رکھنا بہت مشکل کام ہے عنایا راز رکھنے والے مشکل میں پڑ جاتے ہیں
عنایا کچھ نہیں بولی بس سر ہلا دیا
لیکن ماہ نور وہ ٹھیک ہے۔۔؟
عنایہ اج کچھ سنجیدہ تھی۔۔
وہ پہلے جیسی نہیں رہی جنت وہ رات کو جاگتی ہے وہ بیمار ہے وہ کمزور ہوتی جا رہی ہے۔۔۔
یہ دوست تھی فکر مند تھی۔۔۔
وہ پہلے کی طرح باتیں نہیں کرتی میں پہلے ولی ماہ نور کو بہت مس کرتی ہوں

میں چاہتی ہوں وہ پہلے کی طرح لڑائی کریں مجھ سے۔۔

وہ ٹھیک ہو جائے گی عنایہ۔۔

ایک دن سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔

عنایہ نے سر ہلا دیا

ویسے جنت تمہیں بھی لگتا ہے کہ کوئی نور کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔۔۔؟

ہو سکتا ہے اس کو وہ پھول ابرام نے ہی بھیجے ہوں جنت۔۔۔

میں نہیں جانتی اس کے پیچھے کوئی پڑا ہے کہ نہیں لیکن وہ پھول۔۔ وہ پھول ابرام نہیں بھیج سکتا

تم دونوں اس پر اتنا اعتبار کیوں کرتی ہو عنایہ کو برا لگا

ہم اس پر اعتبار نہیں کرتے لیکن وہ ایسا نہیں ہے جیسا تم سوچ رہی ہو وہ اپنے اپ میں مگن رہتا ہے وہ کسی کے بارے میں نہیں سوچتا۔۔۔

ہاں وہ میسنا ہے پورا۔۔ عنایہ نے برا سا منہ بنایا

عنایہ۔۔۔

ہاں بولو۔۔؟

ہم تینوں ایک ساتھ ائے تھے۔۔

ہم واپس بھی ایک ساتھ ہی جائیں گے۔۔۔

کچھ بھی ہو جائے ہم کبھی ایک دوسرے کو چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔۔۔۔

ہم تینوں ایک ساتھ رہیں گے کچھ بھی ہو جائے ایک دوسرے کی حفاظت کریں گے۔۔۔

عنایہ نے اس کا چہرہ دیکھا

تمہیں کچھ ہوا ہے کیا۔۔۔

مجھے کچھ نہیں ہوا پر تم وعدہ کرو ہم ایک ساتھ رہیں گے۔۔۔

تو ظاہر سی بات ہے ورنہ تم دونوں کے بغیر میں پاکستان واپس کیسے جاؤں گی۔۔۔

یہ زیادہ دیر سنجیدہ رہ نہیں سکتی تھی۔۔۔

اور جنت اچھے سے جانتی تھی کہ اس کو سنجیدہ نہ ہونے کا دورہ ہے۔۔۔

وہ ایک دوسرے کے امنے سامنے کھڑے تھے۔۔

پھر میں جاؤں۔۔؟؟

جی ٹھیک ہے جائیں۔۔۔

اپ کو کوئی سوال پوچھنا ہے۔۔۔؟!

وہ جب بھی اس کے سامنے کھڑی ہوتی تھی تو وہ سر جھکا لیتا تھا۔۔۔

وہ نہیں جانتا تھا وہ ایسا کیوں کرتا تھا

اور جب وہ بات کرتے تھے تو نظریں اس پاس کے لوگوں پر ہوتی تھی یا پھر جوتوں پر۔۔

حتی کہ لوگ رک کر ان کو دیکھتے تھے وہ اتنے پیارے لگتے تھے کہ ان کے پاس سے گزرنے والوں کے چہرے پہ خود بخود مسکراہٹ اجاتی تھی۔۔

میں اپ سے کل پوچھ لوں گا۔۔۔

ویسے اپ لوگ کہاں جا رہے ہیں۔۔؟

گرینڈ بازار۔۔۔

ویسے میں بھی وہیں جا رہا ہوں کچھ چیزیں خریدنی ہیں

اچھا۔۔۔وہ اس کو صبح کی نسبت پر سکون لگا تھا

وہ چاروں ہاسٹل کے باہر کھڑے تھے جب صوفیہ نے انہیں جوائن کیا۔۔۔
ہائے کوئی گیٹ ٹوگیدر رہے کیا۔۔۔؟
نہیں بس شہر گھومنے کا پلان ہے عنایہ بولی۔۔
ہم نے سوچا کیوں نہ ہم ایک شام کو استنبول کے نام کر دیں۔۔۔
اس کی بات پر صوفیہ اور ابرام دونوں مسکرائے تھے۔۔۔
ویسے تمہارا ڈریسنگ سینس بہت اچھا ہے عنایہ
صوفیہ اس کے کپڑوں کی تعریف کرنے لگی۔۔۔
ارے تمہارا شکریہ شکریہ
جنت اپنا پرس لینے اوپر گئی تھی
کیا تم چینج نہیں کرو گی نور ایسے ہی جانے کا پلان ہے کیا۔۔۔؟
صوفیہ نے نور کو دیکھتے ہوئے بولا
جی ایسے ہی جاؤں گی
اس نے نہ سمجھی سے صوفیہ کو دیکھا
یونیورسٹی میں تو ٹھیک ہے لیکن فرینڈز گیدرنگ میں یہ تھوڑا عجیب لگتا ہے وہ اس کو سمجھا رہی تھی
تم کم از کم حجاب ہی اتار دو تو زیادہ اچھی لگو گی۔۔
کیا۔۔
نور کو لگا جیسے اس کے سر پر اسمان اگرا ہو

اگر نور اس سے پہلے ملی ہوتی تو یقینا اس کو دو چار لگا دیتی۔۔۔ یا پھر کم از کم دو چار اس کو سنا ہی دیتی۔۔۔

لیکن کچھ بولی نہیں بس عجیب نظروں سے صوفیہ کو دیکھتی رہی۔۔

اور وہ جو ہر لمحے مسکراتا رہتا تھا

یک دم اس کے چہرے کی مسکراہٹ غائب ہو گئی

کچھ تھا جو اس کو بے حد برا لگا تھا

کوئی ایسے کیسے بات کر سکتا تھا۔۔؟

کوئی۔۔ کوئی بھی نور سے ایسے کیسے بات کر سکتا تھا

کوئی اُسکے حجاب کے بارے میں ایسے کیسے کہہ سکتا تھا

حارث کہتا تھا۔۔۔ کہ تمہیں نور سے محبت ہے

لیکن وہ غلط کہتا تھا یہ نور سے محبت نہیں کرتا تھا۔۔۔

بلکہ اس کا احترام کرتا تھا۔۔۔

وہ اس کو اچھی لگتی تھی۔۔۔

وہ اس کا ایسا احترام کرتا تھا جو محبت والے بھی نہیں کر سکتے۔۔۔

اور وہاں کھڑے کھڑے ابرام سکندر کو خبر ہو گئی کہ وہ لڑکی اس کے لیے کسی مرشد کی طرح تھی۔۔

جس کی ہر طرح کی بات مانی جاتی ہے اور جس کی توہین برداشت نہیں کر سکتے

میں مانتی ہوں نور یہ حجاب لینے کا ٹرینڈ بہت فینس ہے لیکن مجھے یہ عجیب لگتا ہے تمہیں کچھ اور ٹرائی کرنا چاہیے۔۔۔

صوفیہ ہر کوئی ٹرینڈ کے لیے نہیں کرتا۔۔۔

اور آپکو عجیب لگتا ہے تو اسکا مطلب یہ تو نہیں کے سب کو برا لگے نور ویسے بھی حجاب میں اچھی لگتی ہیں

وہ کسی کے معاملے میں دخل اندازی نہیں کرتا تھا لیکن اب کر رہا تھا۔۔۔

اوکم ان ابرام۔۔۔ تمہیں ہم لڑکیوں کا نہیں پتہ ابھی

میں۔۔ میں حجاب اللہ کے۔۔ لیے کرتی ہوں

اس نے مرجھائی ہوئی اواز میں کہا

لیکن اس کے الفاظ پر وہ تھم سا گیا۔۔

پھر تو تمہیں چہرہ بھی چھپانا چاہیے نور اس حجاب کا کیا فائدہ صوفیہ نے چوٹ لگائی تھی۔۔۔

نور کو گھبراہٹ ہوتی ہے

کب کی چپ کھڑی عنایہ سنجیدگی سے بولی

اور ویسے بھی صوفیہ یہ تمہاری طرح تو ہے نہیں کہ کٹ شولڈرز پہن کے ادھی رات کو باہر ارلکو کے ساتھ پھرے اور عنایہ نے ہنستے ہنستے صوفیہ کو چوٹ لگائی۔۔

ایک سایہ سا صوفیہ کے چہرے سے گزرا

وہ اکثر کٹ شولڈرز پہن کر ہی باہر جاتی تھی۔۔

وہ ان کو بائے بول کر واپس اوپر ہاسٹل میں اگئی

ائی بڑی سستی ماڈل۔۔۔

اس نے منہ بنا کر کہا تو ابرام بھی ہنس پڑا

کیا ہوا ہے جنت ابھی ائی تھی

تیسری جنگ عظیم ہونے والی تھی بس میرا موڈ نہیں تھا تو بچ کر چلی گئی۔۔۔

اور بندہ اس میڈم سے پوچھے کہ تمہاری زبان کہاں چلی جاتی ہے اب وہ نور کی کلاس لے رہی تھی۔۔۔

میرے سامنے تمہاری زبان ہوتی ہے نور

اور اسکو کچھ بول نہیں سکی تم

نہیں۔۔۔

اس نے گھور کر عنایہ کو دیکھا

اب وہ ابرام کے سامنے شرمندہ تو نہیں ہونا چاہتی تھی

نہیں کیا میں سچ کہہ رہی ہوں اس نے ابرام کو دیکھا تمہیں پتہ ہے ابرام اس کی زبان اتنی لمبی چلتی ہے نا کینچی کی طرح کہ بندے کی ساتھ نسلیں بھی یاد رکھتی ہیں۔۔۔

جی میں جانتا ہوں۔۔۔

اس کو یاد تھا کہ پہلے دن وہ پروفیسر کے لیے کیا کچھ فرما رہی تھی۔۔۔

بیڑا غرق ہو کمینی۔۔۔

اس نے دل میں عنایہ کو بولا اور جنت کے ساتھ اگے چل پڑی۔۔۔

اور پھر سارے راستے اس نے اپنا سر نہیں اٹھایا۔۔

اوپر سے وہ ظالم ہنستا ہی جا رہا تھا۔۔

وہ تیز تیز کدم اٹھاتی اس سے دور جانا چاہتی تھی۔۔۔

وہ کیب کے ذریعے گرینڈ بازار پہنچے وہاں رش حد سے زیادہ تھا۔۔

ابرام کو پینٹنگ برشز خرید نے تھے۔۔

تو وہ جا چکا تھا۔۔۔

وہ تینوں ایک شاپ میں داخل ہوئیں اور اپنے لیے چیزیں خرید نے لگی جو ان کو چاہیے تھی۔۔۔

دو دو سال کے بچوں کی چیزیں ہیں ایسے لگ رہا ہے عنایہ کو کچھ بھی پسند نہیں ارہا تھا۔۔

کیونکہ یہاں کے لوگ خود کو بچہ ہی سمجھتے ہیں۔۔

جنت بولی۔۔۔

اچھا وہ کیوں عنایہ کو حیرانگی ہوئی تھی۔۔

کیونکہ ان کی پرورش ہماری اماؤں نے نہیں کی

کہ ہم 20 کے ہو جائیں اور ہمیں 40 سال کا سمجھانا شروع کر دیں۔۔۔

یہ لوگ 40 سال کے ہو جاتے ہیں اور خود کو 20 کا سمجھتے ہیں۔۔۔

فٹے منہ ہی ہے ان کا کمینی عوام۔۔۔

عنایہ منہ بنا کر بولی

تم کتنے بگڑ گئی ہو عنایہ

اس طرح سے کون کہتا ہے کسی کو

نور نے اس کو ٹوکا نہ جانے کیوں اس کو برا لگا تھا

کیوں تمہیں کیا مسئلہ ہے میں جو بھی کہوں؟؟

دفع ہو جاؤ تم بد تمیز۔۔۔

نور اس کو گھورتے ہوئے بولی۔۔۔

اللہ معافی کتنی بگڑ گئی ہو تم نور کوئی کہتا ہے کسی کو ایسے عنایہ اسی کے انداز میں بولی

وہ فقط اس کو آنکھیں دکھا کر رہ گئی

شاپ سے نکلتے ہوئے ایسے ہی نور کی نظر ایک چیز پر ٹھہر سی گئی۔۔۔۔

وہ ایک کالے رنگ کی شرٹ تھی۔۔۔

کیا ہوا ہے ماہ نور

اس کو وہاں ساکت کھڑا دیکھ کر جنت اس سے بولی۔۔۔

مجھے یہ شرٹ خریدنی ہے وہ شرٹ اسے نظر نہیں ہٹا رہی تھی

ٹھیک ہے لیکن یہ تو لڑکوں والی ہے۔۔۔

کیا میں اس کو خرید لوں۔۔؟؟

اور پھر جنت کو سمجھ آگئی کہ وہ کس کے لیے لے رہی ہے

ٹھیک ہے جیسے تمہیں صحیح لگے۔۔۔

اب یہ کس کے لیے ہے عنایہ پھر سے منہ بناتے ہوئے بولی

یہ اپنے بھائی کے لیے خرید رہی ہے۔۔۔

جنت جانتی تھی کہ نور کے لیے جھوٹ بولنا مشکل تھا سو اس لیے اس نے جھوٹ بول دیا۔۔۔

یہ میں ابرام کے لیے لے رہی ہوں۔۔۔

وہ جھوٹ سے ڈرنے والی لڑکی نے سچ بول ڈالا۔۔

عنایہ کو تو جیسے ہارٹ اٹیک اتے اتے رہ گیا
اللہ اللہ ماہ نور۔۔اب تم اس لڑکے کے لیے اتنا خرچہ کرو گی۔۔۔
نور اس کو انکھیں دکھاتی ہوئی اگے بڑھ گئ۔۔۔
سارے راستے عنایہ نور کو اس شرٹ کے لیے سناتی رہی۔۔۔
یہ تینوں ہاسٹل واپس اکر بیٹھی ہی تھی
کہ جنت کو انجانے نمبر سے فون ایا۔۔
کیا اپ تینوں ہوسٹل پہنچ گئ ہیں؟؟
وہ ابرام کا فون تھا لیکن کسی نئے نمبر سے۔۔۔
اپ نے نمبر چینج کر لیا ہے۔۔۔
اُس دن جس نمبر سے اس نے نوٹس بھیجے تھے وہ اور تھا۔۔۔
جی چینج کیا ہے۔۔۔
جنت نے پوچھنا مناسب نہیں سمجھا کہ کیوں چینج کیا ہے۔۔۔
لیکن ابرام نے اپنے بابا کی وجہ سے نمبر بدل لیا تھا کے بار بار فون نہ کریں
جی ہم پہنچ گئے ہیں ہاسٹل۔۔۔ شکریہ۔۔۔
اور پھر ابرام نے فون رکھ دیا
اب نور سوچ رہی تھی کہ وہ شرٹ کو کہاں پر رکھے
جا کر دے اؤ یہ شرٹ اس کو ورنہ میرا دماغ خراب ہوتا رہے گا۔۔۔
عنایہ نے ایک بار بھی نہیں پوچھا تھا
کہ وہ یہ شرٹ ابرام کو کیوں دے رہی ہے۔۔۔

اس کو باتوں کی گہرائی میں جانا پسند نہیں تھا اور اگر کسی بات کی گہرائی میں جاتی بھی تھی تو جتلاتی نہیں تھی

کیوں دے اؤں۔۔۔

ابھی نہیں دینی مجھے۔۔۔

اس نے نہایت خیال سے شرٹ کو الماری میں رکھا

اگر تمہاری اس شرٹ کو چوہے کھا گئے تو۔۔

عنایہ بالوں کا جوڑا بناتے ہوئے بولی

چوہے تو نہیں کھائیں گے لیکن مجھے لگتا ہے کہ اس شرٹ پر ایک چوہیا کی نظر ضرور ہے۔۔۔

اور اگر اس چوہیا نے کھائی یہ شرٹ تو میں اس کا سارا سامان کھڑکی سے باہر پھینک دوں گی یا پھر اگ لگا دوں گی۔۔۔

عنایہ کو تو صدمہ لگ گیا۔۔۔

بہت بڑی کمینی ہو تم۔۔۔

ہاں مجھے پتہ ہے اس نے مسکراتے ہوئے کندھے اچکائے۔۔۔

وہ خاموش سڑک پہ۔۔ایک بینچ پہ بیٹھا تھا۔۔

وہ ایسا تھا کہ چھوٹی سی بات پہ بھی جب تک یقین نہ اجائے تب تک مانتا نہیں تھا۔۔۔

اور پھر یہ تو ایک ایسے وجود پر یقین کرنے کی بات تھی جو تھا ہی نہیں۔۔۔

یہ ابرام سکندر کی سوچ تھی۔۔۔

لیکن ماہ نور تو۔۔۔سارا کچھ نور پر اکر ٹھہر جاتا تھا۔۔۔

نور کا یقین اپنے خدا کے لیے اتنا پختہ کیوں تھا؟؟
اگر سچ میں خدا ہے تو پھر مجھے نظر کیوں نہیں اتا مجھے محسوس کیوں نہیں ہوتا وہ یہ انکھیں بند کرتے ہوئے دل میں سوچ رہا۔۔۔
وہ اس وقت نہایت پریشانی کہ عالم میں انکھیں بند کر کے بیٹھا تھا جب اچانک کوئی شے اس کو چھو کر گزری اس نے انکھیں کھول دی۔۔۔
وہ سرد ہوا کا جھونکا تھا۔۔۔
پھر گہرا سانس لیتے ہوئے اٹھا۔۔۔
اور الجھتا ہوا ہاسٹل واپس اگیا۔۔۔
ان سب باتوں میں اس کا ذہن الجتا جا رہا تھا
گھر اکر اپنے بستر میں لیٹا اور سوچتے سوچتے انکھ لگ گئی البتہ اس کو کوئی خواب نہیں ایا تھا۔۔۔۔
اگلی صبح اخری کلاس سے کچھ وقت پہلے جب وہ لائبریری میں بیٹھے تھے تو اس نے نور سے پوچھ ہی لیا۔۔۔
اپ حجاب کیوں پہنتی ہیں۔۔؟؟
یہ سوال اتنا اچانک تھا کہ نور کو سمجھ نہیں ائی
میں۔۔ میں اللہ کے لیے۔۔۔
آہ۔۔ پھر سے اللہ۔۔۔ اس نے پہلو بدلا۔۔
اور اللہ کیوں چاہتے ہیں کہ اپ حجاب کریں اپ چھپ جائیں۔۔ اپ لوگوں کے لیے گمنام ہو جائے۔۔؟

کیونکہ میں خاص ہوں۔۔۔

اور خاص چیزوں کو چھپا کے رکھا جاتا ہے

پردے میں رکھا جاتا ہے۔۔۔

اور میں نہیں چاہتی کہ کوئی مجھے دیکھے اور گناہ کمائے۔۔۔

اور ابرام کچھ بول نہ پایا۔۔۔

جب کے اس کا دل بے حد زور سے دھڑک رہا تھا

کیا نور سے بڑھ کر بھی کوئی نیک ہو سکتا تھا کوئی پاک صاف ہو سکتا تھا۔۔۔

کس قدر خوش نصیب ہو گا وہ شخص جس کی قسمت میں ماہ نور لکھی ہو گی۔۔۔

اس نے دل میں سوچتے ہوئے سر جھکا لیا انکھیں نم ہو گئی تھیں۔۔۔

شاید اس کو نزلہ ہو رہا تھا۔۔

کل رات وہ دیر تک ٹھنڈی ہوا میں رہا تھا

اس نے گہرا سانس لیا اور پھر مسکرایا

تو اس ویک اینڈ اپ لوگ واپس اسلام اباد جا رہے ہیں؟؟

ہاں جی۔۔۔

انہیں کچھ وقت کی چھٹیاں تھی اس لیے انہوں نے پاکستان واپس جانے کا پلان بنایا۔۔۔

کبھی میں بھی پاکستان اؤں گا۔۔۔

اپنے لیے لڑکی ڈھونڈنے۔۔۔

اس نے کبھی کسی لڑکی سے دوستی نہیں کی تھی کبھی گرل فرینڈ نہیں بنائی تھی۔۔۔

وہ چاہتا تھا کہ اس کو کوئی ایسے ملے جو صرف اس کی ہو۔۔۔

نور کے دل میں کھنچاؤ سا پڑا۔۔

وہ فوراً اٹھ کے کھڑی ہو گئی

ٹھیک ہے میں چلتی ہوں۔۔۔

اور پھر راستے میں کتنے ہی انسو اس کی انکھوں سے گرتے رہے اس کے ملائم گالوں کو گیلا کرتے رہے۔۔

یہ بے بسی کے انسو تھے جو وہ اپنی انکھوں سے بہا رہی تھی۔۔۔

یہ تو چاہتی تھی کہ کوئی اس کو نہ دیکھے وہ سب کے لیے اجنبی بن جائے۔۔۔

تو پھر یہ دکھ کیسا تھا یہ تکلیف کیسی تھی

وہ سارے راستے روتی ائی تھی اس کے دل پر کسی کا اختیار نہیں تھا اس کا خود کا بھی نہیں۔۔۔

اور اس اچھی لڑکی سے غلطی ہو گئی تھی۔۔۔

اور اس کی غلطی یہ تھی کہ اس نے محبت کی تھی۔۔۔۔

ایک نامحرم سے محبت کی تھی۔۔۔

اسے خبر نہیں تھی کہ محبت ہو جائے تو دل چھوٹی چھوٹی بات رونے لگتا ہے۔۔۔

اس رات اس نے پھر سے خواب دیکھا۔۔۔
وہ کیچڑ والے راستے پر چلتا جارہا تھا۔۔۔
اس کی نظریں اوپر اسمان کی طرف تھی۔۔
وہاں وہ کالے رنگ کا چھوٹا سا پرندہ تھا۔۔
تو شاید اس کو راستہ دکھاتا ہے ہوئے ساتھ لے جارہا ہے۔۔۔
وہ اس چھوٹے سے پرندے کو دیکھ رہا تھا جو اس کے اگے کی طرف اڑتا جارہا تھا۔۔
اس پرندے کے پیچھے چلتے چلتے وہ اس کیچڑ سے باہر نکل ایا تھا۔۔۔
اور اگے۔۔۔
اور اگے وہ تھا۔۔۔وہی سفید لبادہ اوڑے ہوئے کوئی شخص۔۔۔
اس کے قدم ٹھہر گئے۔۔۔
اور نظریں اس سفید لبادے پر تھی۔۔
وہ اس کیچڑ کو پیچھے چھوڑ ایا تھا لیکن اگے قدم بڑھانے کی ہمت نہیں کر پا رہا تھا۔۔
بس وہ اس سفید لبادے والے کا چہرہ دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔
وہ کون تھا شاید اس کو نہیں پتہ تھا۔۔۔
یا پھر شاید صرف اسی کو پتہ تھا کہ وہ کون" تھی
وہ اس کو پہچانتا تھا۔۔۔
اس اندھیرے خاموش جنگل میں صرف دو ہی لوگ تو سانس لے رہے تھے
ایک وہ خود۔۔

اور دوسری ماہ نور۔۔۔
اور تب ہی اس کی انکھ کھل گئی۔۔۔
اس کے ہوش اڑے ہوئے تھے۔۔۔
اور ذہن "ذہن پتہ نہیں کیا سوچ رہا تھا
اور دل بند ہو رہا تھا۔۔۔
اج پھر وہ اس کے خواب میں ائی تھی لیکن وہ اس کے خواب میں کیوں اتی تھی۔۔؟؟
ماہ نور۔۔۔
اس نے زیر لب اس کا نام دہرایا
وہ اٹھا اور کینوس کے سامنے جا کر رکا۔۔۔
اس نے پچھلی رات ہی ایک پینٹنگ مکمل کی تھی۔۔۔
اس نے نور کی پینٹنگ بنائی تھی۔۔۔
کالا حجاب موٹی آنکھیں گلابی ہونٹ
جبکہ اس نے اج تک کسی کی چہرے کی پینٹنگ اس طرح نہیں کی تھی۔۔۔
اور اس نے تو کبھی انکھ بھر کے نور کو دیکھا تک نہ تھا۔۔۔
وہ اس کو انکھ اٹھا کر اس لیے نہیں دیکھتا تھا کیونکہ وہ تو ماہ نور تھی۔۔
جس کو دیکھ کر آنکھیں خود باخود احتراماً جھک جاتی تھی۔۔۔
اس کے خوابوں میں کبھی کوئی نہیں آیا تھا۔۔
پھر وہ لڑکی کیوں۔۔۔؟؟
کیا حارث سئ کہتا تھا۔۔۔

کیا۔۔ کیا میں سچ میں نور سے محبت کرتا ہوں۔۔

نہیں نہیں۔۔۔

یہ نہیں ہو سکتا۔۔۔

وہ تو اُس کے بارے میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔

وہ تو نور تھی۔۔ ماہ نور۔۔

آہ یہ نہیں ہو سکتا میں ہی زیادہ سوچ رہا ہوں۔۔

اور پھر وہ اٹھا جا کر فریش ہوا۔۔

کالے رنگ کا کوٹ پہن کر باہر نکلا

اور وہ اس بات سے انجان تھا کہ یہ اس کا اخری خواب تھا۔۔۔

اج کے بعد اس کو کوئی خواب نہیں ائے گا اس طرح کا۔۔۔

دوسرے کمرے میں بیٹھی وہ لڑکی ٹھیک نہیں تھی

لیکن خود کو ٹھیک ظاہر کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

اور اس کی ساری کوششیں جنت کے اگے بیکار تھی۔۔۔

مجھے اس سے محبت نہیں ہونی چاہیے تھی جنت۔۔۔

میں اس کو کیسے بھولوں گی۔۔۔

وہ روتے ہوئے جنت سے کہہ رہی تھی۔۔۔

مجھے یہاں نہیں رہنا امی کے پاس چلی جاؤں گی میں۔۔۔

وہ دونوں ہاتھوں میں اپنا منہ چھپائے رو رہی تھی۔۔۔

لیکن جنت خاموش تھی وہ اس کو کیا سمجھاتی وہ اس کو کیا کہتی۔۔۔

تمھیں پتہ ہے جب وہ میرے سامنے اتا ہے ناتو میرا دل کرتا ہے میں اس کو بہت زیادہ دیکھوں جی بھر کے دیکھوں۔۔۔اتنا دیکھوں کہ میرا جی بھر جائے۔۔

پر میں اس کو نہیں دیکھ پاتی۔۔۔

اس کا دل چاہا کہ یہ اتنا روئے کہ ابرام سکندر کو دیکھنے کی زد اس کے دل میں سے ختم ہو جائے۔۔۔

یا پھر خدا کو رحم اجائے اس معصوم لڑکی پر۔۔۔

میرا دل بند ہو جائے گا جنت۔۔۔

وہ نڈھال ہو چکی تھی۔۔

رونے کی وجہ سے بخار شدت پکڑ چکا تھا۔۔

لیکن وہ شخص۔۔۔

بس وہ دل سے نہیں نکل رہا تھا

اس روز وہ لائبریری نہیں گئی۔۔۔

ابرام وہاں گیا لیکن وہ اس کو نہیں ملی۔۔۔

بخار جان کو اگیا تھا اور اس کا سامنا کرنے کی بھی ہمت نہ تھی۔۔۔

اگر وہ انکھیں اٹھا کر اس کو دیکھ لیتی۔۔۔

تو وہ حشر میں اللہ کو کیا منہ دکھاتی ہے

خدا کو ناراض نہ کرنے کے لیے اس لڑکی نے اپنے دل کی قربانی چڑھا دی تھی۔۔۔

شام کو وہ ہاسٹل لیٹ پہنچی تھی کیونکہ جنت اس کے ساتھ میڈیسن لینے چلی گئی تھی۔۔۔

جب وہ کمرے کی طرف ارہی تھی۔۔

اس وقت نور نے عنایہ کو ابرام کے ساتھ بالکنی میں کھڑے پایا۔۔۔

یہاں کوئی اس پاس پارلر ہے یا نہیں

عنایہ ابرام سے پوچھ رہی تھی۔۔

وہ دراصل مجھے اپنے بال نیلے پیلے کروانے تھے۔۔۔

یہ اپنے سلکی ملائم بالوں پہ ہاتھ چلاتے ہوئے بولی۔۔۔

عنایہ اور اس کے بے تکے فیشن۔۔۔

اپ نے بال نیلے کروانے ہیں۔۔۔

اس کے انداز پہ ابرام کو ہنسی ائی

زیادہ ہنسو نہیں یہ بتاؤ کوئی پارلر ہے کہ نہیں۔۔

عنایہ کو برا لگا اس کا ہنسنا۔۔

جی پاس ہی ایک سلون ہے

اور پھر اس نے سیڑھیاں چڑھتی نور اور جنت کو دیکھا۔۔۔

ایک پل کے لیے اس کی نظر ٹھہر سی گئی

السلام علیکم۔۔۔

سر ہلا کر اس نے نور کو سلام کیا۔۔۔

صرف نور کو۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔

ہلکی سی اواز میں بولی اور نظریں نیچی رکھتی اپنے کمرے میں چلی گئی

اور دروازہ بند کر دیا۔۔۔

وہ بند دروازے کو دیکھ رہا تھا۔۔

اس کو بخار ہے۔۔۔

جنت نے جیسے اس کو بتانا ضروری سمجھا

اچھا۔۔

اپ ان کو ڈاکٹر کے پاس لے کے گئی ہیں۔۔

یا میں کسی اچھے ڈاکٹر سے کہوں نور کا چیک اپ کرنے کے لیے۔۔۔

اگر ماہ نور چاہیں تو؟؟

نہیں یہاں کے ڈاکٹر اندھے ہیں۔۔۔

ان لوگوں کو مرض سمجھ نہیں اتا

اچھا۔۔۔

کیا ایسا ہی تھا۔۔؟

اس نے عجیب سے انداز میں جنت کو دیکھا

ان دنوں ابرام سکندر کو صرف خدا کی تلاش تھی وہ خدا کو ڈھونڈتا پھرتا تھا۔۔۔

اور خدا تو نظر نہیں اتا نہ۔۔

وہ تو دلوں میں بسے کسی نور کی طرح تھا۔۔۔

اور خدا کی بھیجی ہوئی ماہ نور نظر اتی تھی

اور جب وہ نظر اتی تو یہ اپنی نگاہیں نیچی کر لیتا تھا۔۔۔

اس دن اس نے کوئی خواب نہ دیکھا تھا۔۔۔

لیکن اس کے باوجود وہ چار بجے کے قریب اٹھ گیا تھا۔۔۔

وہ اٹھا منہ پر پانی کے چھانٹے مارے۔۔۔

اور ویران سڑک پر نکل گیا۔۔

اس سڑک پر کوئی نہیں تھا۔۔۔۔

سوائے کتے کے۔۔۔

شاید وہ کھانے کی تلاش میں تھا۔۔۔

اور وہ ہر چیز کو سونگتا ہوا اگے بڑھ رہا تھا

ہر کسی کی اپنی اپنی تلاش ہوتی ہے اور اپنا اپنا مقصد۔۔۔

ہاں شاید نور کوئی مقصد پورا کرنے ائی تھی۔۔۔

خدا نے ہی تو اس کو بھیجا تھا۔۔۔

اور اس وقت ابرام بھی کسی کو ڈھونڈ رہا تھا۔۔

شاید خدا کو۔۔۔

لیکن نہ جانے نور کا خدا کہاں تھا

وہ نظر ہی نہیں اتا تھا۔۔۔

اس نے دل میں سوچتے ہوئے نظریں اسمان کی طرف کر لی۔۔۔

وہاں چند اخری تارے ٹمٹمارہے تھے

اسمان میں ہلکی ہلکی روشنی نمودار ہو رہی تھی۔۔

وہ ہلکا سا مسکرایا۔۔

اس کو ایسے منظر بہت خوبصورت لگتے تھے

اور اپنی نگاہیں گھمار ہا تھا اوپر نیچے اور پھر نظر کہیں درمیان میں رک گئی

اس کی نظر کھڑکی پر تھی۔۔۔

شاید وہاں کوئی تھا۔۔؟

نہیں شاید وہاں کوئی نہیں تھا۔۔۔

یا پھر شاید واقعی ہی وہاں کوئی تھا۔۔

دیکھنے والے نے اس کو دیکھ لیا تھا

وہ پکڑی جا چکی تھی۔۔۔

لیکن وہ تھا ابرام سکندر۔۔

اس لیے سر جھکایا اور اگے بڑھ گیا

ایک دن بعد انہوں نے پاکستان واپس چلے جانا تھا

عنایہ اور جنت کو اس نے دیکھا ان کے ساتھ نور نہیں تھی۔۔

ماہ نور کیسی ہیں۔۔۔؟؟

یہ ان کے پاس گیا اور جنت سے پوچھنے لگا

وہ ٹھیک نہیں ہے۔۔

جنت بولی۔۔

اس کو سن کر پریشانی ہوئی تھی

تم ان کو کسی اچھے ڈاکٹر کے پاس لے جاؤ۔۔۔

ہر مرض کا علاج ڈاکٹر نہیں کر سکتا۔۔

اور نور کا علاج بھی نہیں کر سکتا وہ

جنت پریشان لگ رہی تھی
اپ کو سچ میں لگتا ہے کہ ہمارے ڈاکٹرز مریض کا علاج نہیں کر سکتے ؟؟؟
یقین کی بات نہیں ہے
یہاں تو نصیب کی بات ہے۔۔۔
مطلب۔۔۔؟؟
اس کو جنت کی بات سمجھ میں نہ ائی
محبت بہت جان لیوا ہوتی ہے
اس نے دھیمی اواز میں کہا تھا۔۔۔
پر شاید ابرام نے سونا تھا۔۔۔
شاید نہیں۔۔
میرا خیال ہے اس کو گھر کی یاد ارہی ہے پاکستان واپس جائے گی تو ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔
جنت بولی۔۔۔
کیا۔۔ کیا وہ کسی کو پسند۔۔ کرتی ہیں۔۔؟
اس کے دل میں ٹیس اٹھی تھی
اور ابرام نے جنت کی بات سن لی تھی
ایک پل کے لیے جنت خاموش پڑ گئی
واقعی ہی اس کو نہیں پتہ تھا
لیکن یہ کیسے ممکن تھا۔۔۔
کہ اس کی محبت میں کوئی اتنا بیمار ہو جائے اور اس کو خبر تک نہ ہو۔۔۔

مجھے نہیں پتا۔۔۔

اب میں چلتی ہوں

جنت جا چکی تھی اور وہ بے چین سا ہو گیا

شام ڈھلنے میں تھی۔۔

اور وہ اس کو نظر اگئ تھی

ماہ نور اس کو نظر اگئ تھی اور وہ اکیلی تھی

ماہ نور۔۔۔۔

یہ اس کو اواز لگاتے ہوئے اس کی طرف ایسے بڑا جیسے شاید اسی کی تلاش میں گھوم رہا ہو۔۔۔

جی۔۔۔۔

اس نے اپنا حجاب درست کیا

اپ اج لائبریری میں نہیں ائی

کیا اپ کی طبیعت زیادہ خراب ہے۔۔۔؟؟

نہیں۔۔۔۔مجھے نہیں پتا۔۔۔

اپ کو معلوم ہے مجھے قران پڑھنا اگیا ہے

وہ کب سے اس کو یہی تو بتانا چاہتا تھا یہی تو ایک بات تھی۔۔۔

جس کی وجہ سے وہ اس کو ڈھونڈ رہا تھا

ہاں وہ اب تک ایمان نہیں لایا تھا۔۔۔

اُس نے اسلام قبول نہیں کیا تھا

لیکن یہ خوش تھا کہ اس کو قران پڑھنا اگیا ہے

ماشاءاللہ۔۔۔۔

اور وہ اس سے زیادہ خوش ہوئی تھی اس کا بیاروں والا چہرہ کھل اٹھا تھا۔۔۔

اچھا میں نے پوچھنا تھا کیا پاکستان واپس جا رہی ہیں لوٹیں گی کب۔۔؟؟

میں واپس۔۔۔۔ نہیں اوں گی۔۔

کیوں۔۔۔ایسا کیوں؟؟؟

دل میں کھچاؤ سا پڑا تھا

ابھی تک اپ کی ڈگری کمپلیٹ نہیں ہوئی اور مجھ کو اپ سے ابھی بہت کچھ سیکھنا ہے۔۔

وہ بے چین تھا۔۔اس کو نہیں جانا چاہیے تھا

میں چلی جاؤں گی تو کوئی اور اجائے گا یہ اپ کسی سکالر سے سیکھ لیجئے گا۔۔۔

میری زندگی میں اپ جیسا کوئی نہیں ائے گا

اور نور وہیں پر تھم سی گئی

اس کی نظر اس کے جوتوں پر تھی پھر ذرا نظر اوپر کی اور اس کے کوٹ کو دیکھنے لگی اج بھی

اس نے سیاہ کوٹ پہنا ہوا تھا۔۔۔

وہ اس کوٹ کو اخری بار دیکھ رہی تھی

وہ ان جوتوں کو بھی اخری بار دیکھ رہی تھی۔۔۔

اور ہاں سامنے کھڑا وہ شخص۔۔۔

وہ بھی اس کے سامنے اخری بار ہی کھڑا تھا۔۔

یا پھر شاید ایسا نہیں تھا۔۔۔۔؟؟

قسمت نے ان کو کہاں لے کے جانا تھا ان دونوں کو معلوم نہیں تھا۔۔۔
نور کی انکھوں میں انسو در ائے۔۔۔
وہ اپنے سامنے کھڑے شخص کو اخری بار اپنے سامنے کھڑا پا رہی تھی۔۔۔
اپ پلیز واپس نہ جائیں یہاں بہت اچھے ڈاکٹرز ہیں میں اپ کا ٹریٹمنٹ اُن سے کرواؤں گا
اپ بالکل ٹھیک ہو جائیں گی میرا یقین کریں
ماہ نور۔۔۔

اپ میری بات سن رہی ہیں نا
وہ اس کو خاموش دیکھ کر مزید پریشان ہوا تھا
اپ بار بار میرا نام نہ پکارا کریں۔۔۔
مجھے پسند نہیں ہے
اس نے سختی سے کہا البتہ انکھوں میں انسو تھے۔۔۔
سامنے کھڑا شخص شرمندہ سا ہو گیا
اوکے۔۔ سوری۔۔۔
اب سے نہیں بلاؤں گا اپ کا نام
وہ اس لڑکی کی انکھوں میں انسو دیکھ چکا تھا
اور وہ اس کو اور گہرے امتحان میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا
ٹھیک ہے اپنا خیال رکھیے گا۔۔
خدا حافظ۔۔۔
وہ نرمی سے کہتا اگے بڑھ گیا

اور وہ وہیں کھڑی اس کی پشت دیکھ رہی تھی

ابرام۔۔۔

اس نے پیچھے سے اس کا نام پکارا لیکن وہ دور جا چکا تھا۔۔۔

رات کا اندھیرا اسمان پر چاہ رہا تھا

اور کل صبح وہ لڑکی جس کا نام ماہ نور تھا

ہمیشہ کے لیے پاکستان واپس جا رہی تھی۔۔۔

وہ سونے کے لیے اپنے بستر پہ لیٹا تھا۔۔۔

جب اچانک حارث کا میسج ایا۔۔

کے وہ کل واپس ارہا ہے۔۔۔

کل کا دن بہت عجیب تھا۔۔۔

کوئی ارہا تھا اور کوئی ہمیشہ کے لیے جا رہا تھا

رات 11 بجے کا وقت تھا۔۔۔

نینداس کی انکھوں سے کوسہ دور تھی

وہ اچانک اٹھا۔۔۔

اور پینٹنگ کینوس کے سامنے جا کھڑا ہوا

ذہن عجیب سا الجھ رہا تھا

اچانک دل نے رفتار پکڑی اور وہ اپنا پینٹنگ کا سامان لے کر نیچے اگیا۔۔۔
اس کا موبائل بیڈ پر پڑا تھا اور وہیں پر پڑا رہ گیا
وہ کسی کا انتظار کرتی وہاں ٹہل رہی تھی
یہ نہیں جانتا تھا کہ ان کی ابھی ایک اور ملاقات باقی تھی۔۔۔
اپ یہاں۔۔۔اتنی رات کو؟؟
اس کو دیکھ کر وہ ٹھہر گئی
جی اپ نے ہی تو بلایا تھا مجھے۔۔۔
میں نے۔۔۔؟
اس نے حیرانگی سے نور کو دیکھا
اور پھر اپنے اس پاس نظر دوڑائی وہاں کوئی نہیں تھا سوائے ان دونوں کے۔۔۔
جی کچھ دیر پہلے ہی گارڈ نے مجھے کہا تھا کہ اپ بلا رہے ہیں۔۔۔
وہ سر جھکائے اس کو بتا رہی تھی
ایک گارڈ وہاں نیند میں تھا۔۔۔
اور دوسرا جو نور کو بلانے گیا تھا نہ جانے وہ کہاں غائب تھا۔۔۔
اور ابرام سکندر کی چھٹی حس نے کام کرتے ہوئے اس کو بتایا۔۔
کہ کچھ تو بہت غلط ہونے والا تھا۔۔
کچھ ان کے ساتھ بہت غلط ہونے والا تھا۔۔۔۔
اپ اوپر جائیں
اپ واپس اوپر جائیں ماہ نور۔۔۔

اس نے اپنے آس پاس دیکھا اور پھر نہیں دیکھ پایا۔۔۔
کیونکہ اپنے سامنے سے اتے دھوئیں نے اس کو انکھیں بند کرنے پر مجبور کر دیا۔۔۔
اس نے ایک لمحے کے لیے انکھیں بند کی تھی
اور جب انکھیں کھولی تو وہاں نور نہیں تھی۔۔۔
وہاں کوئی نہیں تھا۔۔۔
وہ نے جانے کہاں تھی
دھوئیں نے اپنا اسر اس کے دماغ پر کرنا شروع کیا۔۔
وہ بے ہوشی کی حالت میں جانے لگا
اس کی انکھیں بند ہونے لگی۔۔۔۔
اس کو کوئی گھسیٹ کے ساتھ لے جا رہا تھا
اس نے پھر انکھیں کھولنے کی کوشش کی
پر نہیں کر پایا۔۔۔
بس ایک لمحے میں اس کی زندگی کا نیا سفیر شروع ہونے جا رہا تھا۔۔۔
ان کی زندگی ایک نئے امتحان میں اپنا قدم رکھ چکی تھی۔۔۔
یہ نور کے کمرے کا منظر تھا۔۔۔
صوفیہ کمرے میں نہیں تھی جبکہ عنایہ بسکٹ کھا رہی تھی۔۔۔
اور جنت کتابیں کھول کے بیٹھی تھی
جنت نور ابھی تک واپس کیوں نہیں ائی۔۔۔
عنایہ کو ٹینشن ہونے لگی تھی

اجائے گی ابرام نے بلایا تھا کوئی ضروری کام ہو گا

اور اگر ابرام کے علاوہ نور کو اس وقت کوئی بلاتا تو وہ کبھی بھی نہ جاتی۔۔۔اور یہ بات عنایہ نے صحیح کہی تھی۔۔

ابرام میں علاوہ کوئی بولتا تو وہ نے جاتی

یہ باتیں کرتے کرتے عنایہ کھڑکی کے پاس جا کھڑی ہوئی۔۔۔

نیچے کا منظر صاف تھا وہاں نہ ابرام سکندر تھا اور نہ ہی ماہ نور۔۔۔

جنت کیا ابرام نے اس کو اپنے کمرے میں بلایا تھا؟؟؟

تمہارا دماغ ٹھیک ہے وہ کیوں کسی کے کمرے میں جائے گی وہ تو نیچے۔۔۔

اور جنت کی بات ابھی ادھوری رہ گئی

اور عنایہ بھاگتے ہوئے نیچے کو ائی۔۔۔

جنت بھی اس کے پیچھے نیچے ائی۔۔۔

عنایہ کے قدم لڑکھڑا رہے تھے۔۔

اور جنت اس کے پیچھے پیچھے ارہی تھی

عنایہ نیچے اس جگہ جا کر رکی جہاں کچھ دیر پہلے ماہ نور کھڑی تھی

جنت نے اس کو زمین سے کچھ اٹھاتے دیکھا اور اگلے ہی لمحے جنت کو بہت بڑا شوق لگا۔۔

عنایہ کے ہاتھ میں نور کا فون تھا

جو اس کو زمین پہ گرا ملا تھا۔۔۔

اور اب وہ اپنے چاروں طرف نظر گھما رہی تھی

ان کی دوست وہاں کہیں نہیں تھی

یقیناوہ کسی بڑی مشکل میں پڑ چکی تھی

وہ نور کا نام پکارتی ہوئی گارڈز کی طرف بھاگی جو بے سود سو رہے تھے۔۔۔

لیکن عنایہ جانتی تھی کہ ان کو اس اجنبی ملک میں اپنی دوست کو خود ہی ڈھونڈنا تھا۔۔۔

اور اس کے ذہن میں اس وقت صرف یہی خیال تھا کہ اس کو ہر صورت میں اپنے دوست کو بچانا تھا

وہ سڑک پر بھاگتے ہوئے نور کو ڈھونڈنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

سڑک تقریباویران تھی۔۔۔

اور نور۔۔۔

اور ماہ نور وہاں کہیں نہیں تھی

عنایہ کی انکھ سے پہلا انسو گرا تھا

استنبل نے عنایہ کو رلایا تھا

ان کی دوست ان سے دور ہو گئی تھی۔۔۔

اور ان کو حوصلہ دینے کے لیے اس وقت یہاں کوئی اپنا نہیں تھا۔۔۔

جنت گارڈ پر چلارہی تھی۔۔۔

جبکہ عنایہ بے حس و حرکت اس ویران سڑک پر کھڑی تھی۔۔۔

اور ان سے بہت بہت دور۔۔۔

ایک گاڑی ان دونوں کو کہیں لے جارہی تھی۔۔

وہ دونوں گہری نیند میں تھے۔۔۔

اور وہ اس بات کو جانتے تک نہیں تھے کہ زندگی نے ان کے ساتھ کیا کھیل کھیلا تھا۔۔۔

یہ رات ان سب کے لیے بہت بھاری گزرنے والی تھی۔۔
صوفیہ اپنے کمرے میں واپس ائی۔۔
اس کو سارے واقعے کا پتہ چلا اور اب وہ جنت اور عنایہ کو سمجھا رہی تھی۔۔
ان کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن وہ اس کی سن ہی کہاں رہی تھی۔۔
ان کی دوست ان سے کھو گئی تھی ان سے دور ہو گئی تھی۔۔۔
اور وہ سکون میں اتی بھی تو کیسے کچھ وقت بعد ان کی پاکستان کی فلائیٹ تھی انہیں واپس جانا تھا۔۔۔
ہاسٹل کے انتظامیہ بھی پریشان تھی۔۔۔
انہوں نے گارڈ سے پوچھا تو گارڈز نے بس اتنا ہی بتایا کہ ابرام نے اس کو بلایا تھا۔۔
کوئی نور کے پیچھے تھا بہت وقت سے۔۔
عنایہ نے انتظامیہ کو بتایا
کوئی نور کے پیچھے تھا اس کو تحفے بیج کر پریشان کرتا تھا وہ چیزیں بھیجتا تھا جو نور کو پسند نہیں تھی۔۔۔
وہ نور کو نقصان پہنچانا چاہتا تھا شاید
ہو سکتا ہے وہ ابرام کے ساتھ کہیں گئی ہو۔۔
اور صوفیہ پہلی تھی جس نے ان کو احساس دلایا تھا کہ ابرام سکندر بھی وہاں موجود نہیں تھا
اگر ایسا ہے تو وہ پوری رات کہاں ہے۔۔
نور کبھی پوری رات گھر سے باہر نہیں رہی صوفیہ
جنت کا لہجہ اس وقت سخت تھا

سی سی ٹی وی کیمرہ چیک کروایا تو پتہ چلا۔۔۔
نور ہاسٹل کی سیڑھیاں اتری۔۔۔
اور گراؤنڈ کی طرف گئی۔۔۔
اس کے کچھ دیر بعد ابرام اپنے کمرے سے باہر نکلا جس کے ہاتھ میں اس کا پینٹنگ کا سامان تھا۔۔۔
وہ بھی اپنے کمرے سے نکلا سیڑھیاں اترا اور ہاسٹل کے گراؤنڈ میں دکھائی دیا۔۔۔
اور ہاسٹل کے اگے والے کیمرا ایک دن پہلے ہی خراب ہوا تھا
اس کے بعد ان دونوں کے ساتھ کیا ہوا کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔۔۔
ان سب باتوں سے ایک ہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ماہ نور ابرام کے ساتھ ہیں
افیسر جو کچھ دیر پہلے ہی ایا تھا۔۔

وہ ان سب کو بتا رہا تھا۔۔۔
نور ابرام کے ساتھ ہے لیکن یہ نہیں معلوم کہ زبردستی سے یا اپنی مرضی سے
ہم یہ نہیں جانتے کہ نور اور ابرام کے ساتھ کیا ہوا ہے
گارڈز کی لاپرواہی پہ ان کو سزا دی گئی اور ان کو ان کی جاب سے نکال دیا گیا۔۔
لیکن اس سب کے باوجود بھی ماہ نور اور ابرام کا کچھ عطا پتہ نہیں تھا
اور پھر پوری رات انہوں نے نور کے بغیر گزار دی۔۔۔
نور نے کہا تھا استنبول اس کے لیے مشکلیں کھڑی کرے گا اور اُس وقت میں نے اُس کی بات نہیں مانی تھی۔۔۔

وہ خوشک انکھوں سے سب کے چہرے دیکھ رہی تھیں۔۔

پولیس اور انتظامیہ اس بات کو اس طرح سے نپٹا رہی تھی کہ وہ لڑکی خود ابرام کے ساتھ گئی ہے۔۔۔۔

ان لوگوں کے لیے یہ سب کہنا اسان تھا۔۔

لیکن عنایہ اور جنت کے لیے یہ سننا اور پھر سہنا بہت مشکل تھا

اور یقین کرنا تو پھر ناممکن تھا نا۔۔

ان کی فلائیٹ ایک بجے کی تھی۔۔

جب کہ اب تین بج رہے تھے۔۔۔

ان کا ذہن کام کرنا بند ہو گیا تھا ان کو نہیں معلوم تھا کہ جب دوست گم ہو جائیں تو ہمیں کیا کرنا چاہیے۔۔۔

ہر بات کو مذاق میں لینے والی عنایہ

اور ہر بات کو سمجھنے والی اور ہر مشکل کا حل نکالنے والی جنت اس وقت خالی ذہن لیے اُس پولیس افیسر کے سامنے کھڑی تھی

اور وقت ریت کی طرح ہاتھوں سے نکل رہا تھا

وقت چلتا رہا گزرتا رہا۔۔۔

اور وہ دونوں ایسے ہی خالی ذہن کے ساتھ کھڑی تھی۔۔

یہ بھی ان کے لیے اچھا تھا کہ انہوں نے پاکستان میں کسی کو اپنے انے کی خبر نہیں بتائی تھی۔۔

اس لیے وہاں سے کسی کا بھی فون نہیں ایا

شام کے چھ بج گئے تھے دل پریشانی سے لرز رہا تھا اور وہ پولیس افیسر ان کو کہہ رہا تھا اب اپ کو میری بات کا یقین کر لینا چاہیے وہ دونوں اپنی مرضی سے کہیں پر گئے ہیں۔۔

ماہ نور اپنی مرضی سے نہیں گئی۔۔

جنت چیخ پڑی اور افیسر کو چپ ہونا پڑا

اگر اپ سے اپنی ذمہ داری نہیں نبھائی جا رہی تو اپ یہاں سے جا سکتے ہیں لیکن میری دوست پر بے فضول کے الزام لگانا بند کریں۔۔

کیا ہوا ہے۔۔۔ایک گمبھیر لہجہ سنائی دیا

اواز جانی پہچانی تھی جوان کے پیچھے سے ارہی تھی۔۔

جنت نے رخ موڑ کے دیکھا۔۔

تو اس کے پیچھے وہ کھڑا تھا۔۔۔

وہ کہتے ہیں نا۔۔

پہنچتا ہے وہی میرے برے وقت میں۔۔

جس کو کبھی دل سے پکارا نہیں

حارث۔۔اس اجنبی ملک میں جنت کو کوئی شانہ سا مل گیا تھا۔۔

حارث وہ۔۔۔وہ ماہ نور۔۔۔

وہ بتا نہیں پا رہی تھی۔۔۔

تم ٹینشن نہیں لو مجھے ارام سے بتاؤ کیا ہوا ہے اور ماہ نور کہاں پہ ہیں۔۔

جنت نے بے رحمی سے اپنی انکھیں رگڑی گہرا سانس لیتے ہوئے اس کے سامنے اکھٹری ہوئی۔۔

نور ہم سے کھو گئی ہے۔۔۔

کیا۔۔۔

اور ابرام کہاں پہ ہے۔۔۔

بھلا ایسے کیسے ابرام کے ہوتے ہوئے نور کے ساتھ کچھ ہو سکتا تھا۔۔؟؟

وہ۔۔وہ نور کے ساتھ تھا وہ دونوں گم گئے ہیں۔۔۔

اور پھر جیسے جیسے جنت اس کو سارا واقعہ بتاتی گئی

اور حارث کے چہرے کی رنگت بدل تی گئی

کتنی ہی دیر وہ بے حس و حرکت وہاں کھڑا رہا

اور ان سب سے بے حد دور۔۔۔

وہ دونوں کسی بند عمارت میں سانس لے رہے تھے

وہ ایک بند کمرہ تھا۔۔

جس کا کوئی دروازہ تو نظر نہیں ارہا تھا لیکن بہت اوپر ایک روشن دان تھا۔۔

جس میں سے سورج کی چمکتی ہوئی کیر نے اس کمرے کے اندھیرے کو کم کر رہی تھی۔۔

وہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا تھا

کپڑوں پہ مٹی کے نشان تھے۔۔۔

سر کے بال بکھرے پڑے تھے۔۔۔

لیکن وہ پھر بھی پہچان میں اتا تھا۔۔

وہ ابرام سکندر تھا۔۔۔

وہی تو تھا۔۔۔

اور اس کے سامنے وہ لڑکی بے ہوش پڑی تھی
بد قسمتی یا خوش قسمتی سے وہ دونوں زندہ تھے۔۔
وہ اس کو ہاتھ نہیں لگا سکتا تھا اس کو جگہ نہیں سکتا تھا۔۔۔
اس کو صرف انتظار کرنا تھا اس لڑکی کے ہوش میں انے کا انتظار۔۔

اس وقت وہ تینوں اپنے ہاسٹل میں بیٹھے تھے۔۔
جب وہ افیسر دروازے سے اندر داخل ہوا
اپ لوگوں کو نہ خود سکون ہے نہ مجھے سکون لینے دیں گے میں اپ کو کتنی بار بتا چکا ہوں کہ وہ دونوں اپنی مرضی سے گئے ہیں اور شاید اپنی مرضی سے ہی واپس ائیں گے اپ کو میری بات سمجھ میں نہیں اتی۔۔
آفیسر بولا۔۔
اچھا تو پھر اپ مجھے یہ بتائیں۔۔۔
کیا وہ دونوں جاتے ہوئے اپ سے مل کر گئے تھے
کے وہ کہیں پے جا رہے ہیں
وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بات کر رہا تھا۔۔۔

وہ اپنے دوست کے لیے بے حد فکر مند تھا اور نور کے لیے بھی لیکن عنایہ اور جنت کے برعکس وہ خود پر قابو پائے ہوئے تھا۔۔۔

مر د تھانہ اسکوان دو لڑکیوں کو سنبھلنا تھا اور اپنے دوست کو اور۔۔۔اور اپنی محبتۃ کو ڈھونڈنا تھا

اس نے اس طرح کے بہت سارے معاملات حل کیے تھے۔۔وہ اس کام میں ماہر تھا۔۔
اور اُس پولیس افیسر کو اس کا بولنے کا انداز ایک انکھ نہ بھایا۔۔

میں ایک پولیس افیسر ہوں اور اپ سے بہتر مجھے پتہ ہے۔۔۔
اور ہمیں یہی لگتا ہے کہ وہ دونوں ایک ساتھ ہیں اپنی مرضی سے۔۔
اب بغیر تفتیش کے یہ سب کیسے کہہ سکتے ہیں؟؟
میں یہ سب چھان بین کرنے کے بعد ہی کہہ رہا ہوں۔۔ مسٹر حارث۔۔۔
تو پھر میں اپ کو بتادوں کہ اپ کی چھان بن ادھوری ہے ابھی آفیسر
کیا اپ نے یہ پتہ لگوایا ہے کہ ہاسٹل کے گراؤنڈ میں لگے کیمرہ کیوں اور کیسے خراب ہوا۔۔؟
اور ان کے جانے سے ایک دن پہلے ہی کیوں خراب ہوا؟؟
وہ سنجیدگی سے سوال کر رہا تھا اور چہرے کے تاثرات تنے ہوئے تھے۔۔۔
افسر نے اس لڑکے کو عجیب نظروں سے دیکھا۔۔
اور پھر ان دونوں لڑکیوں کو جو ابھی تک سر گرائے بیٹھی تھی۔۔۔
اس نے اپنے قدم حارث کی طرف بڑھائے۔۔
اور اس کی انکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا
تو پھر اپ ہی مجھے بتادیں کہ کیمرے کیوں خراب ہوئے تھے۔۔؟

کیونکہ مجھے جہاں تک پتہ ہے یہاں کے بہت سارے کام اپ کے ہاتھ میں ہیں۔۔۔

میں کئی دن سے یہاں نہیں تھا اس نے پر سکون انداز میں جواب دیا۔۔۔

تو پھر اپ کہاں غائب تھے اور کیوں غائب رہے ؟؟

اور یہ وہ پہلا سوال تھا جس پر حارث غیر ارام دہ ہوا۔۔

اور بالا خر انویسٹیگیشن شروع ہو چکی تھی۔۔

بتائیں مسٹر حارث۔۔

اپ اپنے گھر میں واپس نہیں گئے اور نہ ہی یہاں پر موجود تھے تو پھر اپ کہاں پر تھے ؟؟

میں انطالیہ میں تھا اپنے دوست کے ساتھ۔۔

اس نے لہجہ پر سکون رکھتے ہوئے کہا۔۔

اچھا تو اپ کا کون سا دوست تھا؟؟

حیدر علی۔۔۔

اپ چاہیں تو اس کے ساتھ رابطہ کر سکتے ہیں اور پوچھ سکتے ہیں اس نے کارڈ نکال کر پولیس افیسر کی طرف بڑھایا۔۔

پولیس افیسر خاموش ہو گیا اس نے کارڈ نہیں پکڑا اس نے اپنے لہجے کو مختصر بناتے ہوئے بولا

مجھے وہ دونوں صحیح سلامت واپس چاہیے اور یہ اپ کی ذمہ داری ہے کہ اپ ان دونوں کو ڈھونڈ کر لائیں۔۔۔

ہم اپنی طرف سے کوشش کر چکے ہیں یہ لاپرواہی سے بولا۔۔۔
لیکن ہمیں جیسے ہی کوئی خبر ملی تو ہم اپ کو بتائیں گے۔۔۔
وہ یہ کہتا واپس جانے کے لیے مڑا۔۔
کیا اپ کو ذرا سا بھی اندازہ ہے کہ ابرام سکندر کون ہے۔۔۔ آفیسر۔۔؟
حارث کے لہجے میں کچھ تھا کہ افیسر کو رکنا پڑا۔۔
حارث نے سوالیہ نظروں سے افیسر کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔
نہیں ہمیں نہیں پتہ اپ ہی بتا دیں کون ہے ابرام سکندر۔۔؟

ابرام سکندر mna مسٹر میر سکندر کا بیٹا ہے
اور یہ وہ وقت تھا جب پولیس افیسر کے چہرے کی رنگت ہوا بن کر اڑ گئی۔۔۔
اور اس سے پہلے کہ مسٹر میر سکندر کو معلوم ہو کہ ان کا بیٹا لاپتا ہے۔۔
اپ ان دونوں کو ڈھونڈ کر لائیں۔۔۔
ورنہ مجھ سے بہتر اپ جانتے ہیں کہ اپ کے ساتھ کیا ہو سکتا ہے۔۔۔

اور اس پولیس افیسر کے ساتھ۔۔
عنایہ اور جنت بھی حیران رہ گئی۔۔
وہ بکھرے بالوں والا لاپرواسا لڑکا۔۔۔
MNA کا بیٹا تھا۔۔

اور اُس نے یہ بات کسی کو بتائی تک نہیں
وہ کیسے عام لوگوں کی طرح سب کے ساتھ گل مل کر رہتا تھا۔۔۔
اور اگلے ہی منٹ وہ افیسر اپنی اڑی ہوئی رنگت لیے باہر کی طرف نکل گیا اس کو کسی بھی حال میں اب ان دونوں کو ڈھونڈنا ہی تھا۔۔۔
لیکن یہ لوگ نہیں جانتے تھے

کہ وہ ان کے ڈھونڈنے سے نہیں ملیں گے۔۔
اُس بند کمرے میں۔۔اس لڑکی کو ہوش اچکا تھا
وہ خاموشی سے دیواروں کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔۔۔
نور۔۔اپ نے اخری بار کیا دیکھا تھا وہ دھیمے لہجے میں بولا۔۔۔
میں نے بس دھواں دیکھا تھا۔۔
اور پھر میری انکھیں بند ہونے لگی۔۔۔
اس لڑکی کے ہونٹ سفید پڑ گئے تھے
وہ اس وقت خوفزدہ تھی
ابرام کے ساتھ اس نے کبھی خود کو خوفزدہ اور غیر محفوظ محسوس نہیں کیا تھا۔۔
لیکن اب اس کو ابرام سے بھی خوف ارہا تھا۔۔۔
اچھا۔۔۔
ابرام نے واپس دیوار کے ساتھ ٹیک لگا لیں اس کو سمجھ ہی نہیں ارہی تھی کہ ان دونوں کے ساتھ کیا ہوا ہے۔۔۔

اس کو تو یہ بھی نہیں پتہ تھا کہ یہ یہاں سے زندہ واپس نکل پائیں گے کہ نہیں

کیا۔۔ ہمیں کسی نے۔۔۔

ہم اغوا ہو گئے ہیں نور۔۔۔

لیکن کیوں۔۔۔

نور کی انکھوں میں انسوؤں کا سیلاب اگیا۔۔

ہم یہاں سے نکل جائیں گے ماہ نور۔۔

وہ اس کو دلاسہ دے رہا تھا

یہاں پر ایک خفیہ دروازہ ہے جہاں سے ہمیں اندر لایا گیا ہے ہمیں اس کو ڈھونڈنا ہو گا اور پھر ہم یہاں سے نکل جائیں گے۔۔

لیکن اس کی تسلی کسی کام کی نہیں تھی وہ لڑکی دونوں ہاتھ چہرے پہ رکھ کر رونے لگی۔۔

اگر وہ پاکستان میں ہوتی تو اس کے ساتھ یہ سب کچھ نہ ہوتا۔۔۔

اب کون اس کو بچانے اتا کون تھا اس کا اپنا اس ملک میں۔۔۔

وہ ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھی۔۔۔

اور وہ لڑکا خاموشی سے سر گرائے بیٹھا تھا

وہ ہچکیوں کے ساتھ روتی ہوئی اس لڑکی کو چپ نہیں کروا سکتا تھا۔۔

اور وقت ایسے ہی گزرتا رہا ان کا بھوک اور پیاس سے برا حال تھا اور نیند ان کی انکھوں پر طاری ہو رہی تھی۔۔۔

وہ سونا نہیں چاہتے تھے۔۔۔

لیکن سلا دیے گئے۔۔۔
کمرے میں ہلکا ہلکا دھواں پھیل رہا تھا اور ان کی انکھیں بند ہو رہی تھی ابرام نے انکھیں کھول کر روشن دان کی طرف دیکھنا چاہا لیکن نہیں دیکھ سکا دھواں شاید وہیں سے ارہا تھا۔۔۔

اور وہ سو گئے اور جب وہ اٹھے تو انہوں نے حیرت سے دیکھا۔۔
ایک دیوار کے ساتھ ٹرے میں تازہ کھانا اور پانی رکھا ہوا تھا۔۔۔
مجھے بھوک لگی ہے۔۔۔ نور کے گال گیلے تھے رونے کی وجہ سے وہ بوجل اواز میں بولی
ابرام نے اس کو دیکھا۔۔۔
اور پھر اٹھ کر وہ دیوار کے پاس بڑی ٹرے کی طرف گیا کھانے کا ایک لقمہ توڑا۔۔۔
نہیں ابرام ہم یہ نہیں کھا سکتے۔۔۔
نور بے ساختہ بولی۔۔۔
ہو سکتا ہے اس میں کچھ ملا ہوا ہو

یہ بھلا کیسے چاہ سکتی تھی کہ اس شخص کو کچھ ہو جس کو وہ بے حد چاہتی تھی
وہ اپنے محبوب کو کیسی کچھ ہوتے ہوئے دیکھ سکتی تھی۔۔
ابرام نے کھانے کو سونگا اور پھر وہی لقمہ اٹھا کر منہ میں ڈالا۔۔۔
نور کی سانس ٹھہر گئی تھی۔۔۔
اس میں کچھ نہیں ہے نور۔۔۔

وہ صحیح سلامت ٹرے لیے اس کے پاس بیٹھا تھا اور وہ ابھی بھی حیران پریشان اس کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

کے کیسے اس نے نور کی بھوک کے پرواکی تھی

اپ یہ کھانا کھا سکتی ہیں۔۔۔

اور نور نے وہ کھانا کھا لیا۔۔۔

کیونکہ ابرام نے اس کو چکھا تھا۔۔۔

اس نے دو چار نوالے لیے اور پھر اس کی بھوک ختم ہو گئی۔۔۔

ابرام نے بوتل میں سے پانی کا گھونٹ بھرا اور پھر بوتل نور کی طرف بڑھا دی۔۔۔

اس نے بوتل پکڑ لی لیکن پانی نہیں پیا۔۔۔

کیا ہوا۔۔اپ پانی کیوں نہیں پی رہی۔۔؟؟

کچھ نہیں ویسے ہی۔۔۔

ابرام نے نور کی خاطر پانی پیا تھا

لیکن بے دہانی میں اس نے بوتل کو منہ لگا کر پانی پیا تھا اور اب وہ نور کے لیے ممنوع تھا۔۔

س۔۔سوری۔۔۔

اس کو احساس ہوا اپنی غلطی کا۔۔۔

لیکن وہ خاموش رہی اور پھر رونے لگی۔۔

وہ مشکلوں میں اپنے خدا کو یاد کرتی تھی لیکن اس وقت اس کے ذہن میں کچھ بھی نہیں ارہا تھا۔۔۔

اگر کچھ تھا تو بس وہ خوف تھا۔۔

وہ اس کو تسلیاں دیتا ہے اس کو چپ کروانے کی کوشش کرتا۔۔۔
کیونکہ وہ نا امید نہیں تھا۔۔
ناامید تو نور بھی نہیں تھی لیکن وہ خوف زردہ پریشان تھی۔۔
وقت پہ وقت گزرتا جا رہا تھا۔۔
مجھے کوئی پھول بھیجتا تھا اور وہ چیزیں جو مجھے ناپسند تھی۔۔۔
ان کے پاس باتوں کے علاوہ اور کچھ نہ تھا
اپ نے مجھے پہلے یہ سب کچھ کیوں نہیں بتایا۔۔
ہاں اگر وہ اس کو بتا دیتی تو شاید وہ اج یہاں پر نہ ہوتے۔۔۔
کیوں بھیجتے تھے اپ کو کوئی بھول۔۔۔
مجھے نہیں پتہ وہ کون تھا اور کیوں بھیجتا تھا
لیکن وہ میرے بارے میں ہر بات جانتا تھا یہاں تک کہ کاغذات کے حساب سے میری سالگرہ بھی۔۔
وہ اپنے حجاب کو بار بار صحیح کرتی تھی جس پر مٹی کے نشانات تھے۔۔
ہم یہاں سے کب نکلیں گے نکلیں گے بھی کہ نہیں۔۔
وہ انکھوں میں انسو لیے پوچھ رہی تھی۔۔۔
اور ابرام نے پھر سے دیوار کے ساتھ ٹیک لگا لی اور انکھیں بند کر لی
ہم بہت جلدی یہاں سے نکل جائیں گے۔۔
ان کے پاس سوائے ایک بیگ کے کچھ نہیں اور وہ بھی ابرام کا تھا۔۔۔
جس میں اس کے پینٹنگ کا سامان تھا۔۔

لیکن یہ وقت رنگوں سے کھیلنے کا نہیں تھا

شام اب رات میں ڈھلنے کو تھی وہ دونوں مایوسی سے بالکنی میں کھڑے تھے۔۔۔

نور کو گم ہوئے دو دن ہونے کو تھے اور ان کو نور کا کچھ اتا پتہ نہ تھا۔۔

حارث کو اتا دیکھ کر عنایہ اندر کمرے میں چلی گئی۔۔

کیونکہ ان ترکش لڑکوں سے عنایہ کا دل کھٹا پڑا تھا۔۔

کچھ پتہ چلا نور کے بارے میں۔۔۔

جنت نے پوچھا

نہیں ابھی تک کچھ نہیں۔۔۔

لیکن میرا دل کہتا ہے کہ وہ مل جائیں گے

لیکن تب تک بہت دیر ہو جائے گی حارث۔۔۔

تمہیں پتہ ہے وہ بہت خوفزدہ ہو گی وہاں پر۔۔

لیکن ابرام اس کے ساتھ ہے۔۔۔اور جب تک وہ ہے تو نور کو۔۔۔

یہی تو بات خوفزدہ کرنے والی ہے حارث۔۔

اس نے حارث کی بات کاٹی اس کی انکھیں سرخ ہو رہی تھی وہ پوری رات روئی تھی نور کے لیے۔۔

دوست کھو جائیں تو سکون چلا جاتا ہے خوشیاں برباد ہو جاتی ہیں۔۔۔

پر جنت۔۔۔

اس کے پاس الفاظ نہیں تھے۔۔۔

ہر انسان کو کسی بات کا خوف ہوتا ہے حارث۔۔

تمہیں پتہ ہے نور کو کس بات کا خوف ہے۔۔
کہ کوئی اس کے اوپر انگلی نہ اٹھائے۔۔۔
بھلے ہی لوگ اس کو برا بھلا کہیں یا اس کے اخلاق کو کہیں لیکن اس کے کردار پر انگلی نہ اٹھائیں۔۔

اور اب جو اس کے ساتھ ہوا ہے۔۔۔
اس کے بعد لوگ اس کے کردار پر انگلی اٹھائیں گے۔۔
وہ یہ سب کیسے سہی گی۔۔۔
جنت کی انکھوں سے اب انسو گر رہے تھے۔۔
اور حارث چپ چاپ وہاں کھڑا رہا
انسان کتنا بے بس ہوتا ہے نا کچھ بھی اس کے اختیار میں نہیں ہوتا نا محبت اور نہ عزت۔۔۔
وہ ابھی تک بالکنی میں کھڑے تھے جب
صوفیہ ان کی طرف بھاگتی ہوئی آئی
اپ لوگوں نے نیوز دیکھی ہے۔۔۔
ان دونوں نے نفی میں سر ہلایا کمرے سننے کا وقت کہاں تھا ان کے پاس۔۔۔
صوفیا نے اپنے موبائل کی سکرین ان دونوں کی طرف موڑی جہاں پر ایک نیوز اینکر چیخ چیخ کر بتا رہا تھا۔۔ کہ

MNA مسٹر میر سکندر
کا بیٹا کسی مسلم لڑکی کو لے کر فرار ہو گیا۔۔۔
اور جنت کا سر گھومنے لگا ایک کے بعد ایک مصیبت اور مشکلیں ا رہی تھیں۔۔۔

ابرام کے والد ان دونوں کو ڈھونڈ لیں گے۔۔۔

حارث نے کھوئے ہوئے لہجے میں کہا۔۔

وہ خود بھی پریشان نظر ارہا تھا

اب تک تو یہ نیوز پاکستان جا چکی ہو گی۔۔۔

جنت پریشانی سے بولی۔۔۔

اور جنت ابھی بول ہی رہی تھی جب عنایہ کمرے سے بھاگتی ہوئی باہر نکلی۔۔۔

اس کے ہاتھ میں ماہ نور کا فون تھا جس پر کال ارہی تھی اور وہ کال پاکستان سے تھی۔۔۔

اور ان چاروں نے ایک دوسرے کے چہرے دیکھے ان چاروں میں سے کسی میں ہمت نہیں تھی کہ وہ اس کال کو اٹھاتے اور نور کے گھر والوں سے بات کرتے۔۔۔

ان سے کہیں ملو دور۔۔

وہ کسی بند کمرے میں دیوار کے ساتھ انکھیں بند کیے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔۔

اور وہ لڑکی راہِ فرار ڈھونڈ رہی تھی یہ بے

امید نہیں تھی لیکن کوئی راستہ نظر نہیں ارہا تھا باہر نکلنے کا۔۔۔

اور اب ان کو پھر بھوک لگنے لگی تھی۔۔۔

اور پھر کچھ سوچتے ہوئے ابرام نے انکھیں کھول دی۔۔۔

وہ یکدم اپنی جگہ سے اٹھا۔۔۔

کیا ہوا ہے۔۔۔؟

اسے یوں کھڑا ہوتا دیکھ کر نور نے پوچھا

کھانے کی ٹرے اس دیوار کے پاس رکھی گی تھی
اس کو کوئی امید کوئی روشنی سی نظر ائی تھی۔۔۔

ہاں۔۔۔
وہ بس اتنا ہی بولی۔۔۔
پھر وہ اس دیوار کی طرف بڑھ گیا
وہ اس جگہ کے پاس بیٹھا جہاں کھانے کی ٹرے پڑی تھی۔۔
جس نے کھانے کی ٹرے رکھی تھی وہ اس جگہ پر رکھی تھی۔۔
وہ اس کو نہ سمجھی سے دیکھ رہی تھی
اور پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہوا اور سامنے والی دیوار پر ہاتھ رکھے۔۔۔
انکھیں اس کی ذہانت سے چمک رہی تھی۔۔۔
اور نور باہر نکلنے کا دروازہ یہاں پر ہے۔۔۔
اس نے یقین سے کہا لہجے میں جیسے جان سی اگئی تھی۔۔۔
آپ اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہیں
وہ بہت دنوں بعد مسکرایا تھا۔۔۔
نور اپنا حجاب درست کرتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی
اپ کو کیسے یقین ہے کہ دروازہ یہیں پر ہے۔۔۔
کیونکہ کھانا رکھنے والا کمرے میں نہیں ایا تھا اس نے کھانا یہیں رکھا اور وہیں سے واپس چلا گیا۔۔۔
وہ انکھوں میں چمک لیے بتا رہا تھا وہ کئی دن ایک ضندان میں رہے۔۔۔

وہ کھلے اسمان کو دیکھنے کے لیے ترس رہے تھے وہ اس ہوا کو محسوس کرنے کے لیے ترسے ہوئے لوگ تھے

اور اگر دروازہ یہاں نہ ہوا تو۔۔۔

نور حد سے زیادہ خوش فہمی رکھنے والی لڑکی نہیں تھی۔۔۔

اپ کا لگایا ہوا اندازہ ہی اگر غلط ہوا تو۔۔۔؟؟

ابرام کی نگاہ فورا نور کے حجاب پہ پڑی۔۔۔

جواب میلا ہو چکا تھا لیکن وہ سیاہ رنگ کا تھا

وہ ہمیشہ گہرے رنگ کے حجاب لیتی تھی

تاکہ کوئی اس کو دیکھے نہیں

وہ لوگوں سے چھپتی تھی تاکہ خدا خفا نہ ہو جائے لیکن لوگ پھر بھی اس کو دیکھتے تھے کیونکہ یہ انتہا کی خوبصورت تھی۔۔۔۔

وہ اس کو دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا اس کا مسکرانا نور کو پریشانی میں ڈال دیتا تھا

اپ جانتی ہیں نور زندہ رہنے کے لیے سب سے زیادہ کون سی چیز اہم ہوتی ہے نہیں۔۔۔

سب سے زیادہ اہم امید ہوتی ہے۔۔۔

جب ہم امید چھوڑ دیتے ہیں نا اسی لمحے ہماری موت واقع ہو جاتی ہے۔۔۔

ہم زندہ ہوتے ہوئے بھی زندہ نہیں رہتے۔۔۔

اس کی بات نے نور کو خاموش کر دیا تھا

اخر وہ اتنا ذہین کیسے تھا۔۔؟

وہ اپنے ہاتھوں سے دیواروں کو ٹٹول رہا تھا۔۔۔

وہ بس خاموشی سے اس کو دیکھے جا رہی تھی۔۔

کبھی وہ دیوار کو تھپکتا۔۔۔

اور اسی وقت نور کی انکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔۔

جب اس نے اس دیوار میں دراڑ اتے دیکھی۔۔

دروازہ کھلا نہیں تھا اس کو کھولا گیا تھا۔۔۔

ابرام نے پوری طاقت سے اس لکڑی کے دروازے کو جدا کیا تھا۔۔

وہ لکڑی کا دروازہ تھا جس سے صرف باہر سے کھولا جا سکتا تھا۔۔۔

اندر والے صرف زور ازمائی کر سکتے تھے جو کہ اس وقت وہ

کثرتی وجود کر رہا تھا

اس کے ہاتھ تھکنے لگے تھے اور وہ دیوار ہاتھ سے چھوٹنے لگی تھی دروازہ پھر بند ہونے والا

تھا۔۔

نور نے اس کو دیکھا اور انکھوں سے انسو گرنے لگے

دیوار ہاتھ سے چھوٹ گئی اور دروازہ بند ہونے لگا۔۔

اور پھر دروازہ بند ہو گیا وہاں سے پھر چھوٹی سی دراڑ رہ گئی۔۔۔

وہ سیدھا ہوا اور پھر سانس درست کیا۔۔۔

نور میں دروازہ پکڑوں گا اور اپ باہر نکلنا۔۔۔

اور اپ۔۔اپ اندر رہ جائیں گے۔۔۔؟

نہیں میں نہیں جاؤں گی

وہ اپنے محبوب کے لیے پریشان ہو رہی تھی

خدا سے محبت اپنی جگہ۔۔۔

اور محبوب کی فکر اپنی جگہ

میں اندر نہیں رہوں گا نور باہر اجاؤں گا۔۔

یہ اپنے بکھرے ہوئے بال پیچھے کرتے ہوئے بولا

باہر کچھ تو ایسا ہو گا جس کے ذریعے وہ ادمی یہ دروازہ کھول کر اندر ایا تھا۔۔۔

اپ باہر جائیں گی اور وہ چیز ڈھونڈیں گی اور پھر دروازہ کھولیں گی میں باہر اجاؤں گا۔۔۔

اور اگر باہر کچھ نہ ہوا دروازہ کھولنے کے لیے تو۔۔؟؟

تو میں دروازے پہ ہاتھ رکھوں گا اور خود ہی باہر اجاؤں گا۔۔۔

اور اگر اپ کے ہاتھ کو کچھ ہو گیا تو۔۔؟

اف خدا ایک تو اس لڑکی کے خدشے۔۔۔

ابرام نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا جو اس وقت سرخ ہو چکے تھے اور درد کر رہے تھے اور وہ لڑکی اس کے لیے فکر مند تھی۔۔۔

کچھ نہیں ہو گا نور مجھے میرا یقین کریں۔۔

اپ پریشان نہ ہو اتنا کہہ کر اس نے پورے زور سے اس دروازے کو پھیر الگ کیا۔۔۔
پسینے کے قطرے ماتھے سے گر رہے تھے
وہ چند لمحے پریشان سی کھڑی اس کو دیکھتی رہی۔۔۔
اور پھر نہ چاہتے ہوئے بھی دروازے سے باہر نکل گئی۔۔۔
اور اس کے ہاتھ سے خون کا پہلا قطرہ گرا تھا۔۔۔
وہ باہر نکل گئی۔۔
اور ابرام اندر رہ گیا
اس دیوار نے ان دونوں کو جدا کر دیا تھا۔۔۔
وہ دیوار ان دونوں کے درمیان میں اگئی تھی۔۔

نور نے اس پاس نظر گھمائی۔۔
وہاں اس کو سوائے ایک بٹن کے اور کچھ نظر نہیں ایا۔۔۔
اور اس نے اس بٹن کو دبانے کی کوشش کی۔۔
لیکن وہ نہیں دب رہا تھا۔۔۔
اس کو نا دنیا کی ہوش تھی نہ خود کی
اگر خیال تھا تو صرف دروازے کے اُس پار کھڑے شخص کا۔۔
وہ جانتی تھی کہ وہ دروازہ کھلنے کا انتظار کر رہا تھا۔۔
اس نے خود کو پر سکون کیا۔۔۔
اور پھر اس بٹن کو دیکھا۔۔۔!!

اور اس بٹن کو دبانا نہیں تھا۔۔

''بلکہ باہر کی طرف کھینچنا تھا۔۔۔۔

اس نے اس بٹن کو باہر کی طرف کھینچنے کی کوشش کی۔۔۔

اور پھر ایک اواز کے ساتھ وہ دروازہ کھلتا چلا گیا۔۔

ماہ نور کے چہرے پر مسکراہٹ ائی۔۔

!! وہ دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو گئی تھی

دروازہ کھلا تو اُس پار وہ نظر ایا۔۔۔

مگر اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔۔۔

وہ نور کو نہیں دیکھ رہا تھا بلکہ نور کے پیچھے دیکھ رہا تھا۔۔۔

نو۔۔نور ہم جنگل میں ہیں۔۔

اور ماہ نور کرنٹ کھا کر پیچھے کو مڑی اور سانس وہیں تھم گئی۔۔

وہ کسی جنگل کے بیچ و بیچ کھڑے تھے۔۔

اس خاموش جنگل میں وہ دونوں اکیلے تھے

وہ ایک پوش علاقے میں کھڑی تھی۔۔

سڑک کے دونوں طرف محل نما بڑے بڑے گھر بنے تھے۔۔۔

اور ایسے ہی ایک محل کے سامنے وہ دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے کھڑی تھی۔۔۔

ایک وقت تھا جب وہ تین ہوا کرتی تھی۔۔۔

اور پھر ان کی دوست ان سے جدا ہو گئی۔۔۔۔

اور ان سے اگے لوگوں کا رش تھا

شاید رپورٹرز کا۔۔۔
وہ اپنے ہاتھوں میں کیمرے پکڑے قلم پکڑے کاغذ پکڑے کھڑے تھے کسی کے انتظار میں۔۔
مگر کوئی اُس گھر سے باہر نہیں نکلا؟؟
وہ گھر پر نہیں ہیں۔۔۔
وہ لوگوں کے رش میں سے نکلتا ہوا ان کے سامنے اکر بولا۔۔۔
وہ لوگ سکندر ہاؤس کے سامنے کھڑے تھے۔۔
اب ہم کیا کریں گے جب اچانک جنت بولی۔۔
تین دن ہو گئے ہیں ان کو لا پتہ ہوئے حارث۔۔
اپ کو اندازہ بھی ہے کہ ہم نے یہ تین دن کتنے مشکل سے گزارے ہیں۔۔۔
ابرام میرا بھی دوست ہے جنت۔۔۔
مجھے اُن دونوں کی بہت فکر ہے
لیکن ابرام کا نمبر ابھی تک بند جا رہا ہے۔۔۔
اس کا مطلب حارث ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں گے۔۔
نہیں ہم ان کا انتظار کریں گے اور مجھے یقین ہے وہ واپس اجائیں گے۔۔۔
اور اپ یہ بات اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہیں؟
وہ اُداس سے انداز میں مسکرایا
کیونکہ ابرام میرا دوست ہے اس لیے۔۔۔
وہ اہستہ سے کہہ کر اگے بڑھ گیا۔۔۔

جنت نے اخری بار سکندر ہاؤس کو دیکھا۔۔

وہ بادشاہوں اور شہزادوں کا گھر تھا

اور ہاں وہ اپنی سلطنت کا بادشاہ ہی تو تھا۔۔۔ لیکن اس وقت وہ بادشاہ ایک درخت کے تنے سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔۔

اور اس کے بالکل سامنے وہ لڑکی کھڑی تھی جس کے چہرے پر پریشانی کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔۔

اور اب شام ہونے کو تھی۔۔۔

بیٹھ جائیں۔۔۔

وہ کوئی چوتھی بار اس لڑکی کو کہہ چکا تھا

لیکن وہ تھی جو بیٹھنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔

نہیں ہمیں کوئی راستہ ڈھونڈنا چاہیے یہاں سے نکلنے کا۔۔۔

ہم ایسے کیسے بیٹھ سکتے ہیں ابرام۔۔؟؟

بیٹھ جائیں نور۔۔

ہمارے میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ ہم یہاں سے نکلنے کا راستہ ڈھونڈ سکیں اور ویسے بھی اب شام ہونے والی ہے۔۔۔

اندھیرے میں ہم جنگل میں کہاں گھومیں گے۔۔۔

لیکن ہمیں۔۔۔؟؟

نور جنگل میں راستہ ڈھونڈنے والے اپنے اپ کو گم کر بیٹھتے ہیں۔۔۔

وہ سنجیدگی سے بولا۔۔۔

نور خاموشی سے بیٹھ گئی اور کچھ کر بھی نہیں سکتی تھی وہ۔۔۔
تین دن تو ویسے گزر چکے تھے۔۔
لوگ اس کی کردار کشی میں مصروف ہوں گے
وہ واپس ائے گی تو لوگ اسے کیا کیا باتیں سنائیں گے۔۔۔
کوئی اسے معاف نہیں کریں گے۔۔
لوگ اسے معاف نہیں کریں گے۔۔
آہ یہ لوگ۔۔۔
اس نے اپنا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں چھپالیا۔۔۔۔
اس کا نقصان تو ہو چکا تھا اور اس نقصان کی کوئی بھرپائی نہیں تھی شاید۔۔
اور اس کے سامنے بیٹھا شخص جانتا تھا کہ وہ رو رہی ہے۔۔۔
لیکن اس وقت اس کے پاس نور کو دینے کے لیے کوئی تسلی نہیں تھی۔۔۔
کتنی ہی دیر وہ یوں ہی بیٹھے رہے
یہاں تک کہ رات ہو گئی۔۔۔
وہ اٹھا اور ایک درخت کی شاخ سے ٹہنی توڑنے لگا نور بس اس کہ تیزی سے حرکت کرتے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی اس نے اس خوفزدہ لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔
میں دیکھتا ہوں اگر کچھ کھانے کے لیے مل جائے تب تک اپ اپنا خیال رکھیں اتا ہوں۔۔
نور نے بس اسبات میں سر ہلا دیا۔۔
خوف تھا اور وہ دلاسے سے کم نہیں ہونے والا تھا۔۔

میں بس ابھی اتاہوں زیادہ دیر نہیں لگاؤں گا۔۔۔خاموش جنگل میں جب اس کے قدم

جب سوکھے پتوں پر اتے۔۔تو وہ خاموشی میں ہلکا سا شور پیدا کرتے

اور پھر اس جنگل میں تھکتے ہارتے وہ کچھ ڈھونڈ کر واپس اگیا۔۔۔

ہاں اس نے واقعی زیادہ دیر نہیں لگائی تھی

ابرام کے ہاتھ میں سیب تھا۔۔

یہ لیں یہ کھالیں اپ۔۔۔

یہ اپ کو کہاں سے ملا۔۔؟؟

بس مل گیا۔۔

صحیح کہہ رہے ہیں ڈھونڈنے سے تو رب بھی مل جاتا ہے۔۔۔

وہ ایک پل کو اپنا سارا ڈر بھلا کر بولی۔۔۔

اور وہ رب۔۔لفظ پر ٹھہر گیا۔۔

ساقت ہو گیا۔۔۔

انکھیں اس سیب پر جم سی گئی تھی۔۔۔

اگر وہ پھل اس کو یہاں پر نہ ملتا تو۔۔؟؟لیکن پھر اس کو نور کی بات یاد ائی۔۔۔

کہ ڈھونڈنے سے تو رب بھی مل جاتا ہے۔۔

یہ تو صرف ایک پھل تھا۔۔۔"

♡♡♡

وہ گھنے جنگل میں تھے۔۔۔

وہ رات بھر جاگتے رہے ایک دوسرے کا پہرہ دیتے رہے۔۔۔

اس جنگل میں خاموشی کا سناٹا تھا

اور پھر وہ خاموشی سے خوفزدہ ہو کر بولا۔۔۔

کیا پاکستان میں اس طرح کے جنگل ہیں۔۔۔

اپنے خیالوں سے نکل کر اس نے اس لڑکے کو دیکھا جو درخت کے ساتھ ٹیک لگے اس سے پوچھ رہا تھا۔۔۔۔

وہاں جنگل ہیں لیکن اتنے خوفناک نہیں۔۔

اچھا لیکن خوفناک تو اب مجھے یہ بھی نہیں لگ رہا۔۔۔

وہ ام سے لہجے میں بات کر رہا تھا

شاید اس لڑکی کی پریشانی کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔

اگر میں پاکستان میں ہوتی تو یہ حال نہ ہوتا۔۔

لیکن پاکستان میں میں تو نہ ہوتا۔۔؟؟

اور پھر اندھیرے میں بھی اس نے اس لڑکی کو بُت بنتے دیکھا تھا

میرا مطلب ہے وہاں اپ اکیلی اس مصیبت کا سامنا کر رہی ہوتی۔۔۔

وہ خاموش رہی الفاظ نہیں تھے۔۔۔

جنگل میں پھر خاموشی پھیل گئی۔۔۔

♡♡♡

وہ دونوں اس وقت ہاسٹل کے کوریڈور میں کھڑے تھے

نور نہیں جانتی تھی کہ ابرام مسلمان نہیں ہے۔۔۔
ابرام نے اس سے جھوٹ بولا تھا۔۔۔
جنت حارث کو بتا رہی تھی
جبکہ حارث کو یہ بات پہلے سے پتہ تھی لیکن وہ شرمندہ ہوا۔۔۔
وہ دراصل۔۔۔
کیا ابرام نور کو پسند کرتا تھا۔۔؟
جنت نے حارث کی انکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا
نہیں۔۔۔
اس کی انکھوں میں پانی انے لگا تھا وہ کن لوگوں پر بھروسہ کر بیٹھی تھی۔۔
اللہ نور نہ جانے کس حال میں ہو گی۔۔۔
وہ اب رونے لگ گئی تھی
وہ کچھ دیر خاموشی سے اس کو دیکھتا رہا پھر چلا گیا۔۔۔
حارث کے پاس کچھ نہیں تھا اس کو کہنے کے لیے
اور عین اسی وقت اس کے موبائل کی بیل بجی۔۔

♡♡♡

وہ دونوں اب بھی جاگ رہے تھے۔۔۔
ابرام بار بار اس پاس دیکھتا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس جنگل میں صرف وہ دونوں اکیلے نہیں تھے۔۔۔۔
کیونکہ جنگل تو جانوروں کا گھر تھا۔۔۔

اور پھر اسی وقت اسمان میں بادل کارجنے لگے۔۔
بارش ہونے والی ہے۔۔۔
ہاں شاید۔۔۔۔وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا
اب ہم کیا کریں گے کہاں جائیں گے وہ ایک بار پھر پریشان ہونے لگ گئی۔۔
اپ یہی رہیں میں دیکھتا ہوں شاید کچھ اس پاس جگہ مل جائے۔۔۔
وہ اٹھا اور اس پاس دیکھنے لگا پھر قدم رک گئے۔۔۔
اندھیرے میں نور کا چہرہ صاف نظر نہیں ارہا تھا لیکن وہ جانتا تھا وہ لڑکی رونے والی ہو گئی ہے۔۔
م۔۔مجھے ڈر لگ رہا ہے اپ پلیز کہیں نہ جائیں۔۔۔

اور پھر وہیں رک گیا اسمان میں بجلی چمک رہی تھی کچھ دیر میں بادل برسنے کو تھے۔۔
وہ اس کے پاس وہیں بیٹھ گیا۔۔۔

کوئی بات نہیں صبح ہوتے ہی ہم کوئی جگہ ڈھونڈ لیں گے وہ اس کو دلاسا دے رہا تھا۔۔۔
اور اسی لمحے بارش کی پہلی بوند۔۔
اس لڑکے کی پلک پر پڑی۔۔۔

اور پھر بارش تیز ہونے لگی ہے صبح ہونے میں ابھی بہت وقت تھا

اور پھر وہ دونوں بارش میں بھیگنے لگے۔۔۔

بارش کی رفتار بڑھتی جارہی تھی۔۔۔
کچھ دیر میں رات کا اختتام ہونے والا تھا
وقت نے ان دونوں پر شدید کہر ڈھایا تھا۔۔۔
اور قدرت ان دونوں کی پہریدار تھی۔۔۔
امتحان دیتے ان دونوں لوگوں کی۔۔۔

♡♡♡

اور پھر ابرام نے بے ساختہ اس لڑکی کو دیکھا
وہ دھیرے دھیرے کانپ رہی تھی۔۔۔
شاید اس کو بخار ہو رہا تھا۔۔۔۔
ماہ نور۔۔۔؟؟
اپ ٹھیک تو ہیں نہ۔۔۔
یہ دونوں بھیگ چکے تھے اور اب بارش تقریبا تھم گئی تھی۔۔۔۔
نور اپ ٹھیک ہیں نہ۔۔۔؟؟
اس نے ایک بار پھر پوچھا لیکن وہ لڑکی خاموش رہی۔۔۔
اس نے اپنے ہاتھ سے اس کو ہلانا چاہا اور پھر اپنا ہاتھ روک دیا۔۔۔

اُس لڑکی کی انکھیں اُس کی حالت بیان کر رہی تھی۔۔۔۔
ہاں اسے تیز بخار نے گھیرا تھا۔۔۔
اور پھر وہ بے بس سا اس کو دیکھتا رہا
اپ یہیں رہ رہے ہیں میں اتا ہوں۔۔۔
وہ اس کو کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔
اور پھر اگے بڑھ گیا۔۔۔
اور اس لمحے ابرام سکندر کو خود نہیں معلوم تھا کہ وہ کس چیز کی تلاش میں جا رہا ہے اور وہ کہاں جا رہا ہے۔۔۔۔
وہ اس کے لیے کھانے کی تلاش میں تھا۔۔۔
اور کسی ایسی جگہ کی تلاش میں جہاں وہ پناہ لے سکتے ہیں۔۔۔۔

وہ لڑکی اخر اس کی تھی کون۔۔؟
وہ جنگل چیخیں مار مار کر اس سے یہ سوال پوچھ رہا تھا۔۔۔۔
وہ لڑکی اسکے لیے بہت عزیز تھی
مگر بنا کوئی جواب دیے وہ اُس کیچڑ والی زمین پر سنبھل کر پاؤں رکھتا اگے بڑھ رہا تھا۔۔۔
♡♡♡
نور اور ابرام استنبول میں نہیں ہیں۔۔۔
انہیں یہاں سے ایک پرائیویٹ گاڑی کے ذریعے نکالا گیا تھا اغوا کیا گیا تھا۔۔۔
تو وہ گاڑی ان دونوں کو کہاں پر لے گئی۔۔۔؟

جنت نے سوال کیا۔۔۔

انطالیہ میں۔۔۔
تو مطلب وہ لوگ انطالیہ میں ہیں۔۔؟
نہیں۔۔۔ج۔۔جنت وہ دراصل۔۔۔
حارث کے لاب خشک ہو رہے تھے۔۔
وہ گاڑی انتالیہ میں ملی تھی وہ بھی اگ سے بھسم ہوئی۔۔۔۔
اور یہ بات سننی ہی تھی کہ جنت کی انکھوں میں انسوا گئے۔۔۔
تو کیا وہ لوگ مر گئے۔۔۔
عنایہ اس سب بعد میں اب بیچ میں بولی تھی۔۔۔
جو مسلسل کھڑکی سے باہر جھانک رہی تھی جیسے وہ دونوں ابھی نظرا جائیں گے۔۔۔
اور پھر حارث بے بس سا ہو کر وہاں سے چلا گیا۔۔
اور جنت ابھی تک حیران پریشان کھڑی تھی
نور روز اس کی کھڑکی کے پاس اکر بیٹھتی تھی نا جنت۔۔؟؟
فجر کے وقت جب اسے اللہ کے حضور میں پیش ہونا ہوتا تھا
وہ یہاں اکر بیٹھ جاتی تھی۔۔۔
اُس کو دیکھنے کے لیے یہاں بیٹھتی تھی نا وہ
جنت۔۔۔نور اپنے اور اللہ کے درمیان میں ابرام سکندر کو لے ائی تھی۔۔۔
اب عنایہ کی انکھوں سے انسو گرنے لگے تھے

اور جنت اس کو سن ہی نہیں رہی تھی

اس نے اپنی سب سے اچھی دوست کو کھو دیا تھا۔۔۔۔

جسے شاید اب وہ کبھی نہیں دیکھ سکتی تھی

♡♡♡

اپنی شرٹ کے بازوؤں کو وہ کہنیوں تک چڑھائے۔۔

ان ٹوٹی ہوئی چھوٹی لکڑیوں میں اگ لگانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

اس کے گھنے بال اس کے ماتھے پر بکھرے پڑے تھے

اور وہ بار بار نور کو دیکھ رہا تھا جو درخت کے ساتھ ٹیک لگائے بے ہوش پڑی تھی۔۔۔

اور پھر بہت دیر کی کوشش کے بعد وہ اگ جلانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔۔۔

پھر وہ اس کی طرف ایا

اس لڑکی کا چہرہ بخار سے سرخ ہو رہا تھا ہونٹ نیلے پڑ گئے تھے۔۔۔

البتہ حجاب ابھی تک سر پر درست تھا بس میلا ہو چکا تھا۔۔۔

اس لڑکی کی حالت دیکھ کر ابرام کے دل میں کھنچاؤ پڑا تھا

نور۔۔۔۔

اٹھ جائیں ماہ نور۔۔۔۔

اس لڑکی نے ہلکی سی انکھیں کھول کر اس کو دیکھا

وہ جیسے ہوش میں ارہی تھی

اور تھوڑی دیر بعد وہ انکھیں کھولیں اگ کو گھور رہی تھی۔۔۔

اور پھر اس نے اس لڑکے کی طرف دیکھا۔۔

جو دھوئیں کا روک رہا تھا اُس کے چہرے پر پڑنے سے

اور خود اس دھوئیں سے ہلکان ہو رہا تھا۔۔۔

وہ دھواں اس کے حلق میں گیا اور پھر وہ کھانسنے لگا۔۔

اور اسی دوران اس کی نظر نور پر پڑی وہ اسی کو دیکھ رہی تھی۔۔

ا۔۔اپ ٹھیک ہیں اب۔۔؟

طبیعت ٹھیک ہے اپ کی۔۔

جی۔۔

وہ دھیمی اواز میں بولی

میں پریشان ہو گیا تھا۔۔

اس بار وہ لڑکی خاموش رہی۔۔

اس نے پھر کوئی پھل اس کی طرف بڑھایا

لڑکی اس پھل کو کھانے لگی اور ابرام بھی اپنے حصے کا پھل کھانے لگا۔۔

ابرام۔۔

وہ اپنے حصے کا کھانا ختم کر چکی تھی

اور ابرام نے اپنے حصے کا پھل اس کی طرف بڑھا دیا۔۔

وہ جانتا تھا اس نے طلبگار بن کر اس کو پکارا تھا۔۔

وہ لہجوں کو سمجھتا تھا۔۔

اگر ہم زندہ رہ گئے اور یہاں سے بچ کر نکل گئے تو۔۔

وہ اپنے ہاتھوں کو گھور رہی تھی۔۔

اور پھر ابرام کو خیال ایا کہ وہ کسی اور چیز کی طلبگار تھی۔۔۔
نہ کہ اس پھل کی
ابرام نے اپنا پھل والا ہاتھ واپس پیچھے کر لیا۔۔
تو کیا نور۔۔؟
تو۔۔۔وہ اپنی بات کرنے کے لیے جھجک رہی تھی۔۔
جی میں سن رہا ہوں اپ کہیں۔۔۔؟؟؟
اور پھر اُس لڑکی نے گہرا سانس لیا سر اٹھا کر ابرام سکندر کی طرف دیکھا۔۔۔
تو کیا اپ مجھ سے نکاح کریں گے۔۔۔۔؟؟
اور ابرام کی سانس وہیں پر تھم گئیں۔۔۔
میں۔۔۔میں ک۔۔کچھ دن۔۔میں باد۔۔بتاؤں گا

جنت نے واپس پاکستان کال کر دی تھی۔۔
اور ماہ نور کے گھر والوں کو سب کچھ بتا دیا۔۔۔
کچھ چھپانے کو بچا ہی نہیں تھا اور امید بھی اب ان کے پاس ختم ہو چکی تھی۔۔۔
وہ اس وقت استنبول کی کسی فٹ پاتھ پر لگے بینچ پر خاموش بیٹھی تھی۔۔۔
جب اچانک عنایہ اس کے پاس اکر کھڑی ہو گئ
عنایہ میں پاکستان واپس جانا چاہتی ہوں۔۔
ہم واپس چلتے ہیں۔۔۔
تم میرے ساتھ اؤ گی نہ۔۔۔؟

نہیں میں واپس نہیں جاؤں گی۔۔۔
وہ جنت کے پاس بیٹھتی ہوئی بولی
ہم ماہ نور کے بنا پاکستان واپس نہیں جائیں گے ہم نے اس سے وعدہ کیا تھا جنت۔۔۔
ہم یہاں ایک ساتھ ائے تھے اور ایک ساتھ ہی واپس جائیں گے۔۔۔
کیا تمہیں لگتا ہے کہ نور زندہ ہے۔۔؟؟
ہاں مجھے پورا یقین ہے وہ زندہ ہے اسے کچھ نہیں ہوا۔۔وہ دوست تھی یہ بات اس کے دل نے کہی تھی۔۔
کیا تمہیں نہیں لگتا جنت کے نور زندہ ہے۔۔
نہیں۔۔۔
مجھے لگتا ہے وہ ہمیں چھوڑ کے جا چکی ہے۔۔
جنت کی انکھوں میں پانی بھرنے لگا تھا۔۔۔
ایک جنت تھی جو نہ چاہتے ہوئے بھی تسلیم کر چکی تھی کہ نور اب زندہ نہیں ہے۔۔۔
اور ایک عنایہ تھی جو یہ ماننے کو تیار ہی نہیں تھی کہ نور مر چکی ہے

♡♡♡

وہ جنگل میں بس حیرت زدہ سا کھڑا نور کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔
اور نور درخت کے ساتھ ٹیک لگائے انکھیں بند کر گئی تھی۔۔۔
نور ابرام کے جواب کی منتظر نہیں تھی۔۔۔
اُس کے لیے بس اتنا ہی بہت تھا کہ اُس نے اپنی بات کہہ دی تھی۔۔۔
اور وہ لڑکا سانس روکے اس کو دیکھے جا رہا تھا۔۔

ابرام سکندر یہ بات بہت اچھے سے جانتا تھا۔۔

کہ نور اُس کے ساتھ دوسرے لوگوں جیسا رویہ نہیں رکھتی تھی۔۔۔

لیکن پھر بھی نور کے سوال نے ابرام کو خاموش کر دیا تھا۔۔۔

وہ خوف زدہ تھا۔۔۔

کہ وہ لڑکی اس کی اصلیت نہیں جانتی تھی کہ وہ تو خدا کو مانتا ہی نہیں تھا۔۔۔

اور جب اس کو اصلیت کا پتہ چلے گا۔۔

تو وہ لڑکی تو ابرام سکندر کا چہرہ تک دیکھنا پسند نہیں کرے گی۔۔۔

وہ اس سے نفرت کرنے لگے گی۔۔۔

اور ان سب سوچوں نے پہلی بار ابرام سکندر کی انکھوں میں نمی لائی تھی۔۔۔

اس نے نور کی طرف اپنا ہاتھ ایک مقصد کے لیے بڑھایا تھا۔۔۔

لیکن اب وہ لڑکی ماہ نور تھی۔۔۔

نور۔۔اس کی محبت۔۔۔

وہ اس کی نظروں میں اپنے لیے نفرت نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔

ہاں وہ محبتۂ کر بیٹھا تھا

اور پھر ایک دن اور گزر گیا۔۔۔

وہ دونوں پھر جنگل میں سورج کو ڈوبتا ہوا دیکھ رہے تھے۔۔۔

وہ دونوں چلتے چلتے تھک چکے تھے نور کی طبیعت تو پہلے سے ہی خراب تھی۔۔۔

اور ابرام نہیں چاہتا تھا کہ انہیں پھر اس اندھیرے جنگل میں دربدر پوری رات پھرنا پڑے۔۔

اور اخر کار انہیں ایک چھوٹی سی گفہ مل ہی گئی۔۔

اور پھر نور کو وہ اس گوفہ کے اندر بھیج کر کھانے کی تلاش میں باہر نکل پڑا

وہ نہیں جانتا تھا کہ ان کا یہ امتحان کب ختم ہو گا لیکن انہیں زندہ رہنا تھا

اور پھر اس نے درخت سے کچھ پھل توڑے۔۔

اور پھر۔۔ پھر وہ واپس انے کا راستہ بھٹک گیا۔۔

اخر کار انسان تھا بھٹک گیا۔۔۔

رات کا اندھیرا چھا رہا تھا اور وہ جنگل میں اس گوفہ کو ڈھونڈ رہا۔۔۔

وہ خوفزدہ سا تھا۔۔۔

جنگل کی زمین پر ارام سے پیر رکھتا کہ کہیں شور پیدا نہ ہو۔۔

نہیں تو جنگل جن کا گھر تھا وہ اس کی بوٹی بوٹی کر دیتے۔۔۔

وہ مشکل میں پڑ چکا تھا۔۔

اور اس مشکل سے نکالنے والا اسے کوئی نہیں تھا

یا پھر شاید کوئی تھا۔۔۔؟؟

جس سے ابرام سکندر بہت دور تھا۔۔

اس کے بال پسینے کی وجہ سے اس کے ماتھے پر چپک گئے تھے۔۔

اور پھر ایک عجیب سا احساس ہوا وہاں کوئی تھا۔۔

اس نے محسوس کیا تھا کہ وہ وہاں اکیلا نہیں تھا

وہ ایک دم پیچھے پلٹا۔۔

اور اسمان کی طرف دیکھا۔۔

وہاں وہ خوبصورت پرندہ اپنی خوبصورت اواز میں چہچہا رہا تھا۔۔۔
جسے وہ اس گھنے اندھیرے میں بھی پہچان گیا تھا
یہ وہی تھا جس کو اس نے اپنے خواب میں دیکھا تھا۔۔۔
وہ بہت غور سے ابرام کو دیکھ رہا تھا۔۔
اور پھر اس نے اپنے خوبصورت پار پھیلاے
اور ایک جانب اڑنے لگا۔۔
اور ابرام بے سود اس کے پیچھے چلنے لگے۔۔
ابرام کے ذہن سے یہ بات نکل گئی تھی کہ وہ اس گھنے جنگل میں اکیلا تھا۔۔۔
بس وہ چلتا جا رہا تھا نظر اس پرندے پر مرکوز تھی۔۔۔
یہاں تک کہ اس کے پیر پتھر سے ٹکرایا
اور اس نے نظر ہٹا کر اپنے سامنے دیکھا۔۔۔
تو وہ گوفہ اس کی انکھوں کے سامنے تھی
اور وہ پرندہ وہ اڑ کے دور جا رہا تھا۔۔۔
ایک سرد لہر اس کے اندر تک سرات کر گئی۔۔۔
اخر وہ کون تھا جس نے اس کی مدد کی تھی۔۔۔؟؟
اور کس نے بھیجا تھا اس کو ابرام کی مدد کے لیے۔۔؟؟
یہ سوال اس کے اندر سر اٹھا رہا تھا۔۔۔

وہ گوفہ کے اندر داخل ہوا۔۔

تو اندھیرا کافی تھا۔۔

نور نے ڈر کر پوچھا

کون؟؟

میں ہوں۔۔

اپ ٹھیک ہیں؟؟

جی۔۔۔

ابرام نے لکڑیاں جوڑ کر

پتھروں سے اگ لگائی تھی۔۔۔

اپ نے بہت دیر لگادی تھی انے میں۔۔؟؟

میں راستہ بھول گیا تھا۔۔۔

اور پھر پتہ نہیں کسی نے میری مدد کی

کس نے کی مدد۔۔؟؟

وہ حیران ہو گئی تھی اس کھانے جنگل میں کون تھا اس کی مدد کرنے والا

پتہ نہیں میں نہیں جانتا۔۔۔

وہ الجھے ہوئے انداز میں بولا۔۔

ہماری مدد کون کرتا ہے ماہ نور۔۔؟

کوئی بھی کر سکتا ہے ہماری مدد کوئی انسان بھی کوئی جانور بھی

اور اگر وہ انسان نہ ہو۔۔۔؟؟

جب کوئی ہو ہی نہ۔۔

تب ہماری مدد کون کرتا ہے۔۔؟

نور نے گہرا سانس بھر۔۔۔۔

تب ہماری مدد اللہ کرتا ہے

جب کوئی نہیں ہوتا ہماری مدد کے لیے تب اللہ ہوتا ہے۔۔۔

اور ابرام کے اندر تک ایک اطمینان اترا تھا۔۔

جیسے وہ اسی جواب کے انتظار میں تھا

مدد ہمیشہ اللہ کی طرف سے ہی ہوتی ہے ابرام۔۔

اس کا وسیلہ کوئی بھی بن سکتا ہے کوئی انسان کوئی جانور کوئی بھی۔۔۔

ایک پرندہ بھی؟؟

ہاں جی ایک پرندہ بھی۔۔۔

وہ ایک پل کو رکی۔۔

کیا اپ نے سورہ فیل نہیں پڑھی۔۔۔؟

اس نے نفی میں سار اہلا دیا وہ اب اور جھوٹ نہیں بولنا چاہتا تھا۔۔۔

اپ اس کو پڑھیے گا جب بھی اپ کو وقت ملے۔۔
اور پھر وہ سو گئے۔۔۔
رات کافی ہو گئی تھی
اور صبح انہوں نے اپنا سفر دوبارہ شروع کیا
ابرام ایک اونچے درخت پر چڑھا۔۔۔
اور پھر اپنے چاروں طرف دیکھا۔۔۔
اُسے اندازہ ہو گیا تھا
کہ اب انہیں کس طرف کو جانا ہے
اور پھر راستے میں وہ ایک جگہ تھک ہار کر درخت کے ساتھ پشت لگا کر بیٹھ گئے۔۔۔
اج اسمان میں دھوپ نہیں تھی نہ ہی گرمی اج بادل تھے اور ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔۔
اور پھر ابرام نے اپنا بیگ کھولا۔۔
جو کہ اب بہت میلا ہو چکا تھا اور پھر ان میں سے کچھ کاغذات نکالے۔۔۔
یہ کیا ہے۔۔۔؟
نور نے بڑی دلچسپی سے پوچھا تھا
یہ سب میری پینٹنگز ہیں۔۔۔
تو کیا میں ان کو دیکھ سکتی ہوں؟؟
جی۔۔
اور پھر ایک کے بعد ایک نور اس کی وہ پینٹنگ دیکھتی رہی
اور پھر ایک تصویر کو دیکھتے ہوئے وہ چونکی

اور وہ کاغذ ابرام کے چہرے کے سامنے لہرایا
یہ ایک پرندہ ہے جو اکثر میرے خواب میں اتا ہے۔۔
وہ مدھم اواز میں بولتا ہوا اپنی گردن جھکا گیا
لیکن یہ ابابیل ہے شاید۔۔
ابابیل؟
اس نے پہلی بار یہ نام سنا تھا
جی جب ہم نے سورہ فیل پڑھی تھی تب ہمیں اس پرندے کے بارے میں بتایا گیا تھا۔۔
سورہ فیل میں کیا ہے نور۔۔۔
وہ جیسے ابابیل پر اٹک گیا
سورہ فیل میں ابابیلوں کا قصہ ہے۔۔
وہ پینٹنگز دیکھتے ہوئے بتا رہی تھی
کیا اپ مجھے وہ قصہ بتائیں گی۔۔۔؟
وہ ابرام کو دیکھ کر ہلکا سا مسکرائی
اور پھر اس کو ابابیل کا قصہ سنانے لگی
یہ وہ قصہ تھا جس میں نجات تھی
نور کا بھائی استنبول اگیا تھا
لیکن وہ اس کو کہاں ملنے والی تھی۔۔۔
وہ تو کسی کو بھی نہیں ملنے والی تھی
عنایا کو بھی یقین اگیا تھا کہ نور نہیں ملنے

لیکن وہ اب تک اپنا وعدہ وفا کر رہی تھی۔۔۔
اس نے کہا تھا وہ ایک ساتھ ائے تھے اور ایک ساتھ ہی جائیں گے لیکن اب امیدیں ختم ہوتی جا رہی۔۔۔

♡♡♡

اپ لوگوں کی واپسی کب ہے اب۔۔
حارث اسمان کی طرف چہرہ کیے جنت سے پوچھ رہا تھا۔۔۔
وہ اس وقت استنبول کے کسی پارک میں واک کر رہے تھے۔۔۔
حارث کا دکھ ان دونوں سے کہیں زیادہ تھا۔۔
ان دونوں نے دوست گوائی تھی۔۔۔
اور اُس نے اپنے دوست کے ساتھ ساتھ اپنی محبت بھی۔۔۔
لیکن شاید جنت حارث کے احساسات جان گئی تھی۔۔۔
کچھ دنوں میں واپس چلے جائیں گے ہم۔۔۔
عنایہ مان گئی ہے کیا۔۔؟
جنت میں کوئی جواب نہیں دیا کون جانتا تھا کہ یہ سب کیا محسوس کر رہے تھے۔۔
کسی کی محبت کھو گئی تھی اور کسی کی دوستی۔۔۔
تم نے نور کو کیوں نہیں بتایا حارث۔۔۔
کہ تم اسے پسند کرتے ہو۔۔۔
مجھے کبھی موقع نہیں ملا۔۔۔
وہ گردن نیچے کر کے ہلکا سا یا

ابرام نے کیوں جھوٹ بولا تھا کہ وہ مسلمان نہیں تھا اب وہ ابرام کی بات کر رہی تھی
وہ اپنے دوست کا راز نہیں کھولنا چاہتا تھا۔۔۔
میں نے تمہیں صبح دیکھا تھا تم نماز پڑھ رہے تھے
تو کیا تم مسلم ہو۔۔؟؟
اور حارث خاموش ہو گیا اس بارے میں وہ صفائیاں نہیں دینا چاہتا تھا۔۔۔
اس بارے میں صفائیاں دینا بہت مشکل ہوتا ہے
اس نے جھوٹ کیوں بولا تھا حارث
کیا وہ نور کو پسند کرتا تھا۔۔؟
میں نہیں جانتا۔۔۔
وہ بس نور کو جاننا چاہتا تھا اس کے ایمان کو جاننا چاہتا تھا اس کے خدا کو جاننا چاہتا تھا۔۔۔
وہ بھٹکا ہوا انسان تھا لیکن سیدھے راستے کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا۔۔۔
اور پھر وہ کتنی ہی دیر نور اور ابرام کی باتیں کرتے رہی۔۔
جو شاید ان کی باتوں میں ہی زندہ تھے۔۔۔

♡♡♡

اس نے ایک لشکر تیار کیا تھا تا کہ وہ بدلہ لے سکے۔۔
وہ اس کو ابابیلوں کا قصہ سنا رہی تھی۔۔۔
اور وہ پورے دھیان سے سن رہا تھا
وہ ہاتھیوں پر سوار خانہ کعبہ کی طرف جا رہے تھے۔۔۔
اور کوئی انہیں روک نہیں سکتا تھا نہ ہی کسی نے کوشش کی تھی ان کو روکنے کی

ان کا راستہ بالکل صاف تھا لیکن وہ سب جاہل تھے
وہ ابھی خانہ کعبہ کے قریب تک نہیں پہنچے تھے جب اللہ نے اپنا لشکر بھیجا۔۔۔
ابابیلوں کا لشکر بھیجا تھا۔۔۔
وہ ابابیل اتنے تھے کہ ان کا مقابلہ کوئی نہیں کر پاتا۔۔
انہوں نے ہاتھیوں پر کنکریوں کی بارش کر دی۔۔۔
وہ کنکر جب تک ان کی چونچ میں تھے
تب تک چھوٹے تھے
اور جب وہ ان کنکروں کو نیچے پھینکتے تھے۔۔۔
تو وہ پتھر میں تبدیل ہو جاتے تھے

جو کام انسان نہیں کر پائے تھے وہ ان پرندوں نے کیا تھا
انہوں نے خانہ کعبہ کی حفاظت کی تھی۔۔۔
انہوں نے خدا کے گھر کی حفاظت کی تھی۔۔۔
اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے وہ جب مدد کرنے کو آتا ہے تو سمندر میں راستہ بھی بنا سکتا ہے۔۔۔
وہ سب کچھ کر سکتا ہے اُس کے لیے کچھ بھی ناممکن نہیں ہے ابرام۔۔
اور یہ کہتے کہتے اس نے ابرام کی طرف دیکھا۔۔
اور اس کے الفاظ حلق میں ہی اٹک گئے

اس کا چہرہ انسوؤں سے بھیگ گیا تھا وہ نہ جانے کب سے رو رہا تھا اور کیوں رو رہا تھا کس کو خبر تھی۔۔

اس کا دل جیسے پھٹنے کو آ گیا تھا۔۔۔

دماغ کی ساری حصے جاگ گئی تھے۔۔

دماغ اسے ہر سوال کا جواب دے رہا تھا۔۔۔

وہ جنگل میں کیوں تھا اسے خواب کیوں اتے تھے اس وقت نور اس کے ساتھ کیوں تھی اور اس کی مدد ابابیل نے کیوں کی تھی۔۔۔

اسے ہر سوال کا جواب مل چکا تھا۔۔۔

ابرام۔۔۔؟

وہ اس کی حالت دیکھ کر گھبرا گئی تھی

وہ بچوں کی طرح اپنے دونوں ہاتھوں میں منہ چھپائے رونے لگا۔۔۔

اواز بلند ہونے لگی تھی۔۔۔

لیکن وہ چھپ نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

وہ ابرام سکندر۔۔۔ جس خدا کو مانتا ہی نہیں تھا اسی خدا نے ابابیل کو بھیج کر اس کی مدد کی تھی

اس کا دل چاہ رہا تھا کہیں ڈوب کر مر جائے

وہ اپنے خدا کے اگے شرمندہ تھا۔۔۔

اور یہ شرمندگی کے انسو تھے پچھتاوے کے انسو تھے۔۔۔

اس نے مان لیا تھا وہ ہے بس وہی تو ہے۔۔۔

اس کا دل ایمان لے ایا تھا۔۔

اس خدا پر جس نے نور کو بھیجا تھا اس کی ہدایت کے لیے۔۔۔

وہ ایمان لے ایا تھا اس خدا پر جسے وہ ہر لمحے محسوس کرتا تھا۔۔

لیکن اس احساس سے بے خبر تھا۔۔۔

وہ اس خدا پر ایمان لے ایا تھا جس نے ہر جگہ اس کی حفاظت کی تھی۔۔۔

لیکن وہ ابھی بھی رو رہا تھا۔۔۔

شرمندگی کے انسو بہا رہا تھا۔۔۔

وہ تو بڑا نافرمان بندہ تھا۔۔۔

وہ توبہ کیسے کرے گا کس منہ سے اللہ سے معافی مانگتا۔۔۔

اور اسمان سے گرتی بارش کی بوندیں مسلسل اس کے انسوؤں کو صاف کر رہی تھی۔۔۔

کوئی تو تھا جو اس کو دلاسہ دے رہا تھا وہ تو معصوم تھا انجان تھا۔۔۔

وہ ایک بھٹکا ہوا مسافر تھا۔۔۔

جو اب راستے پر ایا تھا۔۔۔

نور کو لگا شاید وہ اپنے گھر والوں کو یاد کر رہا ہو گا۔۔۔ لیکن وہ کیا جانتی تھی

کہ اسے کیا یاد ایا تھا۔۔

اسے تو خدا اب یاد ایا تھا۔۔۔

انہیں یہاں ائے ہوئے بہت وقت گزر گیا تھا جنگل سے تو ان کی اب دوستی ہو گئی تھی۔۔۔

اور وہ ایمان لانے والا انسان۔۔

وہ پہلے سے زیادہ خاموش رہنے لگا تھا
کبھی اسمان کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگتا
تب تو کبھی گھٹنوں میں سر دیے بچوں کی طرح رونے لگتا۔۔۔
وہ اس دلدل اس کیچڑ سے باہر نکل ایا تھا اس کے خواب سچے ہو گئے تھے لیکن وہ شرمندہ تھا۔۔۔
اگر حارث اس وقت اس کے ساتھ ہوتا تو وہ اس کو بتاتا کہ وہ کیا محسوس کر رہا ہے اس لڑکی کو تو وہ کچھ بتا بھی نہیں سکتا۔۔۔
وہ اس کو جھوٹا کہتی وہ اس کے چہرے سے نفرت کرتی وہ اس سے نفرت کرتا۔۔۔
اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ نور اب اس سے نفرت کرے
اور جیسے تیسے وہ جنگل سے باہر نکل ہی ائے تھے۔۔
اب ہم کیا کریں گے۔۔
وہ سمندر کو دیکھتے ہوئے بولی سورج جب ڈوبنے کو تھا
ابرام مسکرایا
ہم وہی کریں گے جو ابھی تک کرتے ائے ہیں نور ہم ہمت نہیں ہاریں گے۔۔۔
ویسے بھی جنت اور عنایہ اپ کے انتظار میں ہوں گی۔۔۔
وہ ان دونوں کے نام سنتے ہی مسکرانے کی بجائے اس کی انکھوں میں انسوا گئے۔۔۔
اور سامنے کھڑے انسان کو تکلیف ہوئی تھی۔۔
کیونکہ جانے انجانے میں وہ اس سے محبت کر بیٹھا تھا۔۔۔
اپ کو رلانے کے لیے میں نے ان کے نام نہیں لیے۔۔؟

کچھ ہی وقت باقی ہے پھر اپ تینوں اکٹھی ہوں گی
اور ہمارے پروفیسر کی تعریف کر رہی ہوں گی۔۔
وہ مسکراہٹ چھپاتا ہوا بولا۔۔
اللہ اللہ۔۔۔
مطلب وہ ان کے پیچھے بیٹھا ان کی باتیں سنتا تھا نور کو جیسے جھٹکا لگا۔۔۔
وہ اپنے کلاس میں کہے ہر الفاظ کو یاد کر رہی تھی۔۔
اسے اب احساس ہو رہا تھا کہ وہ کتنا بولتی تھی
نہیں جی ہم کسی کو کچھ نہیں کہتے۔۔
ویسے بھی ہم واپس پاکستان چلے جائیں گے
ہم تینوں واپس پاکستان چلی جائیں گی۔۔۔
اس نے جلدی سے فیصلہ کر لیا اتنی جلدی کے پاس کھڑے انسان کے بارے میں نہیں سوچا
اور میں۔۔۔؟
اس نے گردن جھکا کر سوال کیا
نور کا دل عجیب ہوا۔۔
وہ اپنے اپ کو کیوں لے ایا تھا اس بات میں
وہ ذرا اس کے کان کے قریب ہوا
اپ کو نکاح نہیں کرنا کیا میرے ساتھ؟؟
اس نے نہایت سنجیدگی سے یہ سوال کیا تھا

اور نور کو اب خیال ایا تھا کہ وہ چند دن پہلے کیا فضول بات کر چکی تھی۔۔۔
مج۔۔۔مجھے نہیں پتا۔۔۔
میرے ساتھ ایسی بات نہیں کرنی چاہیے۔۔۔
وہ معصومیت سے بولی۔۔
وہ ہلکا سا مسکرایا
جانتا ہوں۔۔۔خوبصورت لڑکیوں سے ایسی بات نہیں کرتے اور اس کے کان میں ہلکا سا کہہ کر دور ہو گیا
اور نور کی معصومیت پر کوئی بھی دل ہار سکتا تھا۔۔۔
اور وہ اپنا دل ہار گیا تھا
اور پھر وہ لکڑیوں سے اگ جلانے لگا
انہیں اب اپنے خدا پر یقین تھا کہ وہ جلدی ہی صحیح سلامت واپس ہاسٹل ہوں گے۔۔
اور پھر دور سے انہیں ایک بحری جہاز دکھائی دیا تھا شاید جوان کی مدد کرنے والا تھا اللہ اب بھی ان کے ساتھ۔۔۔
سمندر کے کنارے بیٹھے ہوئے دونوں انسان اللہ پر یقین رکھتے تھے۔۔
اور اللہ نہ تو کبھی اکیلا چھوڑتا ہے اور نہ ہی تھکنے دیتا ہے۔۔۔
وہ تینوں استنبول کے ایک سٹیشن پر کھڑے تھے۔۔
اور ان تینوں کے چہرے پر تھکن تھی جیسے وہ جی کر بھی نہیں جی پا رہے تھے۔۔
ان تینوں کی امیدیں ان تینوں کا یقین کہیں دور پیچھے رہ گیا تھا۔۔۔
میں امید کرتا ہوں چھٹیاں ختم ہونے سے پہلے تم دونوں واپس اجاؤ گی۔۔۔؟

وہ پہلا شخص تھا جس نے انہیں استنبول میں استنبول یونیورسٹی میں خوش امدید کیا تھا اور اب انہیں الوداع کہنا اس کے لیے مشکل کام تھا۔۔

ہمم۔۔ جنت نے مسکرانے کی کوشش کی لیکن شاید ان کے لیے اب مسکرانا بھی بہت مشکل تھا

کچھ دیر بعد وہ وہاں پر اکیلا کھڑا رہ گیا وہ دونوں لڑکیاں جا چکی تھیں اسے بھی اب واپس جانا تھا

جیسے اسے احساس ہوا کہ اس کے پاس اکر کوئی کھڑا ہو گیا۔۔۔

لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔۔۔

وہ جو تیسری ان کے ساتھ ائی تھی وہ واپس نہیں گئی تھی وہ یہی تھی استنبول میں۔۔

اس کے دل میں اس کے دماغ میں۔۔

وہ اس کو بہت پیاری تھی۔۔

ماہ نور۔۔۔

اس کی انکھیں نم ہو گئی اس نے ہلکی اواز میں اس کا نام دہرا۔۔۔

وہ اس کو کہیں نہیں مل رہی تھی وہ کتنے دنوں سے اس کو ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔

وہ لڑکی تو اسے اچھا ہی نہیں سمجھتی تھی وہ اس سے چھڑتی تھی۔۔۔

لیکن وہ پھر بھی اس کو اچھی لگتی تھی

وہ استنبول میں اکیلا رہ گیا تھا۔۔

اور اس بات نے حارث کی انکھوں میں انسو لائے تھے۔۔ اور پھر وہ رونے لگا۔۔۔

وہ گھٹنوں کے بل بیٹھا زمین پہ بیٹھتا چلا گیا

پاس سے گزرتے لوگ اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔

اس کا دوست اس کی محبت سب اس سے جدا ہو گئے تھے

وہ ایک عام سا دن گزرا تھا۔۔۔

یونی سے اج اف تھا تو وہ ہاسٹل میں ہی موجود تھا۔۔

جنت لوگوں کو گئے ہوئے اج دوسرا دن گزر گیا تھا۔۔

بالکنی میں کھڑے ہوں اس نے اپنے پیچھے سیڑھیاں چڑھتے کسی کے قدموں کی اواز سنی۔۔

اس نے سیڑھیوں کی طرف دیکھا

اور پھر وہیں پر ساکت رہ گیا۔۔۔

اسے لگا جیسے وہ کوئی خواب دیکھ رہا تھا۔۔

اب۔۔ابرام۔۔

اور وہ گھٹنوں پر جھک گیا۔۔۔

وہ شکر کا لمحہ تھا اور صبر کرنے والا شکر کرنا نہیں بھولتا۔۔۔

اس نے اپنے کندھوں پہ ابرام کے ہاتھوں کو محسوس کیا وہ اس کو اٹھا کر کھڑا کر رہا تھا

حارث نے فورا فون نکالا اور کوئی میسج ٹائپ کرنے لگا اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی۔۔

یہ تم کیا لکھ رہے ہو۔۔

پہلے انہیں بتا لینے دو کہ تم دونوں زندہ ہو صحیح سلامت ہو۔۔۔

اچھا مطلب تم لوگوں کو لگا کہ ہم مر چکے ہیں۔۔۔

جان نکل گئی تھی ہماری تم لوگوں کے بغیر۔۔۔

اس نے پاس میں کھڑی ماہ نور کو دیکھا۔۔۔

اپ ٹھیک ہیں۔۔؟

وہ ٹھیک نہیں لگ رہی تھی لیکن اس نے پھر بھی پوچھا۔۔

اور نور نے بس سر ہلا دیا۔۔۔

کچھ دیر ان کے ساتھ بیٹھنے کے بعد وہ اپنے کمرے میں ائی کمرہ بالکل خالی تھا وہ جانتی تھی جنت اور عنایہ واپس جا چکی تھی۔۔۔

اور پھر وہ اپنے بستر پر لیٹ گئی اسے گھر کال کرنی تھی امی بابا سے بات کرنے تھی اپنے بھائی سے بات کرنی تھی۔۔۔

لیکن اس کا فون عنایہ کے پاس تھا

وہ کئی سوچوں میں گم تھی جب اسے نرم ملائم بستر پر لیٹے گا نود کی انے لگی اور وہ وہیں سو گئی۔۔۔

شام کا وقت تھا جب اس کی انکھ کھلی تھی استنبول بھی اسے پرایا نہیں لگتا تھا۔۔

♡♡♡

یہ شاید کسی لائبریری کا منظر تھا۔۔۔

تین چیئر ترتیب سے رکھی گئی تھی درمیان میں ابرام سکندر براجمان تھا۔۔۔

اور ایک طرف حارث بیٹھا تھا جبکہ دوسری طرف ابرام کے بابا کا سیکرٹری بیٹھا تھا اور ان کے اس پاس بہت سے گارڈز بھی موجود تھے شاید ان کی حفاظت کے لیے کھڑے کیے گئے تھے

لیکن اب ابرام کو حفاظت کی کیا ضرورت تھی۔۔

حفاظت کرنے والا تو اوپر بیٹھا تھا۔۔۔

جس نے اس گھنے جنگل نے اّس کی حفاظت کی تھی۔۔۔

اس پاس بہت سے لوگ اکٹھے تھے رپورٹرز نیوز اینکرز اور بہت عام لوگ بھی تھے۔۔

شاید وہ ابرام کا انٹرویو لینے آئے تھے۔۔

وہ اس سے مختلف سوالات پوچھ رہے تھے ہر طرف شور ہی شور تھا۔۔۔

اپ اب تک کہاں تھے؟

اپ کو کس نے اغوا کیا تھا؟

اپ کس کے ساتھ تھے؟

کیا اپ کسی سیاسی کاروائی کا نشانہ بنے تھے؟؟

ہاں شاید وہ سیاسی کاروائی کا ہی نشانہ بنا تھا۔۔

ہر طرف سوال ہی سوال لیکن شاید وہ ان سوالوں کا جواب دینے یہاں نہیں بیٹھا تھا۔۔

اور پھر وہ اپنی کرسی سے ذرا اگے ہوا مائک کو پکڑ کر اپنے قریب کیا۔۔

ہر کوئی اس کی طرف متوجہ ہوا اور سب خاموش ہو گئے۔۔۔

وہ ان لوگوں کو ایک بڑی خبر دینے والا تھا کہ اس کو اغوا کرنے والے کون تھے۔۔۔؟

ایسا وہ رپورٹر سمجھ رہے تھے۔۔۔

میں ابرام سکندر۔۔۔۔

وہ پل بھر کو رکا۔۔

ایک نظر سب پر ڈالی۔۔۔
میں یہ نہیں جانتا مجھے اغوا کرنے والا کون تھا
اور پھر لوگوں کا سارا جوش ایک دم سے ختم ہو گیا تھا۔۔۔
وہ جس جواب کے انتظار میں تھے وہ جواب ابرام دینا ہی نہیں چاہتا تھا۔۔۔
لیکن اپ کو کچھ تو اندازہ ہو گا کہ اپ کو کس نے اغوا کیا تھا۔۔۔؟؟
ہو سکتا ہے کوئی اپ کی جان لینا چاہتا ہو ایک رپورٹر بول رہا تھا۔۔۔
وہ ہلکا سا مسکرایا۔۔
ہماری جان وہی لے گا جس نے دی ہے اور میرے ساتھ جو کچھ بھی ہوا ہے میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتا۔۔۔
اور نہ ہی میں یہاں اس بارے میں بات کرنے کے لیے ایا ہوں۔۔۔
اس کے پہلے جملے پر حارث ساکت رہ گیا تھا۔۔
کچھ تو تھا جو ابرام میں بدل گیا۔۔۔
میں ابرام سکندر۔۔
یہ قبول کرتا ہوں کہ میں اج سے مسلمان ہوں۔۔۔
میں اسلام قبول کرتا ہوں
اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ صرف اسلام ہی دینِ بر حق ہے۔۔۔
وہ سارے رپورٹرز حیرانگی سے ابرام کا چہرہ دیکھ رہے تھے۔۔۔
وہ حیران تھے کہ یہ وہ لڑکا تھا جو خدا کو ماننے کے لیے تیار نہیں تھا اور اج مسلمان ہو گیا۔۔

اور پھر سارے رپورٹرز اپنے سوالوں کا پہاڑ لیے ابرام کی طرف دوڑے تھے لیکن وہ اطمینان سے اپنی کرسی سے اٹھا اور ایک کمرے کی طرف چلا گیا۔۔

حارث اس کی پشت دیکھ کر مسکرایا

اخر کار ابرام سکندر۔۔۔ تم نے اسلام قبول کیا

تم سیدھے راستے پے اگائے

رات کے نو بج رہے تھے جب وہ اسے کھانا دینے کے لیے کمرے میں ایا تھا۔۔

وہ کچھ دیر پہلے ہی اٹھ کر فریش ہو کر اس نے مغرب کی نماز پڑھی تھی۔۔۔

اب اس کے اندر تک سکون تھا۔۔

اپ ٹھیک ہیں۔۔۔؟

نہ جانے وہ بار بار یہ سوال کیوں نور سے پوچھ رہا تھا لیکن شاید فرض تھا اس کا۔۔

مجھے اپ کا فون مل جائے گا گھر کال کرنی ہے

حارث کے سوال کو اس نے نظر انداز کیا تھا

جی اس نے فورا فون نکال کر نور کو دیا۔۔۔

اور کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔

♡♡♡

اور کل تک عنایہ اور جنت نے واپس استنبول اجانا تھا

ابرام سے اس کی دوبارہ ملاقات نہیں ہوئی البتہ حارث تھوڑی دیر بعد اس کا حال دریافت کرنے اجاتا تھا۔۔۔

صوفیہ اس کا دھیان بٹانے کے لیے کافی دیر اس سے باتیں کرتی رہتی تھی۔۔

لیکن گھر والوں کی کمی صوفیہ پوری نہیں کر سکتی تھی

اور پھر اگلے دن۔۔

صبح کا وقت تھا جب ان دونوں نے اپنی دوست کو زندہ دیکھا تھا

تم زندہ کیسے ہو سکتی ہو لڑکی۔۔

تم نے میرے اتنے انسو ضائع کروائے ہیں میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی اس کے لیے

عنایہ اب رو پڑی تھی

وہ عنایہ جو اس کے مرنے کی خبر سن کر نہیں روئی تھی اس کو اپنے سامنے دیکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔۔۔

نور جو جنت کے گلے لگ رہی تھی۔۔

عنایہ کی باتوں پر ہنسنے لگی

مجھے لگا تم نے تو شکر ادا کیا ہو گا میرے مرنے کا

ادھر اؤ تو میں اپنے ہاتھوں سے ابھی مارتی ہوں۔۔

اور نور فورا عنایہ کے بیک کی طرف بھاگی

تم میرے لیے کچھ نہیں لائی پاکستان سے۔۔۔

نہیں۔۔۔ وہ اب رو نہیں رہی تھی

تو پھر یہ لنڈا بازار اٹھا کے لانے کی کیا ضرورت تھی تمہیں نور منہ بنا کر بولی۔۔۔

او یہ لنڈا بازار نہیں ہے۔۔

زارہ کے کپڑے ہیں سارے۔۔۔

ہاں ہاں زارا تو تمہاری وہی کزن ہے نا اس کے کپڑے لے کر ائی ہو۔۔۔

اور پھر ان دونوں کی یہ لڑائی جاری ہی

جنت کوریڈور میں کھڑی تھی۔۔۔

وہ ابرام سے ملنا چاہتی تھی۔۔

اور پھر وہ اپنے روم سے باہر نکلا

وہ اسے دیکھ کر ٹھہرا پھر مسکرایا۔۔

وہ ہمیشہ کی طرح اج بھی کالی ہڈی میں ہی تھا۔۔

کیسی ہیں اپ۔۔۔

ہاں میں ٹھیک ہوں تم کیسے ہو۔۔۔

جی میں بھی ٹھیک ہوں۔۔۔

میرے خیال سے ابھی ٹھیک ہوا ہونٹ

اپ لوگ کب ائے ہیں

یہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی

اچھا نور کے گھر سے بھی کوئی ایا ہے

ہاں اُس کا بھائی ایا ہے اسے ساتھ لے جانے کے لیے

اچھا۔۔۔اور لے جانے کی بات پر وہ بس اچھا ہی کہہ سکا

ٹھیک ہے شام میں ملاقات ہوتی ہے۔۔

وہ اتنا کہہ کر اگے چل دیا۔۔۔

♡♡♡

اور پھر دن کیسے گزرا ان کو اندازہ ہی نہیں ہوا۔۔۔

نور کے کمرے میں نور کی اور اس کے بھائی کی ہلکی پھلکی سی بحث جاری تھی جب وہ کمرے میں داخل ہوا۔۔۔

السلام علیکم۔۔۔

اُس نے سلام کیا اور سب حیران ہوئے

وعلیکم السلام نور نے جواب دیا۔۔۔

نور کے بھائی نے سوالیہ نظروں سے اس انے والے شخص کو دیکھا تھا۔۔۔

یہ ابرام ہے جنت نے اس کا تعارف کروایا۔۔

اور یہ نور کا بھائی ہے۔۔۔

ولی۔۔۔۔

ولی نے گہری نظروں سے ابرام کا جائزہ لیا۔۔

وہ اس کو خاصہ پسند نہیں ایا تھا

میں کل تک یہی ہوں تم سوچو تمہیں میرے ساتھ جانا ہے یا نہیں۔۔۔

میرا خیال ہے کچھ دنوں وقت میں اس کی ڈگری کمپلیٹ ہو جائے گی تو تب ہی اپ اس کو ساتھ لے جانا اپ نے

مس جنت اس کی ڈگری سے زیادہ ہمیں اس کی جان پیاری ہے۔۔۔

لیکن نور یہاں اکیلی نہیں ہے ہم اس کے ساتھ ہیں۔۔

اپ سب کا ساتھ ہوتے ہوئے بھی اس کے ساتھ یہ سب کچھ ہوا ہے۔۔۔

استنبول میری بہن کے لیے اچھا ثابت نہیں ہوا

بھائی اپ واپس چلے جائیں۔۔۔

میں کچھ دنوں میں خود ہی اجاؤں گی

وعدہ کرتی ہوں کچھ دنوں میں خود ہی واپس اجاؤں گی۔۔۔

ٹھیک ہے بچے۔۔۔

پھر میں کل کی فلائٹ سے واپس پاکستان جاتا ہوں۔۔

دھیان رکھنا اپنا۔۔۔

اور ان ساری باتوں میں ابرام بالکل خاموش رہا

اور پھر ان سب کی بحث ختم ہوئی۔۔

اور وہ اپنے اپنے رومز میں چلے گئے۔۔۔

حارث اس وقت ابرام کے روم میں موجود تھا

تو اب تم مجھے بتانا پسند کرو گے کہ تم نے اسلام کو بھول کیسے کیا۔۔۔

تمہیں پتہ ہے حارث۔۔۔

اللہ جسے ہدایت کے لیے چنتا ہے نا پھر اس کو ہدایت اہی جاتی ہے۔۔۔

تمہیں اللہ نے جلدی چنا تھا ہدایت کے لیے۔۔۔

تم جلدی نور کے خدا کو جان گئے تھے۔۔۔

لیکن مجھے وقت لگا تھا میں بھٹکا ہوا تھا۔۔

اور اس کی باتوں پر حارث خاموش ہو گیا۔۔۔

کیا تم اس کو اب پسند کرتے ہو۔۔۔

ابرام نے حارث کا چہرہ دیکھا

اگر میں کہوں ہاں میں پسند کرتا ہوں تو تم کیا کرو گے۔۔۔

م۔۔میں۔۔۔میں تم دونوں کے لیے بہت خوش ہوں گا

وہ نظریں چراتا ہوا بولا۔۔۔

ابرام اس کی کیفیت سمجھتا تھا۔۔۔

کیا تم واقعی ہمارے لیے خوش ہو گے۔۔؟

حارث اس بار ابرام کی انکھوں میں دیکھتے ہوئے مسکرایا میں واقع ہی تم دونوں کے لیے بہت خوش ہوں گا۔۔۔

تم میرے لیے بہت اہم ہو ابرام

اور تمہاری خوشی سے بڑھ کر میرے لیے کچھ نہیں ہے۔۔۔

تم اگر اسے پسند کرتے ہو تو اسے بتا دو۔۔۔

ہاں بتا دوں گا جلدی ہی۔۔

وہ گہرا سانس لیتے ہوئے بولا

اور حارث مسکرایا۔۔۔

چلو ٹھیک ہے اب تم ارام کرو میں ذرا باہر جا رہا ہوں

ٹھیک ہے۔۔۔

اور پھر حارث ابرام کے روم سے باہر نکل گیا۔۔۔

وہ تو ہاسٹل سے بھی باہر اگیا تھا۔۔۔
وہ استنبول کی خالی سڑکوں پر چل رہا تھا۔۔۔
تو اخر کار ہر کسی کی محبت پوری نہیں ہوتی۔۔۔
آخر کار حارث قریشی تم ماہ نور کی محبتۓ سے دستر دار ہوئے
وہ خود سے باتیں کر رہا تھا۔۔۔
تو خدا نے نور کو ابرام کی قسمت میں لکھا ہے۔۔۔
میں تو شاید نور کو کبھی پسند ہی نہیں تھا۔۔
لیکن میرے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ نور کو ابرام پسند ہے۔۔۔
میرے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ نور نے مجھے اسلام کے بہت قریب کر دیا۔۔۔
انہوں نے مجھے اللہ کے بہت قریب کیا۔۔۔
وہ گردن نیچے کر کے مسکرایا۔۔

♡♡♡

رات کافی ہو گئی تھی۔۔۔
اور پھر نور کی کب انکھ لگی اسے اندازہ ہی نہیں۔۔۔
صبح کا سورج اسمان پہ نکل ایا تھا۔۔۔
وہ صبح اٹھی اس نے فجر کی نماز ادا کی۔۔۔
اور پھر کھڑکی کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔۔
جہاں روز وہ پہلے اس کو دیکھا کرتی تھی
وہ اج پھر تیز تیز قدموں سے واپس ارہا تھا۔۔۔

لیکن شاید اج وہ نماز پڑھ کے ارہا تھا

وہ جانتا تھا وہ اس کو کھڑکی سے دیکھ رہی ہے

اور اس بار وہ اس کو دیکھ کے مسکرائی تھی۔۔

اور پھر کھڑکی سے ہٹ گئی۔۔۔

تم اج پھر ابرام کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

جنت نے پوچھا تھا

ہاں۔۔۔۔

اچھا۔۔۔

ولی فلائٹ کے لیے نکل چکا تھا۔۔۔

نور کیا تمہیں سچ میں لگتا ہے ابرام مسلمان ہے۔۔

ہاں وہ مسلمان ہیں انہوں نے خود کہا تھا۔۔۔

نور تم بہت معصوم ہو۔۔۔

نور اس کی بات کو سمجھ نہیں پائی تھی

کیا مطلب ہے تمہارا۔۔؟؟

ابرام نے تم سے جھوٹ بولا تھا۔۔

وہ مسلمان نہیں ہے۔۔۔

بلکہ اس کا تو کوئی مذہب ہی نہیں ہے وہ تو خدا کو ہی نہیں مانتا نور۔۔

اس نے تم سے جھوٹ بولا تھا۔۔۔

اور نور کی انکھوں میں انسوا گئے تھے۔۔

اسے سمجھ نہیں ارہی تھی وہ کس پر یقین کرے اپنی دوست پر یا پھر ابرام سکندر پر۔۔۔

یہ۔۔۔یہ تم کیا کہہ رہی ہو جنت تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔

وہ مسلمان ہیں۔۔۔

وہ مسلمان نہیں ہے تمہیں یقین نہیں ہوتا تو جاکر اس سے خود پوچھ لینا۔۔

نہیں تو حارث سے پوچھ لو وہ جھوٹ نہیں بولے گا۔۔۔

اور نور کے لیے بس اتنا ہی کافی تھا۔۔۔

اس کے دل کو سب سے بڑی ٹھیس پہنچی تھی۔۔

یہ جان کر کے ابرام نے اس سے جھوٹ بولا تھا

لیکن جھوٹ بولنے کا اس کا مقصد کیا تھا وہ یہ نہیں جانتی تھی اور شاید اب جاننا بھی نہیں چاہتی تھی۔۔۔؟

وہ نور کے لال ہوتے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

اب تم کیا کروگی؟؟

جنت نے اُس سے پوچھا

میں۔۔۔م۔۔۔مجھے واپس پاکستان جانا ہے۔۔۔

مجھے اب استنبول نہیں رہنا۔۔۔

اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔۔۔

اسے دکھ ہوا تھا اس کی محبت نے اس سے جھوٹ بولا تھا۔۔۔

اگر وہ اس کو سچ بتا دیتا

تو کیا تھا۔۔۔

لیکن اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ ایک بار جا کر ابرام سے پوچھ لے۔۔۔

لیکن اب ہمت نہیں تھی اتنی۔۔۔

کیا تمہیں سچ میں واپس پاکستان جانا ہے

اپنی ڈگری کمپلیٹ کر لو پھر چلی جانا

نہیں۔۔۔

میں اب یہاں نہیں رہوں گی مجھے واپس جانا ہے تو جانا ہے۔۔۔

مجھے اب اُن کا سامنا نہیں کرنا

اگر وہ کوئی اور جھوٹ بولتے تو انہیں میں معاف کر دیتی۔۔۔

لیکن انہوں نے میرے سے اپنے مذہب کے بارے میں جھوٹ بولا میرے مذہب کے بارے میں جھوٹ بولا

میں انہیں کیسے معاف کروں۔۔۔

اور وہ روتے بلکتے یہ سب کہہ رہی تھی۔۔۔

اور جنت کو اب احساس ہوا تھا کہ اُس نے غلطی کی تھی نور کو سچ بتا کر

وہ اُن دونوں کا معاملہ تھا وہ دونوں خود اسے سنبھالتے تو زیادہ بہتر تھا لیکن جنت نے بتا دیا

ولی تو واپس جا چکا تھا۔۔

اگر یہ سچ کچھ وقت پہلے نور کو پتہ چلتا تو شاید وہ اپنے بھائی کے ساتھ ہی پاکستان واپس لوٹ جاتی۔۔۔

اور اب اس کو واپس اکیلے پاکستان جانا تھا

وہ اپنا سامان سمیٹ رہی تھی۔۔۔

جب اس کے روم کا دروازہ بجا جنت نے دروازہ کھولا۔۔۔

سامنے حارث کھڑا تھا

اور وہ سامنے کا منظر دیکھ کر حیران رہ گیا

اپ کہاں جا رہی ہیں۔۔۔

مجھے پاکستان واپس جانا ہے

نور نے مختصر سا جواب دیا۔۔۔

لیکن اپ نے کہا تھا کہ اپ نہیں جا رہی

ولی گیا تھا تو پھر اپ اس کے ساتھ چلی جاتی۔۔۔

حارث کو برا لگ رہا تھا

پہلے خیال نہیں ایا اب خیال ایا۔۔۔

اس نے سامان پیک کرتے ہوئے جواب دیا

عنایہ جو ابھی نیند میں سے اٹھی تھی سارا منظر دیکھ کر حیران رہ گئی۔۔۔

او تم کہاں جا رہی ہو۔۔۔؟؟

پاکستان۔۔

دماغ تو صحیح ہے نا تمہارا؟؟

نہیں خراب ہے۔۔۔

اب کی بار عنایہ چپ ہو گئی

میرے خیال سے اپ کو ایک بار ابرام کو بتا دینا چاہیے نور۔۔۔

حارث بولا تو جنت نے حیران ہو کر حارث کو دیکھا۔۔۔

ابرام کو کیوں بتا دینا چاہیے ؟؟

کیونکہ وہ ان کو پسند کرتا ہے۔۔۔

کیا۔۔۔؟؟

اور جنت کو اب اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ کتنی بڑی غلطی کر چکی تھی۔۔۔

اپ کو نہیں پتہ کیا۔۔۔

نہیں ابھی اپ سے ہی پتہ چلا حارث۔۔۔

اچھا

اور نور اپنا سامان پیک کر کے اپنے روم سے باہر نکلی ہی تھی ابھی ابرام بھی اپنے روم سے باہر ایا اور نور کے ہاتھ میں سامان دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔۔۔

یہ اپ کہاں جا رہی ہیں

پاکستان جا رہی ہوں۔۔

نور نے گردن نیچے کر کے جواب دیا

لیکن اس طرح اچانک کیسے صبح اپ اپنے بھائی کو کہہ رہی تھی کچھ دنوں میں جائیں گی۔۔۔

بس ارادہ بدل گیا۔۔۔

اچھا۔۔۔

اورابرام کو سمجھ نہیں ارہا تھا کہ وہ اب اس لڑکی کو کیا کہیں۔۔

تواپ کب واپس ائیں گی۔۔۔؟

پتہ نہیں۔۔شاید کبھی نہیں

ل۔۔لیکن نوراایسا کیوں کر رہی ہیں

کیااپ کو نہیں پتہ۔۔۔

مجھے کیسے پتہ ہو گا؟

اچھی بات ہے اپ کو نہیں پتہ خدا حافظ۔۔۔

اور وہ اتنا کہہ کراس کے پاس سے گزر کر ہوسٹل سے باہر نکل گئی

یہ سب کچھ اتنی جلدی میں ہوا تھا کہ نہ توابرام کو سمجھ ائی۔۔

اور نہ ہی وہاں کسی اور کو سوائے جنت کے۔۔

اور پھر جنت ہلکی اواز میں بولی

جب نور کے کمرے میں سب موجود تھے۔۔

نور کوابرام کا پتہ چل گیا تھا کہ وہ مسلمان نہیں ہے۔۔۔

اورابرام کے پاؤں کے نیچے سے مانو زمین نکل گئی تھی۔۔۔

اور۔۔۔اور یہ ان کو کس نے بتایا تھا۔۔

وہ پہلی بار غصے میں دکھائی دے رہا تھا

م۔۔میں نے بتایا تھا جنت ہلکی اواز میں بولی

توکیااپ کو یہ بھی پتہ ہے کہ میں اسلام قبول کر چکا ہوں۔۔۔

کہ اپ یہ بات جانتی ہیں۔۔۔

کیا۔۔اور جنت کو جھٹکا لگا

کیا تم نے اسلام قبول کر لیا۔۔۔

جی میں نے اُسی وقت اسلام قبول کر لیا تھا

جب ہم جنگل میں تھے

اگر اپ کو یقین نہیں ارہا تو اپ سوشل میڈیا پر دیکھ سکتی ہیں۔۔۔

میں کل ہی انٹرویو دے کر ایا تھا۔۔

پورے استنبول کو بتا کر ایا تھا کہ اب مسلمان ہوں میں۔۔۔

اور اپ نے ا۔۔اپ نے ان کو بتا دیا کہ میں مسلمان نہیں تھا۔۔۔

وہ اس لیے واپس گئی ہیں نہ۔۔۔

اپ کو اندازہ بھی ہے جنت اپ نے کتنی بڑی غلطی کی ہے اس بار حارث بولا تھا

اور جنت بیڈ پر گرنے والے انداز میں بیٹھی

اور پھر رونے لگی۔۔۔

مجھے معاف کر دو بہت بڑی غلطی ہوئی ہے میرے سے۔۔

لیکن خیر ہم ان کو واپس لا سکتے ہیں۔۔۔

نور اب واپس نہیں ائے گی۔۔۔

اس بار عنایہ بولی تھی

وہ بہت ضدی ہے؟؟

ابرام نے اب اسلام قبول کیا ہے پہلے تو ابرام نے اُس سے جھوٹ ہی بولا تھا

اور نور کو یہی بات بری لگی ہے۔۔۔
اور ابرام تو دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے خاموش کھڑا تھا۔۔۔
زندگی میں پہلی بار میں نے جھوٹ بولا تھا
اور اُس کا ہی اتنا بڑا انجام بھگتنا پڑا مجھے
وہ میرے سے دور چلی گئی حارث
اور حارث اپنے دوست کی انکھوں میں انسو دیکھ سکتا تھا۔۔۔
اور جنت کو اپنی اس غلطی کا پچھتاوا اب ساری زندگی رہنے والا تھا۔۔۔

ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی جب جنت کا فون بجا۔۔۔
اس کے فون پر نور کا نام چمک رہا تھا۔۔۔
اس نے فورا فون اٹھایا
ہیلو کہاں ہو تم۔۔۔؟؟
لیکن دوسری طرف نور کی اواز نہیں تھی
کیا یہ مس جنت کا نمبر ہے۔۔۔
ج۔۔جی میں ہی ہوں جنت لیکن اپ کون ہے اور یہ فون اپ کے پاس کیسے ہے میری دوست کا فون تھا یہ۔۔۔
جنت کا سانس رکنے لگا۔۔۔

اُسے خطرے کا احساس ہو رہا تھا

وہ ایک گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔۔۔۔

یہ فون اسی گاڑی میں موجود کسی لڑکی کا تھا۔۔۔

ان کی حالت ناساز ہے اپ جلدی۔۔

acibadem hospital

پہنچ جائیں۔۔۔

اور اب فون بند کر دیا گیا تھا

لیکن جنت وہیں ساکت رہ گئی تھی۔۔۔

کیا ہوا ہے جنت۔۔۔

عنایہ نے ڈرتے ہوئے جنت سے پوچھا

عنایہ۔۔ عن۔۔ عنایہ نور کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔۔

اور پورے کمرے میں ایک بار خاموشی چھا گئی تھی۔۔۔

اس کی حالت بہت خراب ہے۔۔۔

ہاسپٹل میں ہے وہ کسی ادمی نے اس کا فون اٹھایا تھا۔۔۔

acibadem hospital میں

اور جنت روتے ہوئے بتا رہی تھی۔۔۔

اور ابرام فورا کمرے سے باہر بھاگا۔۔۔

جنت عنایہ اور حارث بھی اس کے پیچھے باہر نکلے۔۔۔

اور ابرام نے فوران اپنی گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی

جبکہ حارث ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا جنت اور عنایہ پیچھے والی سیٹ پر

یہ سب میری وجہ سے ہو رہا ہے عنایہ

مجھے نور کو نہیں بتانا چاہیے تھا

اگر میں اسے نہ بتاتی تو وہ پاکستان جانے کی ضد نہ کرتی اور اس کے ساتھ یہ سب کچھ نہ ہوتا۔۔۔

اپ کچھ وقت کے لیے خاموش رہیں گی۔۔۔

ابرام گاڑی میں چلایا تھا

جبکہ حارث کی خود کی حالت خراب تھی۔۔۔۔

♡♡♡

اور کچھ دیر بعد گاڑی ہاسپٹل کے سامنے جا کر رکی۔۔۔

لیکن اب ابرام کو ایسا لگ رہا تھا جیسے اُس سے کچھ کھوتا جا رہا تھا

اس کے لیے قدم اٹھانا مشکل ہو رہا تھا

وہ ہاسپٹل میں داخل ہوئے۔۔۔

ریسپشنسٹ سے نور کے بارے میں پوچھا۔۔

جی وہ ابھی اپریشن ٹریٹر میں ہے۔۔۔

اور وہ بھاگتے ہوئے اپریشن تھریٹر کی طرف گئے۔۔

جب کہ وہاں انہیں ایک ادمی اور ایک عورت کھڑے ہوئے نظر ائے۔۔۔

زیادہ عمر کے نہیں تھے شاید وہ دونوں کپل تھے

اپ ہیں جنت۔۔۔

جی میں ہی ہوں نور کیسی ہے۔۔

اُن کی حالت نساز ہے

ڈاکٹر کا کہنا ہے بہت مشکل ہے کہ وہ بچ سکے

سر پر بہت گہری چوٹ ائی ہے۔۔۔

میرے خیال سے جس گاڑی میں وہ بیٹھی تھی اُس گاڑی کے بریک خراب تھے

اور سامنے سے ان کی گاڑی سے ایک گاڑی ٹکرائی۔۔

ڈرائیور کی موت اسی وقت ہو گئ تھی

اپ لوگ دعا کریں وہ بچ جائیں۔۔۔

حارث تو خود کو سنبھال رہا تھا

لیکن ابرام سے اب مشکل ہو رہا تھا خود کو سنبھالنا۔۔

corridor میں لگے ۔۔

آل سی ڈی پر کوئی گازل چل رہی تھی

ہم تو سمجھ رہے تھے یہ

ہم تو سمجھ رہے تھے یہ۔۔

تم ملے پیار مل گیا

ایک تیرے درد کے سوا

ایک تیرے درد کے سوا۔۔

ہم کو تو کچھ ملا نہیں۔۔

اپ کو بھول جائیں ہم

اپ کو بھول جائیں ہم؟

اتنے تو بیوفا نہیں۔۔

اپ کو بھول جائیں ہم۔۔۔

اور ابرام کو اُس گازل کا ہر لفظ اسے لگ رہا تھا جسے مانو اُس کے لیے ہو

اسکی محبت اس سے جدا ہو رہی تھی جیسے مانو اس کے اندر سے زندگی ختم ہوتی جا رہی تھی۔۔

مجھے اپنے اللہ پر یقین۔۔۔

وہ انکھوں میں انسو لیے ہوئے بولا تھا۔۔۔

لیکن شاید اب کچھ ٹھیک ہونے والا نہیں تھا۔۔۔

عنایہ نے ولی کو فون کر کے سب کچھ بتا دیا تھا

دوسری طرف نور کے گھر والوں میں بھی شور مچا ہوا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد اپریشن تھیٹر سے ایک ڈاکٹر باہر ایا ابرام فوراً کھڑا ہو کر اُن کی طرف بھاگا

ن۔۔ نور۔۔۔ نور۔۔۔ کیسی ہیں

ہم نے بہت کوشش کی۔۔۔

لیکن ان کے سر سے بہت خون ضائع ہو چکا تھا۔۔۔

ان کا بچنا نا ممکن تھا۔۔۔

i am sorry she is no more

ماہ نور اب نہیں رہی تھی۔۔

ماہ نور ختم ہو گئی تھی وہ جا چکی تھی اتنی دور کو اب واپس آنا مشکل تھا۔۔

اور ابرام سکندر زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔۔

وہ اس کو چھوڑ کر جا چکی تھی۔۔

جس نے ابرام سکندر کے ساتھ جینا تھا

♡♡♡

اور ابرام کو لگا تھا جیسے اب وہ بھی سانس نہیں لے پائے گا۔۔۔

پورے ہاسپٹل میں جنت اور عنایہ کے رونے کی اوازیں گونج رہی تھی۔۔۔

جنت تم تو کہتی تھی ایک دن سب ٹھیک ہو جائے گا

کچھ ٹھیک نہیں ہوا جنت سب خراب ہو گیا نور مر گئی جنت

عنایہ روتے ہوئے بول رہی تھی

جبکہ حارث بے سود دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔۔

اگر نور ابرام کا عشق تھی۔۔

تو وہ حارث کی محبت بھی تھی

اور اج ایک نے اپنی محبت کھوئی تھی۔۔۔

اور دوسرے نے اپنا عشق۔۔۔

ایسا نہیں ہو سکتا

وہ ایسے کیسے جا سکتی ہیں۔۔۔

وہ اپنی سلطنت کا بادشاہ تھا

اور اج وہ اپنے عشق سے جدا ہو گیا تھا۔۔۔

وہ اپنے حسن سے استنبول کی دھڑکن روکنے کا ماہر تھا

لیکن شاید اب اس کی خود کی دھڑکن رک رہی تھی

جیسے اس کے اندر سے زندگی ختم ہوتی جارہی تھی۔۔۔

کیا اس کے جھوٹ کی اتنی بڑی سزا دی گئی تھی اس کو۔۔۔

وہ ایسے کیسے مجھے چھوڑ کر جا سکتی ہیں انہوں نے تو عمر گزارنی تھی میرے ساتھ

میں اس کے بنا کیسے رہوں گا۔۔

تو اب نور کی ڈیڈ باڈی کے پاس کھڑا دھاڑے مار کے رو رہا تھا

وہ کہتی تھی شادی کریں گی میرے ساتھ

میں ان کے بنا کیسے رہوں گا

نور اٹھے اس طرح سے نہ تڑپائیں مجھے۔۔۔

ان کو کہو حارث اٹھے۔۔۔

اس طرح تنگ نہ کریں حارث ان کو کہو میں نہیں رہ سکتا ان کے بنا یہ ستم نہ کریں۔۔۔

میرے جھوٹ کی سزا اس طرح نہ دیں مجھے حارث ان کو کہو واپس اجائے۔۔۔

وہ رو رہا تھا وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہا۔۔

میں اُن کا انتظار کروں گا۔۔

اور ابرام سکندر کے لیے نور کے عشق کا انتظار لکھ دیا گیا تھا۔۔۔

میں مر جاؤں گا حارث

میں مر رہا ہوں۔۔۔

اور ابرام یہ بڑ بڑاتا ہوا زمین پر گر گیا

سب اس کی طرف بھاگے

ڈاکٹروں نے اس کو فورا اٹھایا اور سٹریچر پر لٹایا۔۔

مجھے لگتا ہے ان کو مس نور کی ڈیتھ کی وجہ سے ہارٹ اٹیک ایا

ایک ڈاکٹر ان میں سے بولا

اور اس کو ائی سی یو کی طرف لے گئے۔۔۔

اپ کا خیال جان لیوا ہے مگر

اپ کے خیال سے باہر اؤں تو جان جاتی ہے

ختم شدہ